بسم اللہ الرحمن الرحیم

(متفق) ۳۶۳۸ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ناگاہ ہم پر ایک آدمی ظاہر ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے اس پر سفر کرکے آنیکی کوئی علامت یا سفر کا اثر بھی نہ تھا (جس کی وجہ سے اسکو کہیں باہر سے آنیوالا سمجھا جا سکتا اور وہ مدینہ کا باشندہ بھی نہیں معلوم ہوتا تھا اس لئے کہ) ہم میں سے کوئی شخص بھی اس کو نہیں پہچانتا تھا کہ وہ کون ہے (خیر تو) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بیٹھ گیا۔ اس طرح کہ دو زانوں بیٹھکر اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسلام کی حقیقت بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اس چیز پر گواہی دے کہ اللہ کے سوائے کوئی عبادت کئے جانے کے قابل نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز کو قائم (اور پابندی سے ادا) کر اور زکوٰۃ دیا کر اور ماہ رمضان کے روزے رکھ اور مقدور ہونے پر حج ادا کر اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا اس پر ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ آدمی پوچھ بھی رہا ہے اور تصدیق بھی کرتا جارہا ہے (حالانکہ جبکہ

یہ جانتا نہیں ہے کہ تو تصدیق کس طرح کرتا ہے کسی بات کی تصدیق تو وہی شخص کر سکتا ہے جو اس بات کو پہلے سے بھی جانتا ہو۔ اس حدیث شریف میں بہت سے تعلیمی پہلو ہیں۔ مثلاً اس شخص کا اچھا لباس پہنکر آنا اس کی رہبری کرتا ہے کہ پیشوا لوگوں کے پاس پاک اور صاف حالت میں حاضر ہونا ادب اور تمیز کی بات ہے۔ پھر اس کا حضور علیہ السلام کے قریب بیٹھنا اس کی رہبری کرتا ہے کہ پیشوا لوگوں کے قریب جسقدر ممکن اور خلاف ادب نہ ہو بیٹھنا مفید بات ہے تاکہ انکی ہر بات سننے میں آجائے اور اگر کچھ پوچھنا ہو تو زیادہ بلند آواز سے بولنے کی ضرورت نہ ہو۔ اس کے بعد اس شخص کے دوزانو طریقہ پر بیٹھنا اس میں یہ نصیحت ہے کہ پیشوا لوگوں کے سامنے باادب طریقہ پر بیٹھنا چاہیئے۔ پھر اس کے سوال کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کیا سوال کیا خالص دین کا سوال کیا کوئی دنیا کی بات دریافت نہیں کی معلوم ہوا کہ پیشوایان دین سے دین ہی سیکھنا اصل مقصد ہونا چاہیئے پھر اس نے اسلام کی حقیقت معلوم کی جس کے جواب میں نبی علیہ السلام نے کلمۂ شہادت اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج کا حکم فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی بنیادی چیزیں یہی پانچ چیزیں ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان احکام کی تعمیل کا نام اسلام ہے۔ یعنی اگر کسیکو یہ چیزیں بھی معلوم ہو جائیں اور وہ تعمیل نہ کرے تو ابھی

اسلام کا پورا مصداق نہ ہوگا۔ نیز الفاظ نماز کو قائم رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک بار نماز پڑھ لینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ پابندی سے نماز پڑھنا لازم ہے۔ اس حدیث کا یہ جزو نفرسے تعلق رکھتا ہے۔ پوچھنے والے شخص کو جب یہ باتیں بتلائی گئیں تو اس نے کہا تھا کہ آپ نے صحیح فرمایا اور اس نے اس قسم کا کوئی سوال نہیں کیا کہ اسلام میں نماز اور روزہ وغیرہ کو کس وجہ سے رکھا گیا ہے اس میں کیا فائدہ یا مصلحت ہے۔ نہ یہ کہا کہ یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں کہ اسلام میں یہ چیزیں کیوں ہیں اس طرز عمل سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے پیشوائے دین کی بتلائی ہوئی باتوں کو جو پابند شرع ہو بلا پس وپیش صحیح مان لینا چاہیے۔ پھر اس آدمی نے کہا کہ ایمان کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے آپنے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی (اتاری ہوئی) کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور تقدیر کی اچھائی اور برائی پر ایمان لائے (یعنی ہر اچھائی یا برائی جو بھی پیش آئے وہ تقدیر ہی میں ہوتی ہے) ان باتوں کو سنکر اس شخص نے پھر وہی کلمہ کہا کہ آپ نے صحیح فرمایا اس سوال اور جوابات سے بھی چند باتوں کا سبق ملتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اسلام اور ایمان دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ظاہری چیز ہے جو عمل سے تعلق رکھتا ہے اور ایمان

باطنی چیز ہے جو دل کے اعتقاد سے متعلق ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان میں اسلام اور ایمان دونوں صفتوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور ایمان مکمل ہونے کے بعد ہی نماز روزہ وغیرہ تمام اعمال درست ہونگے ورنہ بغیر ایمان کے نماز وغیرہ کوئی بھی عبادت لائق اعتبار نہ ہوگی اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ آدمی اسلام کی حقیقت معلوم کرکے خاموش ہوجاتا ایمان کی حقیقت معلوم کرنیکی کیا ضرورت تھی لیکن جب اعمال بتلائے گئے تو اعمال کے درست اور کارآمد بنانے والی چیز کے دریافت کرنیکی ضرورت ہوئی۔ اس کے بعد اس نے تیسرا سوال یہ کیا کہ مجھے احسان یعنی خوبی اور اچھائی پیدا کرنے والی چیز بھی بتلادیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کیا کر کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے یعنی عبادت کے وقت ایسا تصور کیا کر جیسے تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اسکو نہ دیکھے تو وہ تجھکو یقیناً دیکھتا ہے۔ اس جواب میں اعمال میں خوبی پیدا کرنیکی ترکیب تبلائی گئی ہے۔ حدیث کے اس جزو سے تصوف کی تعلیم ہوتی ہے۔ مطلب یوں ہوگیا کہ اسلام یعنی تعمیل احکام اور ایمان پختہ عقیدہ ہونیکے بعد نجات کی اہلیت تو پیدا ہوجائیگی لیکن اللہ کی محبت اور عبادت میں لذت احسان کے

ذریعہ حاصل ہوگی جس کی ترکیب اوپر بتلائی گئی ہے۔ اور اس احسان کا دارومدار اسلام اور ایمان پر ہے یعنی جبتک تعمیل احکام دین اور ایمان کی صفتیں حاصل نہ ہونگی احسان کے مرتبہ پر پہونچ نہیں ہوسکتی ہے پھر اس نے چوتھا سوال یہ کیا کہ مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجیے (یعنی یہ کہ وہ کب ہوگی) تو آپ نے فرمایا کہ اس بات کو تجھ سے زیادہ میں نہیں جانتا تو کہا کہ اچھا اس کی علامتیں ہی بتا دیجئے تو فرمایا کہ جس زمانہ میں لونڈی اپنے آقا کو جنے گی یعنی لوگ کثرت سے لونڈیاں رکھیں گے۔ اور ان سے اولادیں پیدا ہونگی چونکہ آقا کی اولاد بھی آقا ہی کہلاتی ہے اس لئے لونڈی سے پیدا ہونے والا بچہ لونڈی کا بچہ ہی ہوگا اور اسکا آقا بھی ہوگا۔ دوسری علامت قیامت کی آپ نے یہ بتلائی کہ ننگے پیروں چلنے والے ننگے بدن رہنے والے اور مفلسوں بکریاں چرانے والوں کو تو اس طرح دیکھیگا کہ وہ عمارتوں پر فخر کرتے ہوں گے یعنی ایسے لوگوں کا ایسا عروج ہوگا کہ وہ بہت عمدہ مکانات اور عمارتیں بنالیں گے اور اپنی اپنی عمارتوں پہ فخر کرتے ہوں گے (اور یہ حالات قیامت آنے سے پہلے ظہور میں آئینگے۔) راوی نے کہا کہ پھر وہ آدمی چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر جانتے بھی ہو کہ یہ سوال کرنیوالا کون تھا میں نے کہا اللہ اور اسکا رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ جبرئیل تھے

اور تم کو دین سکھانے آئے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے حالانکہ صحابہ کو کچھ بھی نہیں بتلایا تھا لیکن پھر بھی آپ نے یہ فرمایا کہ وہ تمہیں دین سکھانے آئے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ تعلیم دو طریقہ پر ہوتی ہے۔ قول سے اور عمل سے جیسے کہ مثلاً وضو کا طریقہ زبان سے بتلانا قولی تعلیم ہے اور وضو کر کے بتلانا عملی تعلیم ہے۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے بھی یہاں پر صحابہ کو عملی تعلیم دی تھی ان کے طرز عمل سے صحابہ کو پہلی تعلیم تو یہ حاصل ہوئی کہ دین سیکھنے کے لئے دین جاننے والے کے پاس جانا چاہئے۔ پھر اور بہت سی تعلیمی باتیں حاصل ہوئیں مثلاً پیشوائے دین کے قریب اور باادب بیٹھنا اور ایک ایک چیز کو پوچھنا اور اس کا جواب معلوم ہونے پر دوسری چیز پوچھنا۔ دین جاننے والے کی بتلائی ہوئی باتوں کو دھیان سے سننا اور انکی تصدیق کرنا۔ صرف کام کی باتیں پوچھنا۔ اس میں یہ بھی نصیحت ہے کہ اپنی ضرورت کی چیزوں کو خود ہی دریافت کرنا چاہئے۔ کیونکہ بتلانے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ پوچھنے والا کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی نصیحت ہے کہ دین کی بات لوگوں کے مجمع میں دریافت کرنے میں شرمانا نہیں چاہئے بلکہ ضرور پوچھنا چاہئے تاکہ دوسروں کو بھی وہ باتیں معلوم ہو جائیں (مشکوٰۃ)

۲۶۳۹ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی شاخیں ستر سے زائد ہیں پھر ان میں سے سب سے افضل (شاخ) لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے کم درجہ کی راستہ میں سے ایذا کی چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیاء (شرم) کرنا بھی ایمان کی شاخ ہے

توضیح :- اس حدیث شریف میں شرم کو بھی ایمان کی شاخ بتلایا گیا ہے۔ اس شرم سے مراد یہ ہے کہ بری اور گناہ کی بات کرنے میں شرمانا بھی ایمان کی صفتوں میں سے ہے مثال کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر جنازہ کی نماز ہونے والی ہو اور اس مجمع میں کوئی شخص ایسا بھی ہو کہ اسکو جنازہ کی نماز نہ آتی ہو اور وہ اس خیال سے وہاں سے ہٹ کے آڑ میں ہو جائے کہ نماز ہو لی ہے اور وہ وہاں موجود رہے اور نماز میں شرکت نہ کرے اس بات سے اُسے شرم آوے۔ یا مثلاً کسیکا رمضان میں روزہ نہ ہو لیکن لوگوں کے سامنے کھانے پینے سے اُسے غیرت اور حیا دامنگیر ہو۔ یا کسیکو کلمہ یاد نہ ہو اور اس سے پڑھنے کو کہا جائے اور اسکو اپنی کوتاہی پر ندامت ہو وغیرہ تو اس قسم کی شرم صفت ایمان کی علامت ہوگی اور اس شرم کا کبھی نہ کبھی یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ وہ اپنی کوتاہیوں کی تلافی اور اُن کو مٹانے کی طرف یقیناً متوجہ ہوگا۔ اس حدیث شریف میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں لیکن وہ تمام شاخیں اس جگہ پر بیان نہیں ہیں تو یہ بات مختلف احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے کسی ایک حدیث میں ایمان کی تمام شاخوں کو نہیں بتلایا گیا ہے۔ متفرق موقعوں پر بتلا دیا گیا ہے اُن تمام شاخوں کو بعض علماء نے جمع بھی کیا ہے جو ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں۔ (۱) اللہ پر ایمان لانا (۲) اللہ کی صفتوں پر یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ قدیم ہیں (۳) اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا (۴) اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں پر

(۵) اللہ کے پیغمبروں پر ایمان لانا (۶) تقدیر پر ایمان لانا (۷) آخرت کے دن پر ایمان لانا (۸) مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے پر ایمان لانا۔
(۹) بداعمال لوگوں پر قبر میں عذاب ہونا (۱۰) نیک اعمال لوگوں پر اللہ کی نعمت ہونا۔ (۱۱) قیامت کے دن اعمال کا حساب ہونیکا عقیدہ۔
(۱۲) اعمال کا تولا جانا (۱۳) اعمال نامے نیک لوگوں کو سیدھے ہاتھ میں اور بدلوگوں کو الٹے ہاتھ میں دیئے جانیکا اعتقاد (۱۴) پل صراط سے گذرنیکا (۱۵) مومنوں کو حق تعالیٰ کا دیدار ہونا۔ (۱۶) جنتی لوگوں کا جنت میں داخل ہونا۔ (۱۷) جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے (۱۸) دوزخی لوگ دوزخ میں داخل ہونگے (۱۹) دوزخی لوگوں پر عذاب ہونا اور جن لوگوں کی نجات نہیں ہے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔
(۲۰) اللہ سے محبت رکھنا (۲۱) کسی سے بغض یا محبت اللہ ہی کے لئے کرنا۔
(۲۲) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبت رکھنا (۲۳) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق تعظیم ہونیکا عقیدہ رکھنا۔ (۲۴) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود بھیجنا (۲۵) اور آپکی سنت پر عمل کرنا (۲۶) اللہ اور اس کے رسول سے ایسی محبت رکھنا کہ تمام عزیز اقارب دوست اور دنیا کی ہر چیز کو اختیار کرنے اور نہ کرنے میں اُس چیز کو اختیار کرنا جسمیں اللہ اور اُس کے رسول کی خوشنودی ہو (۲۷) ہر عمل میں ایسا خلوص ہونا کہ صرف

اللہ ہی کی خوشی حاصل ہونے کے لئے ہو اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ ہو۔ مثلاً کسی کو خیرات دے تو اس میں صرف یہی مقصد ہو کہ اللہ خوش ہو۔ اور اگر یہ بھی مقصد ہو کہ خیرات دیا جانے والا شخص بھی خوش ہو جائے یا احسان مند ہو تو پھر اس خیرات میں خلوص نہ رہیگا (۲۸) ریا اور دکھاوے کا عمل ترک کرنا (۲۹) نفاق کا دل سے نکال دینا (۳۰) خدا تعالیٰ سے ڈرنا یعنی گناہ کے اعمال میں خدا سے ڈرے۔ (۳۱) خدا تعالیٰ سے امید رکھنا یعنی اس کی بندگی اور توبہ کرنیکے وقت اس سے ثواب اور معافی کی امید رکھنا (۳۲) توبہ کرنا یعنی جب کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً سچے دل سے نادم ہونا اور معافی کی التجا کرنا اور آئندہ کے لئے اس فعل سے باز رہنے کا دل میں پختہ ارادہ رکھنا۔ (۳۳) اللہ کا شکر ادا کرنا یعنی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے دی ہو مال یا اولاد وغیرہ کی اس پہ شکر کرنا (۳۴) وعدہ اور عہد کو پورا کرنا۔ (۳۵) مصیبت پر صبر کرنا (۳۶) عبادتی کاموں میں جو مشقت پڑے اس پر صبر کرنا (۳۷) معصیت ترک کرنے میں نفس کو جو مشقت پہونچے اس پر صبر کرنا (۳۸) تقدیر پر راضی رہنا۔ (۳۹) خدا پر ہر معاملہ میں بھروسہ رکھنا (۴۰) چھوٹوں پر شفقت کرنا (۴۱) بڑوں کی تعظیم کرنا (۴۲) انکساری اختیار کرنا (۴۳) تکبر اور اترانا اور حسد اور کینہ اور غصہ کا ترک کرنا۔

(۴۴) کلمہ توحید پڑھنا (۴۵) قرآن شریف پڑھنا اور پڑھانا (۴۶) علم دین سیکھنا اور سکھانا یعنی دین کی باتوں کو جاننا بھی ایمان کی شاخ میں سے ہے ایسا نہیں ہے کہ دین کی باتوں سے بے خبر رہا جائے اور جاننے کی کوشش ہی نہ کی جائے اور یوں بیفکری کرلی جائے کہ مولویوں سے بوقت ضرورت ہر بات معلوم کرلی جائیگی اور جو لوگ لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں اُن پر بھی دین کی باتیں جاننا ضروری ہے انھیں زبانی معلومات کرنا چاہئے۔

(۴۷) علم دین جتنا بھی حاصل ہو اسکو دوسرے لوگوں کو سکھانا (۴۸) دعا مانگنا (۴۹) اللہ کا ذکر کرنا یعنی علاوہ نماز کے بھی اللہ کا ذکر کرنا (۵۰) گناہوں کے مغفرت کی دعا کرنا (۵۱) بیہودہ چیزوں سے اپنے کو بچانا (۵۲) نجاست ظاہری یعنی گندی چیز سے اور نجاست باطنی غسل وضو وغیرہ کی حاجت کیوقت اپنے کو پاک کرنا اور برے اور خلاف شرع عقیدوں سے دل کو پاک رکھنا (۵۳) نماز فرائض وسنن وغیرہ پڑھنا (۵۴) قابل ستر والے بدن کا ڈھکا رکھنا (۵۵) صدقۂ فرض اور واجب اور نفلی ادا کرنا (۵۶) سخاوت کی صفت اختیار کرنا (۵۷) لوگوں کو کھانا کھلانا (۵۸) مہماں نوازی کرنا (۵۹) روزہ رکھنا یعنی فرض نفل وغیرہ (۶۰) حج کرنا (۶۱) عمرہ کرنا (۶۲) طواف کرنا (۶۳) دین کو بری باتوں سے بچانا یعنی دین میں ایسی باتیں جب لوگ داخل کریں جو دین کی نہ ہوں تو انھیں روکنا سمجھانا (۶۴) نکاح کرنا (۶۵) رشتہ داروں اور اہل وعیال کی خبرگیری کرنا اور ان کے وہ حقوق ادا کرنا جو شرع نے مقرر

کر دیئے ہیں (۶۶) ماں باپ کی فرمانبرداری اور ان کیساتھ جان و مال سے سلوک کرنا (۶۷) اولاد کی تربیت کرنا (۶۸) انصاف کرنا (۶۹) لوگوں میں صلح کرانا رنجش رفع کرانا۔ (۷۰) نیک کام میں مدد دینا روپیہ پیسہ سے یا اپنی جسمانی محنت سے یا دونوں سے (۷۱) نیک باتیں لوگوں کو بتلانا اور ان پر عمل کرانیکی کوشش کرنا ※ ۷۲ وعدہ کے مطابق ادا کرنا (۷۵) ہمسایہ کے لوگوں کا حق ادا کرنا ان کے دکھ درد مصیبت اور بیماری میں انکی امکانی ہمدردی کرنا۔ (۷۶) لوگوں کے ساتھ دیانت اور ایمانداری سے معاملہ کرنا (۷۷) حلال ذریعوں سے مال کمانا اور جائز موقعوں پر صرف کرنا (۷۸) سلام کرنا۔ سلام کا جواب دینا چھینک والے کو جس نے الحمد للہ پڑھا ہو یرحمک اللہ پڑھکر جواب دینا (۷۹) کسیکو تکلیف نہ پہونچانا اور جس چیز سے لوگوں کو تکلیف پہونچنے کا اندیشہ ہو اس کو امکان بھر دفع کرنیکی کوشش کرنا حتیٰ کہ اگر راستہ میں پتھر یا کانٹے وغیرہ پڑے ہوں تو ان کو ہٹا دینا اور راہگیروں کو اس تکلیف کو بچا دینا یہ تمام مندرجہ بالا چیزیں ایمان کی شاخیں ہیں اس لئے لازم آتا ہے کہ جو آدمی کامل ایمان اور یقین حاصل کرنا چاہے اُسے ان تمام شاخوں کو اپنی زندگی میں شامل کر لینا چاہیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں چونکہ یہ تمام صفات تھیں اس لئے وہ کامل مومن یعنی کامل ایمان والے تھے۔ یہ تمام صفات کسی آدمی میں ایکدم یا یکایک پیدا نہیں ہوتی ہیں بلکہ جب انسان ایمان کے اہم امور پر اور اسلام کی بنیادی

※ ۷۲ بری باتوں سے روکنا ان کی برائیاں بتانا ۷۳ (۷۴) امانت کی چیزوں کو واپس کرنا ۷۵ وغیرہ

چیزوں پر پابندی کیساتھ عمل کرنے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ یہ صفات پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور ابتدا میں ان پر عمل بہت دشوار اور بعض مرتبہ ناممکن معلوم ہونے لگتا ہے اسی وجہ سے شرع میں یہ طریقہ مقرر کیا گیا ہے کہ تمام اعمال کا بوجھ ایکدم کسی پر نہیں ڈالا جاتا ہے بلکہ جس قدر برداشت کی طاقت ہوتی جاتی ہے احکام کا تعلق پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اس حدیث کے سلسلے میں جسقدر شاخیں ایمان کی بتلائی گئی ہیں ان میں سے بعض ایسی بھی ہیں کہ ان کا تعلق بعض انسان سے نہ ہوگا۔ مثلاً ماں باپ کی فرماں برداری اور ان کے ساتھ اچھا سلوک تو اگر کسی کے ماں باپ زندہ نہ ہوں تو وہ ایمان کی اس شاخ کو حاصل نہ کر سکے گا تو اس شاخ کا اس سے تعلق ہی نہ ہوگا لیکن جس کے پاس کوئی امانتی چیز ہو یا دین کی امانت ہو تو اس کو دونوں امانتوں کا ادا کرنا ہوگا اور اگر امانتی چیز کوئی نہ ہو صرف تھوڑا یا بہت دین جانتا ہو تو اس پر دین کی امانت ہی ادا کرنا لازم ہوگا اگر اس کی ادائی میں کوتاہی کریگا تو ایمان کی یہ شاخ اس میں کم رہیگی اور دین اور دین کی امانت اس طرح ادا ہوتی ہے کہ جتنا بھی جو شخص دین جانتا ہو اتنا ہی اور لوگوں کو پہونچاتا رہے ایک بار پہونچا دینا اس وجہ سے کافی نہیں ہے کہ ایک بار دین

سکھانے سے سب لوگ دین نہیں سیکھ سکتے بلکہ دین سیکھنے سے بہت سے مستحق لوگ باقی رہتے ہیں اور یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ پوری دنیا کے لوگوں تک دین کو پہونچائے اس لئے اسکا آسان حل یہ ہے کہ اپنی زندگی بھر اس کام کو کرتا رہے اور جن لوگوں تک وہ پہونچ سکتا ہو ان تک پہونچے۔ اسی طرح ایمان کی تمام شاخوں کا حال ہے۔

(پیشاب کا ظرف)

۲۶۴۰ :۔ امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پلنگ کے نیچے ایک لکڑی کا پیالہ رہتا تھا تاکہ آپ رات کو اس میں پیشاب کر لیا کریں۔ مشکوٰۃ باب آداب الخلاء۔

توضیح :۔ چونکہ سردی کے زمانہ میں مکان سے باہر پیشاب کے لئے جانے میں حرج ہوتا تھا اس لئے اس طریقہ کو اختیار کیا گیا تھا۔ اور اس سے یہ تعلیم بھی حاصل ہوتی ہے کہ علاوہ سردی کے اور کسی مجبوری مثلاً بیماری وغیرہ کی وجہ سے بھی اگر پاخانہ تک جانا دشوار ہو تو ایسے وقت بھی پیشاب پاخانہ کے لئے پلنگ کے قریب انتظام کیا جا سکتا ہے ٭ ٭٭ ٭٭ ٭٭

۱۔ منی آرڈر کوپن پر نام پتہ اور خریداری نمبر ضرور لکھئے۔
۲۔ خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری لکھنا لازمی ہے
۳۔ اپنے ڈاکخانہ کا نام انگریزی میں بھی لکھئے۔
۴۔ جوابی امور کے لئے جوابی خط بھیجئے۔

نئے خریدار بناکر آسان حدیث کی مطبوعات فروخت کرواکر یا عطیہ دیکر آسان حدیث کی امدادی مہم میں حصہ لیجئے۔ آسان حدیث کی مدد کرنا دین کی مدد کرنا ہے ٭

آسان حدیث جلد اوّل ۱۲/ - دوم ۱۲/، سوم ۱۲/، چہارم ۱۲/، پنجم ۱۲/، ششم ۱۲/، ہفتم ۱۲/، ہشتم ۱۲/، نہم ۱۲/ ٭ طب نبوی: اس کتاب میں مسنون علاج اور ادویہ کا بیان ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں قیمت ۶/
آسان فقہ حصہ اول: جسمیں نماز، روزہ۔ زکوٰۃ، حج۔ قربانی، عقیقہ وغیرہ کے مستند اور مفصل مسائل درج ہیں قیمت ۱۵/
آسان فقہ حصہ دوم: جسمیں نکاح۔ طلاق، عدت، مہر اور شرکت وغیرہ کے مستند اور مفصل مسائل درج ہیں ۹/
مصیبت کے بعد راحت، رسالہ دفع الافلاس، مسنون نمازیں، ۴/
مہتمم آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال ۲

REGD NO - N912
رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲
یہ رسالہ جنوری سنہ ۱۹۴۳ء سے ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

نمبر ۔ جلد ۱۰

آسان حدیث

جلد دہم

مترجمہ
جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال

اپریل سنہ ۱۹۵۵ء مطابق شعبان سنہ ۱۳۷۴ھ

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ
مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

دستی ۶؍ ، سالانہ مع محصول ڈاک (۱۲؍)

معاونین کے لئے دس روپے ۱۰؍

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ ہے ۔ تعداد

اگر اس جگہ ( ) کراس ہے تو آپکا چندہ ختم ہوگیا فوراً ارسال فرمائیں

پاکستان میں روپیہ روانہ کرنیکا پتہ احمد الدین خاں صاحب نیشنل بنک صدر برانچ۔ انو رابٹی روڈ کراچی

اختر حسین مینیجر علوی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

پیش لفظ

خدا کا شکر ہے کہ آسان حدیث جلد دہم کے آغاز کے ساتھ رسالہ کے جدید خریداران میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ادارہ انشاءاللہ ہر امکانی کوشش کرتے ہوئے مفید ترین مضامین پیش کرتا رہیگا اور آپ حضرات سے ہماری درخواست یہ ہے کہ آپ انکی احادیث رسول علیہ السلام سے دوسرے بھائیوں کو واقف بنانے کے لئے کچھ جد وجہد فرمائیں۔ نئے خریدار بنائیں یا اپنے رسالہ کو ہی دوسروں کو پڑھنے کے لئے دیں۔ مسجدوں میں پڑھ کر سنائیں۔ محض رسالوں اور کتابوں کا چھپ جانا اور فروخت ہو جانا کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔ دین کے لئے جد وجہد کرنیکے بعد آپ ایک ایسی لذت محسوس کریں گے جو آپ نے پہلے کبھی محسوس نہ کی ہوگی۔

ہم رسالہ میں ایک پرچہ یاد دہانی بھیجکر چندہ ختم ہونیکی اطلاع دیتے ہیں لیکن بعض حضرات یہ سوچکر کہ پھر بھیجدینگے فوراً ارسال نہیں فرماتے ہیں ہم نے ایسے ہی حضرات کو پوسٹ کارڈ لکھکر لفافہ یا دوچندہ بھیجنے کیلئے ماہ مارچ میں ایک سو چار تقاضے کئے لیکن بعض حضرات نے ابتک جواب نہیں دیا اس لئے ان حضرات سے درخواست ہے کہ فوراً اپنی رقم ارسال فرمائیں ۱۲ ار آپکے لئے حقیر سی رقم ہے لیکن ادارہ کے لئے اسکا وقت پر پہنچنا ضروری ہے

ناصر دہلی

آپ جو پتہ لکھتے ہیں وہی درج کرکے چھاپ لیا جاتا ہے اگر آپ غلط پتہ لکھیں یا نمبر خریداری نہ لکھیں اور آپکی رقم کا اندراج غلط ہو جائے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

۲۶۷۱:- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد القیس کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ کون قوم یا کونسا وفد ہے تو انھوں نے کہا کہ ہم ربیعہ ہیں فرمایا تم خوب آئے۔ اس طرح آئے کہ نہ تو تمہیں رسوائی ہے نہ کوئی پشیمانی (یہ دعاء خیر اور بشارت ہے) انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں اور کسی مہینہ میں تو آ ہی نہیں سکتے سوائے اس حرمت اور احترام والے مہینہ کے۔ (یعنی ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرّم اور رجب کے کیونکہ) ہمارے اور آپ کے درمیان یہ قبیلہ کفار مضر کا حائل ہے۔ لہذا آپ ہمکو ایسی چیز کا حکم دیجئے جو حق اور باطل میں فرق بتلاتی رہے۔ تاکہ ہم اسی کو ان لوگوں کو بھی بتلا دیں جنکو ہم پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور اس چیز کیوجہ سے ہم جنّت میں داخل ہوسکیں، اور پینے کے برتنوں کے بارے میں بھی دریافت کیا تو آپ نے انہیں، چار چیزوں کا تو حکم دیا اور چار چیزوں کی ممانعت فرمائی حکم یہ فرمایا کہ اللہ پر ایمان لائیں یہ کہ وہ ایک ہے اور فرمایا کہ جانتے بھی ہو کہ اللہ کے ایک ہونے پر ایمان لانا کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دینا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ مال غنیمت کو پانچواں حصہ دو اور چار چیزوں کی ممانعت کی یعنی چار قسم کے برتن استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ایک تو تُنبیا یا مرتبان جس پر لاکھ کو پالش ہو دوسرا تو مڑی کا بنا ہوا برتن تیسرا درخت کی جڑ کے بنایا ہوا برتن چوتھا وہ برتن جس پر رال سے پالش کیا گیا ہو۔ اور فرمایا کہ ان (باتوں) کو یاد رکھو اور ان لوگوں (کو بھی) بتلا دو جو تم سے پیچھے ہیں مشکوٰۃ کتاب الایمان۔

توضیح:۔ حرمت والے مہینے ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم و رجب ہیں ان مہینوں میں عرب لوگ آپس میں لڑنا حرام سمجھتے تھے اس لئے راستوں میں بالکل امن رہتا تھا۔ اور آپ نے اللہ پر ایمان لانے کا مطلب اور اس کی تفصیل بیان کی۔ اللہ اور رسول پر ایمان کے بعد نماز۔ زکوٰۃ۔ روزوں کا ادا کرنا فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان جو کہ قلبی اور اعتقاد کی چیز ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ عبادتیں بھی ہوں جس طرح کہ اگر کسی سے کہا جائے کہ کھیتی کرو اور وہ اس حکم کو مان لے تو اس پر لازم ہو جائیگا کہ وہ کھیتی کے لئے زمین تلاش کرے۔ زمین کو جوتے اور بیج بوئے اور یہ کھیتی کی اہم چیزیں ہونگی۔ پھر اس کے ضمن میں اور بھی بہت سی

چیزیں کرنا ضروری ہوجائیگا۔ مثلاً زمین کو وقت پر جوتنا اس لئے کہ اگر وقت پر زمین کو نہ جوتنا تو پیداوار خراب ہوگی یا بالکل ہی نہ ہوگی، اسی طرح بونیکا عمل بھی وقت مقررہ ہیں ہونا۔ اور بھی اسی طرح بہت سی چیزیں کھیتی کے ضمن میں کرنا ہونگی۔ اسی طرح جو عبادتیں اسلام کی بنیاد ہیں ان کے ضمن میں بھی اُن سے متعلق بہت سی چیزیں لازم ہوجاتی ہیں نماز فرض ہے تو لازم آتا ہے کہ نماز کو اس کے وقت پر پڑھا جائے ورنہ فرض ذمّہ سے ادا نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی مجبوری سے نماز وقت پر ادا نہ ہوسکی ہو تو وقت کے بعد بھی اگر اسکو قضا کرلیا جائیگا تب بھی مواخذہ سے خدا تعالیٰ معاف کردیتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی رعایت ہے کہ وقت کے بعد پڑھی ہوئی نماز بھی کارآمد ہوجاتی ہے ورنہ کھیتی میں تو جب کسی کام کا بالکل وقت نکل چکا ہو پھر وہ کام کیا جانا بھی بالکل بیکار ہوجاتا ہے جس طرح ادائے نماز کے ضمن میں، وقت کی پابندی ضروری ہوجاتی ہے اسی طرح اور بھی چیزیں ضروری ہوجاتی ہیں۔ مثلاً جسم۔ کپڑے اور جگہ کی پاکی۔ باوضو ہونا۔ قبلہ رخ ہونا۔ نماز کی نیت کرنا وغیرہ۔ اسی طرح زکوٰۃ اور روزوں میں ضمنی چیزیں ضروری ہوتی ہیں۔ اور جن برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمائی گئی ہے ان برتنوں میں شراب رکھی جاتی تھی

شراب چونکہ حرام ہوگئی تھی تو اس وقت مصلحتاً ان برتنوں کا استعمال بھی ممنوع کر دیا گیا تھا۔ پھر بعد میں اس ممانعت کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔

۲۶۴۲ عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو بہت سے صحابہ انتہائی غم میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ بعض لوگوں کے وسواس میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو گیا۔ اور میں بھی ان ہی لوگوں میں سے تھا (جن کے وسواس میں پڑنے کا اندیشہ تھا) اور وہ وسواس یہ تھا کہ حضور کی تو وفات ہو گئی اب دین اسلام کا کیا ہوگا آئندہ باقی رہیگا یا ختم ہو جائیگا) ہم لوگ اسی پریشانی میں تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے اور مجھے سلام کیا لیکن اس بات کی (کثرت وشدت غم کی وجہ سے) خبر نہ ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شکایت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کی تو پھر وہ دونوں اکٹھے آئے اور سلام کیا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آخر تم نے ایسا کیوں کیا کہ اپنے بھائی عمر کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ مطلب یہ تھا کہ مجھے ایسا یاد نہیں پڑتا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے سلام کا جواب نہ دیا ہو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے یقیناً ایسا کیا ہے۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اس کا پتہ نہیں کہ تم اِدہر سے گذرے تھے اور نہ اسکا پتہ کہ تم نے سلام بھی کیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

کہا کہ عثمان نے سچ کہا۔ بیشک تمہیں کسی کام نے مشغول کر لیا۔ (یعنی تم کسی سوچ وغیرہ میں تھے) انھوں نے کہا ہاں پوچھا وہ کیا چیز تھی تو کہا کہ اللہ نے اپنے نبی کو وفات دیدی اس سے پہلے کہ ہم یہ پوچھ لیتے کہ اس معاملہ میں کس چیز سے نجات ہوگی (یعنی یہ کہ ایسے وسواس کی صورت میں نجات کا کیا ذریعہ ہوگا) تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس بارہ میں دریافت کر چکا ہوں جب انھوں نے یہ کہا تو میں انکی طرف متوجہ ہوگیا اور میں نے کہا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں بیشک تم ہی اس لائق بھی تھے کہ اس بات کو حضور سے دریافت کرتے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس چیز کی یعنی وسواسی باتوں کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس سے نجات کے لئے کیا چیز ہے تو فرمایا کہ جو کوئی اس کلمہ کو قبول کرے جو میں نے اپنے چچا کو پیش کیا تھا اور انھوں نے قبول نہیں کیا تھا تو بس یہی کلمہ اس کے لئے نجات ہے۔ (وہ کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا) مشکوٰۃ کتاب الایمان۔

(دوا) ۲۶۴۳ :- ابو خزامہ کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس بارے میں آگاہ فرمائیے کہ ہم منتر جھاڑ پھونک اور دوا دارو اور روک تھام کی چیزیں استعمال کرتے ہیں۔

مثلاً ڈھال تلوار اور بیماری پیدا ہونے سے پہلے اس کو روکنے کے لئے بطور احتیاط تدابیر کرنا وغیرہ) تو کیا ان سے تقدیر بدل جاتی ہے (یعنی جو دکھ تکلیف یا بیماری مقدر میں ہوتی ہے ان تدابیر سے کیا وہ دفع ہو جاتی ہے یا صحت یابی وغیرہ ہو جانا) تو فرمایا کہ یہ چیزیں بھی تقدیر سے ہی ہوتی ہیں۔ مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر

توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح بیماری مقدر میں ہوتی ہے اسی طرح اس کی تدبیر بھی مقدر ہوتی ہے اور یہ بھی مقدر میں ہوتا ہے کہ سینکڑوں تدبیروں میں سے کونسی تدبیر کارآمد ہوگی۔ لیکن انسان کے علم سے یہ چیز باہر ہوتی ہے چنانچہ وہ بہت سی تدابیر دوائیں اور منتر تعویذ وغیرہ کرتا رہتا ہے کیونکہ اس کو ٹھیک وہ چیز معلوم نہیں ہوتی ہے جس میں کامیابی مقدر ہے۔ اسی طرح تدابیر کرتے کرتے جب صحت یابی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے۔ تو پھر وہ اس دوا یا منتر تعویذ کو اختیار کر لیتا ہے جس میں کہ شفاء مقدر ہے۔ اور جب کسی بھی دوا یا دعا یا عمل سے شفاء نہیں ہوتی ہے تو بھی تقدیر ہی کا لکھا ہوتا ہے کہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔

۲۶۴۴ :۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول

تا اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ آخر آیت تک کے بارے میں روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی پیٹھوں سے اُنکی اولادیں لیں یعنی ان کو جمع کیا تو ان کو قسم وار کر دیا مثلاً غنی، فقیر وغیرہ پھر ان کو صورت (شکل) میں لایا پھر ان کو بولنے کی طاقت بخشی تو وہ بولنے لگے پھر اُن سے عہد لیا یعنی اُن کو اُنکی جانوں پر گواہ کیا (اور فرمایا کہ) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ انھوں نے کہا ہاں تو فرمایا کہ میں تمہارے اوپر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ کرتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو (بھی) تمہارے اوپر گواہ کرتا ہوں تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہم اس بات کو نہیں جانتے۔ تم (اچھی طرح) سمجھ لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میرے سوا اور کوئی پروردگار (یعنی پالنے والا) نہیں ہے۔ میرا شریک کسیکو نہ بنانا۔ میں تمہارے پاس اپنے رسول بھیجوں گا جو تم کو میرا عہد اور قول یاد دلائینگے۔ اور تم پر (تمہارے رسولوں کے ذریعہ سے) اپنی کتابیں نازل کروں گا انھوں نے کہا کہ ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ تو ہمارا رب ہے (اور پروردگار ہے) اور تو ہمارا معبود ہے تیرے سوا ہمارا کوئی اور پروردگار اور معبود نہیں ہے۔ پس ان چیزوں کا

اقرار کیا۔ اور آدم علیہ السّلام بلند کیے گئے ان پر درآں حالیکہ آدم علیہ السّلام ان لوگوں (یعنی اپنی اولاد) کو دیکھنے جا رہے تھے۔ تو انھوں نے بھی اپنی اولاد کی قسمیں امیر و غریب خوبصورت بدصورت وغیرہ دیکھیں تو کہا کہ اے میرے پروردگار تو نے اپنے بندوں کو برابر (یکساں) کیوں نہ رکھا تو فرمایا کہ میں اپنا شکر کیا جانا پسند کرتا ہوں اور (آدم علیہ السلام نے) ان لوگوں میں انبیاء کو بھی دیکھا وہ چراغوں کی طرح تھے اور اُن پر نور تھا اور اُن سے اپنی رسالت اور نبوّت پہونچانے کا خاص طور پر عہد لیا گیا تھا جس کا ذکر قرآن شریف کی آیت وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السّلام بھی اُن روحوں میں تھے۔ پھر (عیسیٰ علیہ السلام) کو یعنی انکی روح کو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجدیا پھر اُبی سے حدیث بیان کی گئی کہ عیسیٰ علیہ السّلام کی روح مریم علیہا السّلام کے منہ کی طرف سے داخل ہوئی مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر۔

توضیح :۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ شکر کیا جاؤں اسکا مطلب یہ ہے کہ سب بندوں کو یکساں قسم کا نہ بنانیکی مصلحت یہ تھی کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کریں مالدار فقیر کو دیکھ کر شکر ادا کرے کہ خدا نے مال و دولت

اور عیش و آرام وغیرہ کی نعمتیں عطا کی ہیں اور فقیر کو جو تقوی پرہیزگاری
اور اطمینان خاطر اور آفات سے سلامتی نصیب فرمائی وہ چیزیں
مالدار کو نصیب نہیں ہوتی ہیں جس طرح دنیا کی ضرورتوں میں
فقیر غنی کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح دینی امور میں غنی فقیر کا محتاج
ہوتا ہے۔ مثلاً ایک ملازم اپنے آقا کا اس وجہ سے شکر گذار ہوتا ہے
کہ اس کی تنخواہ دوسرے ملازموں کے مقابلہ میں زیادہ ہے لیکن ایک
کم تنخواہ والا ملازم اپنے آقا کا اس وجہ سے شکر گذار ہوتا ہے کہ
آقا بمقابلہ زیادہ تنخواہ والے ملازم کم تنخواہ والے ملازم سے
محبت اور ہمدردی زیادہ رکھتا ہے اور اس پر سب سے زیادہ
اعتماد کرتا ہے۔ اسی طرح اور بھی مثالیں ہو سکتی ہیں

(صحابہ کی فضیلت)

۲۶۴۵ :- ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کوئی کسی کی پیروی
کرنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اُن لوگوں کی پیروی کرے جو (صحابہ
میں سے) فوت ہو چکے ہیں اس لئے کہ زندہ لوگ فتنہ سے بے خوف
نہیں ہیں وہ فوت شدہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے
اس امت کے بہترین لوگ تھے اور اس امت کے بہت ہی نیک
لوگ تھے باعتبار دل کے اور علم دین کے اعتبار سے بہت کامل تھے
تکلف میں بہت کم اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لئے

اور اپنا دین قائم کرنے کیلئے پسند کیا پس تم انکی بزرگی کو پہچانو۔ اور انکی نقش قدم کی پیروی کرو۔ اور انکی خصلتوں کو جہاں تک ہوسکے مضبوطی کے ساتھ اختیار کئے رہو۔ وہ لوگ ٹھیک ہدایت پر تھے۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

توضیح:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نصیحت مندرجہ روایت بالا اپنے زمانہ کے تابعین کو کی تھی اور فوت شدہ لوگوں سے مراد صحابہ تھے اور زندوں سے مراد وہ لوگ تھے جو بقیہ صحابہ کے علاوہ اس وقت جو لوگ موجود تھے یعنی تابعین۔ صحابہ کی فضیلت ایک آیت شریف میں بھی اس طرح آئی ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی یعنی یہ صحابہ تو ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں کا تقویٰ میں امتحان لیا چنانچہ ان کو قسم قسم کی سختیاں اور مصیبتیں پہونچیں لیکن پھر بھی وہ لوگ اللہ کی مرضی پر ہی راضی رہے۔ اور ان مصیبتوں کیوجہ سے ان کے ایمان میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوئی۔ صحابہ علم میں بہت کامل تھے اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کا مطلب بہت بہتر جانتے تھے اور تکلف میں بہت کم تھے یعنی بہت سادہ طریقہ پر زندگی گذارتے تھے ننگے پیر بھی چل پھر لیتے تھے زمین پر بھی نماز پڑھ لیتے تھے۔

کھانے پینے کے لئے مٹی اور لکڑی کے برتن استعمال کر لیا کرتے تھے
ایک کا جھوٹا دوسرا کھا پی لیتا تھا۔

(ارکان علم کی پہچان)

۲۶۴۶ :۔ سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ
نے کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ (تمہارے نزدیک) اہل علم لوگ کون ہیں تو جواب دیا کہ اہل علم وہ لوگ
ہیں جن کا عمل اس کے مطابق ہو جو کچھ وہ (علم دین) جانتے ہوں پھر
عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو علماء کے دلوں
میں سے علم کو (اور اس کی برکتیں اور ہیبت کو) نکال ڈالتی ہے۔ تو
کہا کہ لالچ (یعنی جو علماء مال یا مرتبہ یا عہدہ کا لالچ رکھتے ہیں ان کے
دلوں سے علم اور اس کی برکتیں اور ہیبت نکل جایا کرتی ہے۔
مشکوٰۃ کتاب العلم ۞

(علم ظاہری و باطنی کی فضیلت)

۲۶۴۷ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ علم
دو طرح کا ہے ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہی علم فائدہ مند ہے اور ایک علم
زبان پر ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی حجت ہوتا ہے اولاد آدم پر
کتاب العلم مشکوٰۃ ۔ توضیح :۔ مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک
علم باطن کا ہے اور ایک علم ظاہر کا۔ علم باطن فائدہ مند ہوتا ہے اس لئے
کہ باطنی علم سے تمام چیزوں کی حقیقتیں کھل جاتی ہیں ایمان میں

یقین پیدا ہو جاتا ہے دل کے وہ پردے جو حقیقتوں کو چھپائے ہوئے ہوتے ہیں وہ ہٹ جاتے ہیں باطنی علم نجات کے بہت قریب پہونچا دیتا ہے اور وہ علم جو زبان پر ہوتا ہے وہ ظاہری علم ہے اُس اُس علم سے اللہ کی حجت قائم ہو جاتی ہے اور علم کے خلاف کرنے میں گرفت ہوتی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ علم باطن حاصل ہونیکے لئے ظاہر کی اصلاح لازمی ہے جب تک ظاہر کی اصلاح نہ ہو باطن کا علم حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

۲۶۴۸ عبدالرحمٰن بن حسنہ رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے اور آپکے ہاتھ میں ڈھال تھا۔ آپنے اُسکو رکھدیا (یعنی اپنے سامنے) پھر اسی طرف رُخ کرکے آپنے پیشاب کیا تو بعض مشرک لوگ کہنے لگے کہ ذرا انکی طرف دیکھو یہ تو اس طرح پیشاب کرتے ہیں جس طرح دا ڑبیکر عورت پیشاب کرتی ہے اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کیا تجھے وہ واقعہ نہیں معلوم جو بنی اسرائیل والے پر گذرا (یعنی انمیں کے ایک شخص پر اسوجہ سے عذاب ہوا کہ اس نے ایک اچھی بات سے روکا تھا۔ بنی اسرائیل کا طریقہ تھا کہ جب اُن کے کپڑے میں کسی جگہ پیشاب لگ جاتا تھا تو اُس جگہ کو قینچی سے کاٹ ڈالتے تھے تو اُن کے (نسائی، ابن ماجہ)

ایک دوست نے اس بات کو منع کر دیا تو وہ منع کرنیوالا قبر کے عذاب میں گرفتار ہوا۔ مشکوٰۃ باب آداب الخلاء۔ توضیح :۔ بنی اسرائیل کی شریعت میں یہ حکم تھا کہ اگر بدن پر کسی جگہ نجاست لگ جاتی تھی تو اس جگہ کا گوشت چھیل ڈالتے تھے اور اگر کپڑے کو نجاست لگجاتی تھی تو اتنا کپڑا کاٹ دیتے تھے۔ یہ طریقہ چونکہ انکی شریعت کا تھا اس شخص نے اس بات سے روکا تھا اس لئے وہ عذاب میں مبتلا ہوا۔ اسی طرح پیشاب وغیرہ کیوقت جسم کے پردہ کا خیال رکھنا بھی اچھی بات ہے اس پر مذاق اڑانا یا اس بات سے روکنا یہ بھی اسی قسم کی بات ہے کہ اسکی وجہ سے کوئی عذاب میں مبتلا ہو جائے۔

(بے وضو قرآن پڑھنا)

۲۶۴۹ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے سے باہر نکل آتے تھے تو (بلا وضو کئے ہوئے بھی) ہمکو قرآن شریف پڑھا دیتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت بھی کھالیا کرتے تھے اور قرآن پڑھنے سے سوائے ناپاکی کی حالت کے اور کوئی چیز آپکو نہیں روکا کرتی تھی۔ مشکوٰۃ باب...

توضیح :۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بے وضو حالت میں قرآن شریف پڑھنا جائز ہے خواہ زبانی اور حفظ پڑھا جائے خواہ قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھا جائے۔ بشرطیکہ قرآن شریف کو ہاتھ نہ لگے۔ اور ناپاک حالت میں یعنی جبکہ کوئی غسل کی حالت میں ہو اور پھر حفظ قرآن شریف پڑھنا بھی جائز نہیں ہے اور حیض و نفاس کی حالت میں پڑھنا بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ

شکریہ

ماہ مارچ میں آسان حدیث کی امدادی مہم میں جناب احمد حاجی عبداللہ صاحب بمبئی نے عدم اور جناب افتخار احمد صاحب گلوفیکٹری بھوپال نے ۱۰ کا عطیہ ارسال فرمایا ہے اور نئے خریدار بنانے اور سابقہ جلدیں فروخت کرنے کیلئے مندرجہ ذیل اصحاب نے مدد فرمائی ہے۔

جناب عبدالحفیظ صاحب کوٹہ جناب محمد حسن صاحب دادری۔ جناب عظیم اللہ صاحب شکارپور سندھ جناب محمد اسمٰعیل صاحب ٹوپک والے ۔ جھالاواڑ ۔ جناب سید زینب سلطان صاحبہ المورہ ۔ جناب طیب حسین صاحب کراچی ۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر دے۔

اعلان :- ایک منی آرڈر عہ ہمارے پاس جمع ہے نہ اس پر کوئی نام ہے نہ پتہ نہ نمبر خریداری درج ہے۔ ایک دوسرا منی آرڈر ۱۳ کا نورالدین نورالحسن یا عزیزالحسن صاحب کا آیا ہے نہ صاف نام لکھا ہے نہ نمبر خریداری۔ جن حضرات کا ہو مطلع فرمائیں۔ اور پورا پتہ مع نمبر خریداری کے لکھیں۔

آسان حدیث جلد اول ۔ دوم ، سوم ، چہارم ، پنجم ، ششم ، ہفتم ، ہشتم ، ۱۲/ ۱۲/ ۱۲/ ۱۲/ ۱۲/ ۱۲/ ۱۲/

طب نبوی :- اس کتاب میں مسنون علاج اور ادویہ کا بیان ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں قیمت عہ

آسان فقہ حصہ اول : جس میں نماز، روزہ زکوٰۃ ، حج ، قربانی ، عقیقہ وغیرہ کے مستند اور مفصل مسائل درج ہیں۔ قیمت ۔ ۵/

آسان فقہ حصہ دوم : جس میں نکاح ۔ طلاق ، عدت ، مہر ، اور شرکت وغیرہ کے مستند اور مفصل مسائل درج ہیں ۹/ مصیبت کے بعد راحت ۵/ رسالہ رابع الاخلاص ، مسنون نمازیں ۲/ ۔ محصول ڈاک علاوہ ۔

مینیجر آسان حدیث سکندری بھوپال

REGD NO -

رجسٹرڈ نمبر

بلغوا عنی ولو آیۃ

مئی و جون سنہ ۱۹۵۵ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی)

رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر وخط وکتابت کا پتہ

مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

مقامی - بیرونی - سالانہ مع محصول ڈاک

ا ر ۲ ر (۱۲ ر)

معاونین کے لئے دس روپے

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

پاکستان میں روپیہ روانہ کرنیکا پتہ احمد الدین صاحب نیشنل بنک صدر برانچ - الورا بیبی روڈ کراچی

اختر حسین منیجر علوی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

پیش لفظ

زیر نظر شمارہ آپ کو بہت پہلے مل جانا چاہیے تھا لیکن ہم کو افسوس ہے کہ ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ گذشتہ دنوں میں ہمارے پاس بہت سے خطوط موصول ہوئے جن میں رسالہ کے بابت پوچھا گیا تھا ان سب حضرات کو علیحدہ علیحدہ ہم نے جواب ارسال کر دیا۔ بہرحال ہم اب پوری کوشش کر رہے ہیں کہ آئندہ ہم جلد اس قابل ہو سکیں کہ رسالہ ماہ بماہ آپکو پابندی کے ساتھ مل سکے۔ رجسٹریشن کے سلسلے میں ہم رسالہ کے مستقل خریداران میں سے چند ناموں کی فہرست محکمۂ ڈاک کو بھیج رہے ہیں۔ اور غالباً محکمہ ڈاک والے ان خریدار صاحبان سے تحقیق کرینگے کہ وہ واقعی چندہ دیکر مستقل خریدار بنے ہیں یا نہیں اسکے بعد جب یہ کارروائی مکمل ہوکر رسالہ کا رجسٹریشن منظور ہو جائیگا تو اسکے بعد یہ پیدا شدہ دقت ختم ہو جائیگی اور رسالہ ماہ بہ ماہ ارسال کیا جائے گا۔ اگر اس عرصہ میں رسالہ کسی ماہ میں نہ ملے تو آپ مطمئن رہیں کہ وہ جلد یا بدیر آپکو ضرور مل جائیگا کیونکہ اسوقت ہر شمارہ کو رسالہ پر ارکے ٹکٹ لگا کر بک پوسٹ سے بھیجنے میں جو مالی مشکلات حائل ہیں انکا اندازہ بخوبی آپ لگا سکتے ہیں

ادارہ

ضروری گزارش

۱۔ خط وکتابت کرتے وقت جوابی کارڈ لکھئے اور نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے ۲۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر کیجئے۔

۳۔ رقوم بھیجتے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھئے۔

ہر جگہ آسان حدیث کے لئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے کمیشن اور دیگر شرائط کے لئے ہم کو لکھیں۔ مالی فائدے سے قطع نظر اشاعت حدیث شریف کا کام ثواب عظیم اور برکات الٰہی کا موجب ہے ۞ ۞ ۞ ۞

ان کتب کا مطالعہ :۔ آپکی دینی معلومات کیلئے ضروری ہے۔

آسان فقہ حصہ اول۔ آسان فقہ حصہ دوم۔ تذکرۂ آخرت۔ طب نبوی۔ آسان حدیث

یا انمول موتی از جلد اول تا جلد پنجم فی جلد ۶ عہ مجلد ۱۲ار ۹ ار محصولڈاک بذمہ خریدار

مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراھیم پورہ بھوپال

تشکر جدید :۔

جناب اے، کے اساب صاحب بلبیر دسورٹ، جناب حاجی علیبی بھائی صاحب بھوپال جناب منشی نظیر احمد صاحب نصر اللہ گنج بھوپال۔ جناب بابر خاں صاحب لشکر گوالیار کے ہم بہت ممنون ہیں۔ یہ اہل خیر حضرات اشاعت حدیث میں بیش از بیش درمے قدمے امداد فرمارہے ہیں اللہ تعالیٰ انکو اجر دارین عطا فرمائے اور ہم سب کو توفیق دے کہ ہم خلوص نیت کیساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی اشاعت کر سکیں کیونکہ اسی میں ہماری نجات کا سامان ہو سکتا ہے ۞ ۞ ۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

۲۶۵۲ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمی سفر کو نکلے تھے تو ان پر نماز کا وقت آیا اور ان کے پاس پانی نہ تھا تو ان دونوں نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر اس کے بعد ان دونوں کو پانی مل گیا اور اسی نماز کا وقت بھی موجود تھا۔ تو ان دونوں میں سے ایک نے تو وضو کر کے اسی نماز کو دوبارہ پڑھ لیا اور دوسرے نے نماز کو نہیں دہرایا (بلکہ تیمم کر کے جو نماز پڑھ لی تھی اسی کو کافی سمجھا) پھر وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے نماز نہ دہرانے والے سے فرمایا کہ تو نے سنت طریقہ کو اختیار کیا اور تیری پڑھی ہوئی نماز تیرے لئے کافی ہے۔ اور جس نے وضو کر کے نماز کو دہرایا تھا اس سے فرمایا کہ تجھے دوہرا ثواب ہے۔ مشکوٰۃ باب التیمم۔

توضیح۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جب نماز ادا کی جائے اسوقت اگر پانی نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی جائے تو وہ نماز صحیح ہوگی اور پھر اس کے بعد پانی مل جائے تو پڑھی ہوئی نماز باطل نہ ہوگی۔ لیکن جس تیمم سے نماز پڑھی تھی وہ اب بوجہ

پانی مل جانے کے ٹوٹ جائیگا۔ اور اب اگر اس تیمم سے کوئی نماز پڑھی جائے گی تو وہ نماز نہ ہوگی۔ اور وضو کر کے جس نے نماز کو دوہرایا تھا اس کو دوہرا ثواب ملنے کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلی نماز فرض ادا کرنیکا ایک اور دوسری نماز جو کہ فرض نہ تھی وہ نفل ہوئی تو ایک ثواب نفل نماز کا ہوگا۔

(اذان کا جواب دینے کی فضیلت)

۲۶۵۳ :۔ عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ اذان دینے والے لوگ ہم سے فضیلت دار ہو جاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بھی (کہہ جیسا موذن لوگ کہتے ہیں۔ پھر جب تو (اذان کا جواب دینے سے) فارغ ہوجائے تو (جو دعائیں مانگنا چاہتا ہو) مانگ تو، (وہی چیز) دیا جائے گا۔ مشکوٰۃ باب فضل اجابت الاذان۔

توضیح :۔ ہم سے فضیلت دار ہو جاتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اذان دینے کے سبب سے وہ لوگ ثواب میں ہم سے بڑھ جاتے ہیں تو ہمارے لئے اس ثواب کے حاصل کرنیکی کیا صورت ہو سکتی ہے تو آپ نے ترکیب بتا دی کہ اذان کا جواب دیا کرو اس طرح کہ جو کلمہ موذن اذان میں کہے تو بھی اسی کلمہ کو کہہ البتہ حی علی الصلوٰۃ و فلاح کے وقت لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا جائے جیسا کہ دوسری روایات میں

ہدایت ہے۔ اس عمل کے سبب سے اذان کا جواب دینے والیکو بھی اذان دینے کا ثواب ملیگا۔ اذان کا جواب دینے کے بعد پھر ختم اذان کے بعد دعا مانگنے کا بھی ارشاد فرمایا اسمیں اشارہ ہے کہ جو دعا اذان کا جواب دینے کے بعد کی جائیگی وہ قبول ہوگی۔

۲۶۵۴ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بارہ سال تک (خالص اللہ کی خوشنودی کی غرض سے) اذان دیتا رہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے سبب سے اس کے نام پر ہر ایک دن میں ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں (یعنی ہر اذان پر) اور ہر اقامت (تکبیر) پر تیس نیکیاں (اذان کی فضیلت) مشکوٰۃ باب فی بیان بعض احکام الاذان۔

توضیح :۔ اس حدیث شریف میں ایک اذان پر ساٹھ نیکیاں بندہ کے نام پر لکھی جانا اور ایک اقامت پر تیس نیکیاں لکھا جانا فرمایا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے مقابلہ میں اقامت کہنے کا ثواب کم ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اذان کیوجہ سے دور دور کے لوگوں کو آگاہی اور نماز کی اطلاع اور بلاوا پہونچتا ہے اور اقامت سے صرف حاضر اور موجود لوگوں کو اطلاع اور آگاہی ہوتی ہے۔

۲۶۵۵ :۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کیلئے جلدی نہ کرو)

فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہاں بیٹھنے سے پہلے اس کو دو رکعت نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ مشکوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔ توضیح :۔ حدیث شریف میں ہدایت ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر سب سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھنا چاہیئے اسکا یہ مطلب نہ سمجھنا چاہیئے کہ بلا وضو ہی یہ نماز پڑھ لی جائے کیونکہ حدیث میں وضو کا ذکر نہیں ہے۔ تو اس کی وجہ یہی ہے کہ اس زمانہ میں طریقہ یہ تھا کہ لوگ اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد میں جایا کرتے تھے۔ مسجدوں میں وضو کرنے کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام موجود نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو آدمی گھر سے وضو کر کے نماز کے لئے مسجد کو جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک نیکی کا ثواب اور دوسرے قدم پر ایک خطا کی معافی ہوتی ہے اس لئے بہتر طریقہ تو یہی ہے کہ گھر سے وضو کر کے نماز کو جایا جائے اور پھر مسجد میں پہونچکر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے لیکن اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا ہو تو اس کو سب سے پہلے وضو کرنا ہوگا اور اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھیگا۔ یہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کہلاتی ہے۔ اور اس نماز کا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور بعد کے علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو کر سب سے

اول اُن سنتوں کو پڑھنا شروع کرے جو اس وقت کی فرض نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں تو اُن سنتوں کا پڑھنا تحیۃ المسجد کی طرف سے بھی کافی ہو جاتا ہے۔

(مسجدیں بنانا اور ان کی صفائی اور خوشبو کا انتظام)

٢٦٥٦ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور اس کا (بھی) کہ وہ صاف ستھری رکھی جائیں اور خوشبودار رکھی جائیں۔ مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ توضیح:۔ مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن محلوں میں مسجدیں نہ ہوں اور وہاں کے لوگ اور دراز فاصلہ کی مسجدوں میں نہ جا سکتے ہوں یا انھیں دشواری پیش آتی ہو تو اُن محلوں میں مسجدیں بنا لینا چاہئے۔ ساتھ ہی یہ بھی ہدایت ہے کہ صرف مسجد بنا کر ذکر نہ ہو جانا چاہئے بلکہ اُسے آباد بھی رکھنا چاہئے اور تعظیم کی حیثیت سے اُسے پاک وصاف ستھرا بھی رکھنا چاہئے مسجد کو بخور وغیرہ کے ذریعہ خوشبودار بھی رکھنا چاہئے اس میں علاوہ تعظیم مسجد کے نمازی لوگوں کو بھی راحت محسوس ہوگی اور فرشتے بھی خوش ہوں گے۔

([illegible] قرآن [illegible])

٢٦٥٧ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ مجھ میں ایسی طاقت نہیں کہ قرآن سیکھ

- تو آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے کہ وہ میرے لئے کافی ہو جایا کرے
آپ نے فرمایا کہ۔ کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ تو کہا کہ یا رسول اللہ یہ تو اللہ کے لئے ہے اور میرے لئے کیا ہے تو فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَ عَافِنِیْ وَ اھْدِنِیْ وَ ارْزُقْنِیْ یہ سنکر اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر لیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے بس نیکیوں سے لبریز کر لئے۔ مشکوٰۃ باب القرأۃ فی الصلوٰۃ۔

توضیح :۔ اس حدیث سے اس آدمی کی نماز کا مسئلہ حاصل ہوتا ہے کہ جو نیا نیا مسلمان ہوا ہو اور قرآن شریف کی کوئی بھی سورت اسکو یاد نہ ہو۔ تو چونکہ نماز اس پر بھی فرض ہو جاتی ہے لیکن قرأۃ قرآن سے وہ مجبور ہوتا ہے اس لئے اس کے واسطے یہ رعایت ہے کہ جبتک اسکو نماز کی ضرورت کے لائق قرآن شریف یاد نہ ہو تو وہ اس کے بجائے مذکورہ بالا تسبیح پڑھ لیا کرے اس تسبیح کے معنی یہ ہیں کہ اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اور گناہوں سے باز نہیں رہا جا سکتا اور نہ عبادت کی توفیق ہوتی ہے مگر اللہ ہی کی مدد سے

اور دوسری دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت میں رکھ اور مجھے ہدایت نصیب کر اور مجھے روزی عطا فرما۔

۲۶۵۸ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فقیر مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ بلند درجے والے تو دولت والوں نے لے لئے (یعنی ثواب اور خدا کی رضامندی کا قرب) اور ہمیشگی والی نعمت یعنی جنت حاصل ہونے کے وہ لائق ہو گئے ہیں اب ہمارا کیا ہوگا آپ نے فرمایا کیا بات ہے عرض کیا کہ وہ لوگ نماز ویسی ہی پڑھتے ہیں جیسی کہ ہم اور وہ لوگ روزے بھی ویسے ہی رکھتے ہیں جیسے کہ ہم (اور اس کے علاوہ) وہ لوگ اللہ کی راہ میں خیرات بھی کرتے ہیں اور ہم خیرات نہیں کر سکتے ہیں اور وہ لوگ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے ہیں (کیونکہ ہم تو مفلس لوگ ہیں ہمارے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں) تو آپ نے فرمایا کہ اچھا میں تم کو ایسی چیز نہ سکھا دوں کہ تم اس چیز کے سبب سے وہی درجہ پا سکو جو تم سے بڑھ جانے والے لوگوں نے پایا ہے یعنی جو تم سے پہلے اسلام قبول کر چکے ہیں اور ان لوگوں سے بھی تم بڑھ جاؤ جو تم سے پیچھے ہیں یعنی وہ لوگ جو پیدا ہوئے ہیں یا ایمان لانے میں تم سے بعد کے ہوں گے پھر تو ایسا ہوگا کہ مالدار لوگوں میں سے کوئی بھی تم سے درجہ میں افضل

نہیں ہوگا سوائے اس کے جو وہی چیز کرتا ہو جو تم کرو تو ان (فقیر مہاجرین) لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ چیز ضرور بتلا دیجئے۔ تو فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سُبحَانَ اللّٰہِ - اَللّٰہُ اَکبَرُ - اَلحَمدُ لِلّٰہِ تینتیس تینتیس ۳۳ بار پڑھا کرو۔ ابو صالح نے بیان کیا کہ اس کے بعد فقیر مہاجرین پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمارے دولتمند بھائیوں نے بھی وہ چیز سُن لی جو ہم کرتے ہیں تو وہ بھی اسی طرح کرنے لگے ہیں (ثواب بھی افضل وہی ہونگے) تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مشکوٰۃ باب الذکر (متفق علیہ)

(فرض اور سنتوں کے درمیان فاصلہ کرنا)

۲۶۵۹۔ ازرق بن قیس نے کہا کہ ہمکو ہمارے امام نے جنکی کنیت ابو رمثہ تھی نماز پڑھائی تھی تو ابو رمثہ نے کہا کہ اسی جیسی نماز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی تھی اور ابو بکرؓ اور عمرؓ پہلی صف میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی طرف کھڑے ہوتے تھے اور ایک اور شخص جو (پہلی رکعت میں) تکبیر اولیٰ میں حاضر تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر آپ نے داہنی اور بائیں طرف سلام پھیرا (آپ اس قدر مڑتے تھے کہ) ہم نے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ اپنی نماز کی جگہ سے ہٹ گئے اسی طرح جس طرح کہ ابو رمثہ (یعنی میں) ہٹا۔ اتنے میں وہ آدمی جو پہلی رکعت میں

شریک تھا کھڑا ہوا اور اس نے دو رکعت نماز شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف جھپٹے اور اس کے دونوں کندھے پکڑ کر اس کو ہلایا پھر کہا کہ بیٹھ جاؤ اور کہا کہ اہل کتاب لوگ اور کسی وجہ سے ہلاک نہیں ہوئے بس اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازیں فرق (فاصلہ) نہ تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ اوپر اٹھائی اور (عمر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا اے خطاب کے بیٹے اللہ نے تم کو راہ حق پر پہونچایا۔ مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ۔ توضیح :- جس نماز کا ذکر حدیث میں ہے یہ ظہر یا عصر کی سنتیں۔ نماز میں فرق کرنے سے مراد یہ ہے کہ فرض نماز کا سلام پھیر کر خواہ جگہ بدلنا یا آگے پیچھے ہٹ جانا یا دائیں بائیں ہٹ جانا یا کوئی تسبیح وغیرہ پڑھ لینا بہتر بات ہے۔ اور اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بعد میں پڑھی جانے والی رکعتوں میں بھول اور سہو بھی نہ ہو۔

۲۶۶۰ :- معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں جماعت والوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آگئی تو میں نے (نماز ہی میں) یرحمک اللہ کہدیا تو جماعت کے لوگ مجھے گھور کر دیکھنے لگے میں نے دل میں، کہا کہ تمہاری ماں تم کو گم کرے تمہارا کیا حال ہے جو گھور گھور کر دیکھ رہے ہو۔ لوگوں نے مجھے خاموش کرنے کے لئے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر

مارنا شروع کیئے۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش رکھنا چاہتے ہیں تو میں خاموش رہا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو (میں کیا بتاؤں) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے ایسا سکھانے والا نہ تو حضور سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ حضور کے بعد بس خدا کی قسم حضور نے نہ تو مجھے ڈانٹا اور نہ مارا اور نہ برا کہا آپ نے فرمایا کہ یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس میں کوئی ایسی چیز لائق نہیں ہے کہ جو آدمیوں کی بات چیت کی قسم ہو۔ نماز تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن پڑھنا ہے یا اور جو آپ نے فرمایا ہو۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نیا نیا مسلمان ہوں (یعنی دین کے سب احکام نہیں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام نصیب فرما دیا ہے۔ حالانکہ ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں (جادوگر) کے پاس جاتے ہیں فرمایا تو ان کے پاس نہ جانا۔ میں نے کہا کہ ہم میں کچھ بعض بدشگونی لیا کرتے ہیں فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے کہ وہ لوگ اپنے دلوں میں اسکو کچھ سمجھتے ہیں اور یہ وہم اُن ہی کے دلوں نے اُن میں پیدا کر دیا ہے حالانکہ نفع اور ضرر میں اُس کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی ہے اس چیز کی وجہ سے انکیں ۔۔۔ (کسی کام سے) باز نہ رہنا چاہیئے۔

(معاویہ نے کہا کہ) میں نے کہا کہ ہم میں سے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو لکیریں کھینچا کرتے ہیں (جس طرح کہ رمل والے لوگ لکیریں کھینچکر حالات

... اور غیب کی باتیں بتایا کرتے ہیں) تو فرمایا کہ انبیا میں سے ایک نبی ایسے بھی گذر چکے ہیں کہ وہ بھی لکیریں کھینچا کرتے تھے۔ تو جس شخص کی لکیریں اُن نبی سے موافق ہوں تو وہ ویسی ہی ہوں گی۔ (ورنہ نہیں) مشکوٰۃ باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ و ما یباح۔

توضیح:- تجھکو تیری ماں گم کرے یہ کلمہ عربوں میں استعمال ہوتا ہے اور تعجب کے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔ پہلے نماز کی حالت میں بات کرنا جائز تھا پھر بعد میں ممانعت ہوگئی تھی۔ چھینک کا جواب یرحمک اللہ پڑھ کر دینا یہ بھی مثل بات کرنے کے ہے چونکہ معاویہ بن حکم کو نماز میں بات کرنے کی ممانعت کا حکم اس وقت تک معلوم نہ تھا اس لئے انھوں نے نماز کی حالت میں چھینک کا جواب دیدیا تھا۔ اسی لئے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ اگر نماز کی حالت میں کسی سوال یا خبر کے جواب میں کوئی ایسی قرآنی آیت پڑھ دی جائے جس سے اس سوال کا جواب ہو جائے تو اُس آیت کے پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ اُس آیت کا پڑھنا قراءت نماز کی حیثیت سے نہ تھا بلکہ سوال کے جواب کی حیثیت سے تھا تو وہ آیت پڑھنا بھی مثل کلام کرنے کے ہو جائے گا مثلاً کسی نے خوش خبری سنائی تو نماز میں ہی الحمد للہ رب العالمین پڑھکر جواب دیا۔ یا خبر موت کے جواب میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو ایسی ہر صورت میں نماز

فاسد ہو جائے گی۔ حدیث میں کاہن کا لفظ آیا ہے اسکا ترجمہ جلد سمجھنے کے لئے جادوگر لکھا گیا ہے لیکن عربی زبان میں کاہن ایسے شخص کو کہتے ہیں جو جنات اور شیاطین اور خبیث روحوں سے تعلق رکھتا ہو اور شیاطین کے ذریعہ سے جھوٹی سچی خبریں حاصل کر کے لوگوں کو بتلاتا ہو۔ اور رمل کو اس حد تک جائز فرمایا گیا ہے جو نبی کے خطوط کے ساتھ مطابق ہو۔ لیکن نبی کے خطوط سے اور کسی کے خطوط مطابق نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ تو اُن نبی کا معجزہ تھا اور معجزہ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتا ہے علاوہ ازیں اسکا ثبوت بھی ناممکن ہے کہ نبی کے خطوط سے مطابق کسی دوسرے خطوط کو قرار دیا جاسکے اس لئے نتیجہ یہی ہو جاتا ہے کہ رمل بھی جائز نہیں ہے۔

۲۶۶۱ : عمار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ شہر مدائن میں (جو کہ کوفہ کے قریب ہے) نماز کی امامت کے لئے چبوترہ پر کھڑے ہو گئے اور مقتدی لوگ چبوترہ سے نیچے کھڑے تھے۔ (صف میں حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی تھے) تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صف میں آگے بڑھ کر عمار رضی اللہ عنہ کو پیچھے کھینچا (یعنی چبوترہ سے نیچے اتار لیا) اور وہ اتر آئے۔ پھر جب نماز سے عمار فارغ ہو گئے تو اُن سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی آدمی

(ابوداؤد، بیہقی، مستدرک حاکم)

جماعت کی نماز میں امامت کرے تو اس کو مقتدیوں کے مقام سے زیادہ بلند مقام پر نہ کھڑا ہونا چاہیئے یا اس کے مثل اور کوئی الفاظ فرماتے تھے۔ تو عمار نے کہا کہ اسی کی وجہ سے تو میں تمہارے کھینچنے سے کچھ آیا (اور بلند جگہ سے نیچے اتر آیا) مشکوٰۃ باب الموقف۔

توضیح :- امام کا بلند مقام پر کھڑا ہونا دو طرح پر ہو سکتا ہے ایک اس طرح کہ امام بھی چبوترہ پر ہو اور مقتدیوں کی بھی کم از کم ایک صف اسی بلند مقام پر آجائے۔ تو یہ صورت مکروہ نہ ہوگی۔ اور ایک اس طرح پر کہ صرف امام ہی بلند مقام پر ہو اور تمام مقتدی نیچے کھڑے ہوں تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔ اب یہ بلندی کس قدر ہونے پر کراہت ہوگی تو اس میں علماء کے مختلف قول ہیں لیکن مفتی بہ قول یہ ہے کہ ایک ہاتھ کے برابر امام کا بلند کھڑا ہونا یا اس سے زیادہ اونچائی پر کھڑا ہونا مکروہ ہوگا اور ایک ہاتھ سے کم بلندی پر کھڑے ہونے سے کراہت نہ ہوگی۔ عمار جو کہ امام تھے ان کو بھی یہ مسئلہ معلوم ہوگا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے غالباً عمار بھول کر اونچے مقام پر کھڑے ہوئے ہوں گے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کی طرف کھینچنے پر اُن کا نیچے آنا اسی وجہ سے ہوگا۔

۳۶۶۳ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ

کہا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ عنقریب نماز اس کو اس فعل سے روک دیگی جسکا تو کہتا ہے مشکوٰۃ باب التحریض علی قیام اللیل۔ توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کی پابندی کرنے سے وہ چوری کرنا چھوڑ دیگا۔ توبہ کرنے کی توفیق پیدا ہوگی۔ نماز سے اس کے باطن میں نور اور روشنی پیدا ہوگی اس کی برکت سے گناہ کی باتیں چھوٹ جائیں گی بعض لوگ عرصہ دراز سے نماز کے پابند ہوتے ہیں لیکن گناہ کی باتوں میں بھی بدستور مبتلا رہتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کی نماز اچھی طرح ادا کی ہوئی نہیں ہوتی ہے اور وہ نورانیت پیدا کرنیکے قابل نہیں ہوتی ہے انھیں چاہیے کہ وہ نماز اچھی طرح پڑھیں تاکہ نورانیت اور نماز کے برکات پیدا ہونے لگیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ بعض آدمی نے جلدی جلدی نماز پڑھی تو آپ نے ایسے آدمی سے فرمایا کہ تمھاری نماز ٹھیک نہیں ہوئی دوبارہ پڑھو۔ بعض آدمی نے جلدی جلدی وضو کیا اچھی طرح وضو والی چیزیں نہ دھوئیں تو اسے حکم دیا کہ جاؤ پھر وضو کرو تمہارا وضو ٹھیک نہیں ہوا۔ غرضکہ نماز ٹھیک طریقے سے پڑھنے سے ہی قبول ہوتی ہے اور جب ہی اس کی برکتیں نصیب ہو سکتی ہیں

۲۶۶۳ :۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا پروردگار دو آدمیوں سے خوش ہوتا ہے ایک وہ آدمی جو اپنے نرم (اور آرام دہ) بستر اور رزائی (چھوڑکر) اٹھا جو اسکو بہت محبوب ہوتا ہے اور اپنے اہل کے پاس سے اٹھ کر نماز کے لئے چلا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کو دیکھو کہ یہ اپنا نرم بستر اور رزائی اور اپنے اہل اور محبوب چیزوں کو چھوڑ کر اپنی نماز کے لئے اٹھ گیا۔ اس سبب سے کہ اس کو اس میرے پاس والی چیز (جنت) کی رغبت ہے اور اس سبب سے کہ اسکو اس چیز سے ڈر ہے جو میرے پاس ہے یعنی دوزخ سے. اور دوسرا وہ آدمی جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ گیا پھر اس نے اس گناہ کو سمجھا جو بلا عذر بھاگنے میں اس پر ہوگا۔ اور اس ثواب کو بھی سمجھا جو پھر واپس آجانے میں اسکو ملیگا چنانچہ وہ پھر لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندہ کو دیکھو یہ اس چیز کی رغبت کیوجہ سے لوٹ کر آیا جو میرے پاس ہے یعنی جنت اور اس چیز سے ڈر کر آیا جو میرے پاس ہے یعنی دوزخ یہاں تک کہ وہ شہید ہوگیا. مشکوٰۃ

(الترغیب بالعمل الصالح)

توضیح :۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندہ جو اپنے بستر پر

بڑے آرام اور راحت سے سونا ہوا ہوتا ہے اور اس کی عبادت کا وقت آجاتا ہے تو وہ اس راحت کو چھوڑ کر نماز ادا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ کی اُن نعمتوں کی رغبت اور شوق اس سے زیادہ ہوتی ہے جتنا شوق اور رغبت اس راحت میں ہوتا ہے جو اس کو نرم بستر میں میسر ہو رہا ہوتا ہے۔ جنت کا شوق اس کی تمام راحتوں پر غالب ہو جاتا ہے اسی طرح اس پر عذاب قبر عذاب حشر اور عذاب دوزخ کا خوف اس قدر یقین کے ساتھ غالب ہوتا ہے کہ وہ بستر اور اہل وعیال کے قرب کی راحتوں کو چھوڑنا اور اُن عذابوں سے نجات کو ہر قیمت پر حاصل کرنا پسند کرتا ہے اللہ کی عبادت اور اس کے احکام کی تعمیل دو غرضوں سے ہوتی ہے اوّل یہ کہ مقصد حصول جنّت اور نجات از دوزخ ہو دوم یہ کہ محض اللہ کو خوش کرنے کے لئے ہو یعنی خالص مقصد یہی ہو کہ اللہ راضی رہے اور اس کی ناراضی سے محفوظ رہے۔ جنّت کا حصول اور دوزخ سے نجات کا اس میں کوئی خیال نہ ہو۔ اس طریقہ کی عبادت بہت کامل عبادت ہوتی ہے اور اسی کو خلوص کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ایسی عبادت کرنے والے بہت کم لوگ ہوتے ہیں حصول جنّت اور نجات دوزخ کے لئے جو عبادت ہوگی وہ درجۂ خلوص کو نہیں پہونچیگی۔ لیکن اللہ تعا

اس طرح کی عبادت کرنے والوں سے بھی خوش ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ حدیث مذکورہ بالا میں دو آدمیوں کی مثال بتلائی گئی ہے۔ اسی طرح شرکت جہاد میں ان ہی دو غرضوں میں سے جو غرض ہو اس سے بھی اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے۔ البتہ مال کی لوٹ مار یا اپنی بہادری دکھانے کے لئے یا اپنی تعریف کئے جانے کے لئے جہاد کی شرکت سے خدا تعالیٰ خوش نہ ہوگا۔

۲۶۶۴ :۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا تو (قرآن شریف میں) یہ فرمان ہے کہ اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر لوگ تمہیں فتنہ میں ڈالیں گے تو نماز (کی رکعتیں) کم کر دیا کرو۔ تو اب تو لوگ امن میں ہیں اور فتنہ کا ڈر نہیں ہے۔ (پھر نماز میں قصر کا حکم بدستور کیوں ہے) تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو تعجب تجھے ہے مجھے بھی ہوا تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو پوچھا تھا تو ارشاد فرمایا تھا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے جو اس نے تم پر کیا ہے اس لئے تمہیں اسے قبول کرنا چاہیئے۔ مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ فی السفر۔

(پ ۵ ع ۱۲ سورہ نساء)

آسان حدیث کی مدد کرنا دین کی مدد کرنا ہے

آسان حدیث کی امداد کی مہم میں نئے خریدار بنا کر آپ امداد کر سکتے ہیں

(جمعہ) ۲۴۶۵:- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم (دنیا میں آنیکے اعتبار سے) پیچھے ہیں اور قیامت میں آگے ہونے والے ہیں (یعنی باعتبار درجہ کے) ہاں یہ بات ہے کہ وہ لوگ ہم سے پہلے (اللہ کی) کتاب دیئے گئے ہیں اور ہم ان کے بعد پس یہ دن اُن پر فرض کر دیا گیا تھا یعنی جمعہ کا دن تو انھوں نے اس بارے میں آپسمیں اختلاف کیا پس ہم کو اللہ نے اس دن کے لئے یہ ہدایت کی اور یہودی و نصرانی لوگ اس چیز میں یعنی عبادت کا دن مخصوص کرنے میں ہمارے تابع ہیں یہود نے جمعہ کے بعد والا دن اختیار کیا اور نصاریٰ نے اس کے بعد والا دن (اتوار) اختیار کیا متفق علیہ۔ امام مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم پیچھے آنے والے ہیں (اور) قیامت کے دن پہلے ہو جائینگے اور جنت میں داخل ہونے والوں میں سب سے پہلے ہم ہوں گے (اس کے بعد آخر تک وہی مضمون ہے جو پہلی حدیث میں ذکر ہے) مسلم کی ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ ہم دنیا میں آنیوالوں میں سب سے آخر میں ہیں اور قیامت میں سب سے اوّل ہوں گے، یعنی اس امت کا حساب سب امتوں سے پہلے ہو گا۔ مشکوٰۃ باب الجمعہ۔

توضیح:- حدیث شریف کے اس مضمون سے کہ وہ لوگ کتاب

پہلے دیئے گئے اور ہم ان کے بعد کتاب دیئے گئے اس سے بھی اس امت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ بعد والی کتاب کے سبب سے اس کر پہلے کی سب کتابیں منسوخ ہوگئیں اور اس مضمون سے بھی اس امت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ دنیا میں ہم سب سے بعد میں آئے لیکن جنت میں سب امتوں سے پہلے داخل ہوں گے۔ اور اللہ نے اس دن کے لئے ہم کو ہدایت کی اس سے مراد غالباً سورۂ جمعہ کی آیتیں ہیں ان میں جمعہ کی نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

۲۶۶۶:- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں طور کے پہاڑ کی طرف (جو مکہ میں ہے) نکلا تو کعب احبار سے میری ملاقات ہوگئی تو میں ان ہی کے ساتھ بیٹھ گیا تو انھوں نے توراۃ کی باتیں مجھ سے بیان کیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بیان کئے تو جو باتیں میں نے بیان کیں ان میں یہ بھی تھا کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دن جس میں کہ سورج نکلے جمعہ کا دن ہے (یہ وہ دن ہے کہ) اسی دن آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن (جنت سے زمین کی طرف) اتارے گئے اور اسی دن انکی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن انکی وفات ہوئی ہے اور اسی دن قیامت ہوگی۔ اور کوئی جانور (موطا، نسائی)

ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے روز سورج کے طلوع سے اس کے غروب تک کان لگائے نہ رہتا ہو (یعنی انتظار میں) قیامت کے ڈر کیوجہ سے سوائے جن اور انسان کے (کہ یہ غفلت میں رہتے ہیں) اور جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جو بندہ مسلمان اس کو پائے اور وہ نماز یا عبادت میں ہو اور کوئی سی بھی دعا مانگے تو وہ ضرور ہی قبول ہوتی ہے۔ کعب نے (ابو ہریرہ رضؓ سے) کہا کہ یہ دن جسکا ذکر ہے کہ اس میں ایک بہت بزرگی والی ساعت ہے تو یہ سال بھر میں ایک دن ہوتا ہے انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہر ہفتہ میں یہ دن آتا ہے۔ اس کے بعد کعب نے توراۃ پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عبداللہ بن سلام سے ملا اور میں نے ان سے اپنے اور کعب کے ساتھ بیٹھنے کا ذکر کیا۔ اور اس حدیث کا بھی تذکرہ کیا جو میں نے جمعہ کے بارے میں کعب کو بتلائی تھی۔ پھر میں نے یہ بھی کہا کہ کعب نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ بزرگ ساعت والا جمعہ سال بھر میں ایک بار آتا ہے تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ (یہ تو) کعب نے جھوٹ کہا۔ پھر میں نے یہ بھی کہا اس کے بعد کعب نے توراۃ پڑھی تو کہا کہ بلکہ وہ ساعت تو ہر جمعہ میں ہوتی ہے تو اس پر عبداللہ بن سلام

کہا کہ کعب نے سچ کہا اور یہ بھی کہا کہ میں اس ساعت کو بھی جانتا ہوں
کہ وہ کونسی ہے (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا) میں نے کہا کہ مجھے وہ ساعت بتلا دو
مجھ سے بخل (یعنی بتانے میں بخیلی) نہ کرو تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ
جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت کس طرح ہوسکتی ہے۔ اس لئے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ "مسلمان بندہ
اس کو نہیں پاتا دراں حالیکہ وہ اس وقت نماز پڑھتا ہو" اور جمعہ کی
آخری ساعت میں جو کہ نماز عصر کے بعد ہوسکتی ہے نماز نہیں پڑھی
جاتی ہے کیونکہ مکروہ ہے۔ (حالانکہ وہ ایسا وقت ہونا چاہیئے کہ اس میں
نماز پڑھی جاسکے) تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی نماز کے انتظار میں
بیٹھے تو وہ آدمی اس وقت سے لیکر نماز سے فارغ ہونے تک نماز پڑھنے
والا یعنی نماز میں مشغول رہنے والا شمار ہوتا ہے ابوہریرہ نے کہا ہاں
یہ ٹھیک ہے تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ نماز سے مراد یہی انتظار نماز
ہے۔ اور یہ چیز جمعہ کی آخری ساعت میں ہوسکتی ہے۔ پس اگر اس وقت
دعا کی جائے گی تو قبول ہوگی۔ مشکوٰۃ باب الجمعہ۔

۲۶۶۷ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

(مُوطأ)

وفات کے وقت آپ مجھ پر ٹیکے ہوئے اور سہارا لئے ہوئے تھے (یعنی مجھے سب سے زیادہ یہ بات معلوم ہے کہ حضور کو موت کی کس قدر شدت اور سختی پیش آئی تھی) اس کے بعد سے پھر میں کسی کے لئے بھی موت کی شدت کو مکروہ نہیں سمجھتی ہوں۔ (یعنی میں سمجھتی تھی کہ موت کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔ لیکن جبکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختی کو دیکھا تو اب یہ گمان نہیں رہا کہ موت کی سختی برے خاتمہ کی علامت ہے۔ بلکہ وہ درجات کی بلندی کے لئے ہوتی ہے۔) مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض و ثواب المرض۔

۲۶۶۸۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایمان والے کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی جوان اور ترو تازہ کھیتی ہوتی ہے کہ جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ جھک جاتی ہے ہوائیں اسکو گرا دیتی ہیں اور کبھی سیدھا کھڑا کر دیتی ہیں یہاں تک کہ اس کی موت آجاتی ہے یعنی اسی طرح مومن آدمی کا حال ہے کہ کبھی کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے کبھی کوئی مصیبت کبھی بیماری اور پھر تندرستی آجاتی ہے حادثہ اور مصیبت کا وقت بھی نکل جاتا ہے۔ ان بار بار کی تبدیلیوں کے بعد اسکو موت آجاتی ہے۔ اور منافق آدمی کی مثال ایسی ہے جیسے کہ صنوبر کا درخت ہوتا ہے کہ وہ مضبوطی

(ایمان والوں کی فضیلت)

کے ساتھ کھڑا رہتا ہے۔ اس پر کوئی چیز اثر نہیں کرتی ہے یعنی ہوا چلنے سے نہ وہ گرتا ہے نہ جھکتا ہے یہاں تک کہ بس ایک دفعہ (ایسا) گر پڑتا ہے (کہ پھر) اسکو اٹھنا نصیب نہیں ہوتا اسی طرح منافق آدمی بہ مقابلہ مومن کے زیادہ تندرست رہتا ہے آفات اور مصیبتوں میں بھی بہت کم مبتلا ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی بات اُس پر پڑجاتی ہے تو وہ اس کا خاتمہ ہی کردیتی ہے۔ مشکوٰۃ باب عبادۃ المریض وثواب المرض۔

توضیح:- مومن آدمی پر دنیا میں زیادہ تکلیفیں پڑنے سے اس کے گناہوں کا کفارہ اور اجر میں زیادتی اور درجہ میں ترقی ہوتی ہے بشرطیکہ مومن آدمی اُن تکلیفوں کو صبر اور شکر سے اور رضاء الٰہی کے لئے برداشت کرے۔ اور منافق آدمی کا درجہ بلند ہونا یا اس کے گناہوں کا کفارہ ہونا اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہوتا ہے اس لئے اس کے اسباب بھی اسکو حاصل نہیں ہوتے ہیں۔

۲۶۶۹:- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید پانچ ہیں۔ طاعون کی بیماری میں مرنے والا اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والا۔ (مثلاً ضعف معدہ یا اسہال یعنی (بخاری)

دستوں کی بیماری یا استسقاء یعنی جلندر وغیرہ میں مرنے والا اور (بلا ارادہ) ڈوب کر مرجانے والا۔ اور دیوار چھت وغیرہ میں دب کر مرجانے والا۔ اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ مشکوٰۃ باب عیادت المریض و ثواب المرض۔ توضیح :- بلا ارادہ ڈوب کر مرنے والے سے مراد ایسی معلوم ہوتی ہے کہ وہ مرنا خودکشی کی قسم کا نہ ہو اور نہ اس قسم کا ہو کہ مثلاً وہ کسی گناہ کے لئے کشتی کے ذریعہ یا جہاز کے ذریعہ سے دریا کا سفر کر رہا تھا اور اس میں کہ وہ گر گیا ہو یا کشتی و جہاز غرق ہو گیا ہو اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والی وہ عورت بھی شمار ہوگی جس کی موت خود بخود استقاط حمل یا ولادت کی وجہ سے واقع ہوئی ہو۔ اس کے علاوہ اور بھی شہید دیگر احادیث میں فرمائے گئے ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اصلی شہید تو وہی ہے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اور اس کے علاوہ جن لوگوں کو شہید فرمایا گیا ہے وہ حکمی شہید ہیں یعنی انکو بھی شہید جیسا ثواب ملتا ہے۔ دیگر حکمی شہید یہ ہیں کہ جنکی موت ذات الجنب میں واقع ہو یا جل جانے میں یا وضع حمل میں۔ یا وضع حمل کے سلسلے میں جو علالت پیدا ہوئی ہو یا ایّام دودھ چھٹانے کے زمانہ کے اندر یا دق وسل میں یا سفر میں یا سواری سے

جانور پر سے گر پڑنے میں [۱۲] یا اسلامی سرحد کی نگہبانی کرنے میں [۱۳] یا گڈھے میں گر پڑنے کی وجہ سے [۱۴] یا درندہ کے حملہ میں [۱۵] یا اپنے مال کی حفاظت کرنے میں [۱۶] یا اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرنے میں [۱۷] یا اپنے دین کی حفاظت کرنے میں [۱۸] یا اپنی جان کی حفاظت کرنے میں [۱۹] یا ظلم میں [۲۰] یا جہاد کی شرکت میں اپنی کسی بیماری کی وجہ سے مرنے میں [۲۱] یا جو ظلم سے قید کیا گیا ہو اور اسی قید میں مرجائے۔ [۲۲] یا کوئی ناحق مار پیٹ کیا جائے اور اس میں مرجائے [۲۳] یا جو موت کے وقت کلمہ توحید پڑھ رہا ہو اور انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ جو [۲۴] بخار میں مرجائے وہ بھی شہید ہے ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت ہے کہ انھوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ شہیدوں میں سب سے زیادہ بزرگ کونسا شہید ہے تو فرمایا کہ [۲۵] جو شخص کہ ظالم امام (حاکم) کے پاس جاکر اسکو نیک کاموں کا حکم دے اور برے اور گناہ کے کاموں سے روکے اور اس پر وہ امام اسکو مار ڈالے (تو وہ اللہ کے نزدیک سب شہیدوں سے زیادہ بزرگ ہے) اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آدمی بھی شہید ہے [۲۶] جسکو کوئی جانور کچل ڈالے مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ یا جو [۲۷] زہریلے جانور کے کاٹنے سے مرجائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی [۲۸] کسی پر عاشق ہو باوجود اس کے وہ اللہ کے

ڈرتا بھی ہو اور پرہیزگاری پر قائم رہا ہو اور اپنی اس محبت کو پوشیدہ رکھا ہو پھر اسی حالت میں مر جائے تو وہ بھی شہید ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جسکو کشتی کے سفر میں چکر اور قے کی علامت ہو اور اسی میں مر جائے تو وہ شہید ہے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت کو اور مردوں پر جہاد کو لازم کر دیا ہے۔ لہذا[۳۲] جس عورت نے اپنے شوہر کی دوسری زوجہ ہونے پر صبر کیا اسکو شہید کا ثواب ہوگا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ[۳۳] جو کوئی شخص دن کو پچیس بار یہ پڑھے کہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ وَفِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ پھر اگر وہ اپنے بستر پر ہی مر جائے گا تب بھی اللہ اسکو شہید کا ثواب دیتا ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس[۳۴] نے اپنا معمول یہ رکھا ہو کہ چاشت کی نماز پڑھتا ہو اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھتا ہو۔ اور سفر اور غیر سفر میں کبھی وتر پڑھنا نہ چھوڑتا ہو تو اس کے لئے شہید کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور وہ[۳۵] بھی شہید ہے کہ امت میں فساد پھیلنے کے وقت سنت طریقہ پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اور[۳۶] وہ بھی شہید ہے جو علم دین سیکھنے یا سکھانے کا شغل رکھتا ہو اور اسکو موت آجائے۔ یا[۳۷] دین کے بارے میں تصنیف تالیف کرتا ہو یا

جو کوئی[۳۸] اللہ کی مخلوق کی خدمت اور بھلائی کے لئے مصروف رہتا ہو یا جو[۳۹] مسلمانوں کے لئے غلہ مہیا کرے[۴۰] یا جو کوئی اپنی بیوی اور اولاد وغیرہ کے لئے حلال روزی حاصل کرنے میں مصروف رہتا ہو۔ اور مرتث بھی شہید ہے (مرتث وہ شخص ہے جو اسلامی جنگ میں زخمی ہوا ہو اور اس وقت نہ مرا ہو بلکہ اُسے میدان جنگ سے منتقل کرنے کے کچھ عرصہ بعد وہ مرا ہو) یا اگر[۴۲] کوئی حاجت غسل میں ہو اور اس کو لڑائی میں کفار مار ڈالیں۔ اور شرقی بھی شہید ہے (یعنی وہ شخص جو پانی پی رہا ہو اور اس کے گلے میں پانی کا گھونٹ پھنس گیا ہو اور دم گھٹ جانے کے سبب سے مرا ہو) جس مرنے والے نے اپنے مرض وفات میں چالیس بار آیہ کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھی تھی جس شخص نے حالت مرض میں یہ آیت چالیس بار پڑھی ہو اگر وہ فوت ہو جائے گا تو شہید کا ثواب ملیگا اور اگر تندرست و صحتیاب ہو جائیگا تب بھی فائدہ سے خالی نہ رہیگا اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور[۴۳] روایت ہے کہ امانت دار سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ اور[۴۴] جو شب جمعہ میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے اور[۴۶] روایت ہے کہ اللہ واسطے اذان دینے والا شہید ہے اور ایسے آدمی کی قبر میں کیڑے نہیں پڑتے ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا[۴۷] کہ جو کوئی مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس
بار رحمت بھیجتا ہے اور جو کوئی مجھ پر دس بار درود بھیجتا ہے اللہ تعا
اس پر سو بار رحمت بھیجتا ہے۔ اور جو کوئی مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے
تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہیں (نفاق سے)
براءت لکھ دیتا ہے اور اس کو قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھیگا
اور[۴۸] ایک روایت ہے کہ جو کوئی صبح کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ
تین بار پڑھ کر سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ
اس کے ساتھ ستر فرشتے مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ شام تک اس کی
مغفرت کی دعا کریں پھر اگر وہ اس دن مر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے
[۴۹] اور جو کوئی شام کو بھی یہی پڑھ لے تو اس کا بھی یہی ثواب پاتا ہے
۵۰۔ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ وصیت
فرمائی کہ جب سونے کے لئے بستر پر جانے لگے تو وہ سورہ حشر کا آخری
(حصہ یعنی آیتیں) پڑھ لیا کرے اور فرمایا کہ اگر وفات ہو گی تو شہید
ہوگا۔ اور[۵۱] جو کوئی مرگی (بیماری) سے مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے اور[۵۲]
جو کوئی حج یا عمرہ میں مر جاتا ہے تو وہ شہید ہوتا ہے۔[۵۳] اور جو باوضو
حالت میں مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے۔ یا[۵۴] رمضان کے مہینہ میں مرے
یا[۵۵] بیت المقدس میں مرے یا[۵۶] مکہ میں مرے یا[۵۷] مدینہ میں مرے شہید ہے

۵۹ اور ایسا آفت رسیدہ آدمی جو اُس بلائے شدید اور تکلیف پر صبر کرتا ہوا مر جائے شہید ہے ۶۰ جو آدمی نوّے ۹۰ برس کی عمر ہونے کے بعد مرے وہ وہ شہید ہے۔ ۶۰ آسیب کے ضرر سے مرنے والا شہید ہے۔ ۶۱ ایسا مرنے والا جس کے ماں باپ اُس سے راضی ہوں شہید ہے۔ ۶۲ وہ نیک عورت جو ایسی حالت میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو شہید ہے۔ ۶۳ اور ایسا امام یا حاکم یا قاضی جو انصاف کے موافق حکم دیتا ہو شہید ہے۔ (ماخوذ از طوالع الانوار حاشیہ در مختار)

۲۶۷/۱۸: یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کو (اچانک) موت آگئی تو ایک آدمی نے کہا کہ اسکو (موت) مبارک ہو (اسکو تو ایسی موت آئی) کہ وہ کسی مرض میں بھی مبتلا نہ ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے تجھے یہ کیسے معلوم ہوا (کہ یہ موت مبارک ہے) اگر اللہ اسکو بیماری میں مبتلا کرتا اور اس میں اس کی موت آتی) تو اللہ تعالیٰ (اس بیماری کی وجہ سے) اس کی برائیاں دور کر دیتا۔ مشکوٰۃ باب عبادۃ المریض و ثواب المرض ۔ (موطا مالک)

REGD. NO

رجسٹرڈ نمبر

بلغوا عنی ولو آیۃ

جولائی ۱۹۵۵ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب حنفی

رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

قیمت: مقامی بیرونی سالانہ مع محصول ڈاک

۳/ ۱/ (۱/۱۲)

معاونین کے لئے دس روپئے سالانہ

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

اختر حسین منیجر علوی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

پاکستان میں روپیہ روانہ کرنے کا پتہ: احمد الدین صاحب نیشنل بنک صدر برانچ - انوار ٹی روڈ کراچی

گذارش

زیر نظر رسالہ مقررہ وقت پر طبع ہو رہا ہے۔ لیکن ڈاکخانہ میں رجسٹریشن کی منظوری اگر جلد نہ ہوئی تو شاید آپ کو مزید انتظار کرنا پڑے۔ ہر رسالہ پر ارسے ٹکٹ لگا کر روانہ کرنا اس چھوٹے سے رسالہ کے لئے عملاً ناممکن ہے امید ہے کہ ایک دو ماہ میں یہ بے ترتیبی ختم ہو جائیگی اور آئندہ یہ شکایت آپکو نہ رہیگی۔

ادارہ محترمہ بی فاطمہ صاحبہ الہ آباد اور جناب انعام احمد خاں صاحب مردان (پاکستان) کا ممنون ہے۔ آپ حضرات نے رسالہ کے امدادی فنڈ میں عطیہ ارسال فرمایا ہے۔

ش ۔ صدیقی

سلسلۂ اشاعت حدیث شریف کی ان کتب کا مطالعہ ضرور کیجئے۔

آسان فقہ حصہ اول۔ دوم۔ مسنون نمازیں۔ طب نبوی۔

۱۵ر ۹ر ۴ر عہ ر

آسان حدیث جلد اول تا جلد ہشتم = محصول ڈاک علیحدہ :-

فی جلد ۱۲ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۶۷۱ :۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں وہ بات بتلا دوں جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے سب سے پہلے فرمایگا اور وہ بات بھی جو وہ (یعنی اہل ایمان) اس سے عرض کریں گے صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ضرور بتلا دیجئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرمایگا کہ کیا تم مجھ سے ملاقات ہونا محبوب رکھتے تھے تو جواب دیں گے کہ ہاں اے ہمارے پروردگار فرمایگا کہ کیوں؟ تو کہیں گے کہ ہم تیری طرف سے درگذر اور مغفرت و بخشش کی امید رکھتے تھے تو فرمایگا کہ بیشک میری بخشش تمہارے لئے ثابت ہوگی۔

مشکوٰۃ باب تمنی الموت و ذکرہ۔

توضیح :۔ ایمان والے لوگوں سے بھی غلطیاں اور گناہ ہو جاتے ہیں اس لئے انکو عذاب کا ڈر ہونا یقینی بات ہے اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے ڈر ہونا چاہیئے تھا لیکن اس کے خلاف ان کو اللہ سے ملاقات ہونا محبوب ہوگا ایسا کیوں ہوگا چنانچہ اسکا جواب وہی ہے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ سے وہ عرض کریں گے کہ ہمکو تیری ملاقات اس وجہ سے محبوب تھی کہ ہم کو امید تھی کہ ہمارا پروردگار ہماری خطائیں اور گناہ معاف فرماکر ہماری بخشش

نہیں جاتے ہیں اور اس کی روح نکلنے کا انتظار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ملک الموت (جان نکالنے والا فرشتہ) آکر اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے اے پاک جان اللہ کی بخشش اور اس کی خوشنودی کی طرف نکل۔ حضور نے فرمایا کہ پس جان بہتی ہوئی اس طرح نکل جاتی ہے جس طرح مشک میں سے پانی کا قطرہ بہ کر نکل جاتا ہے۔ یعنی بہت آسانی اور سہولت سے جان نکل جاتی ہے۔ جب نکل جاتی ہے تو اس کو ملک الموت لے لیتے ہیں اور اس کے بعد دوسرے فرشتے ان کے پاس سے فوراً لے لیتے ہیں اور اس کو اس کفن میں اور خوشبو میں (جو جنت کی ہوتی ہے) رکھ لیتے ہیں اور اس روح میں سے بہترین مشک کی خوشبو جو کہ دنیا کے پردہ پر پائی جاتی ہے نکلتی ہے۔ مشکوٰۃ باب مایقال عند حضرۃ الموت

توضیح :- اس حدیث شریف میں وہ حالات بتلائے گئے جو مؤمن آدمی کو موت کے وقت پیش آتے ہیں لیکن اس سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ سب ہی مسلمان چونکہ مؤمن ہوتے ہیں اس لئے سب کے لئے یہی حالات بوقت موت ہوں گے یاد رکھنا چاہیے کہ مؤمن سے مراد مؤمن کامل ہے یعنی ایسا آدمی جو ایمان بھی رکھتا ہو اور نیک اعمال کا بھی پابند ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے مطابق اس کی زندگی رہی ہو۔ یا کم از کم آخر عمر اس طریقہ پر ہو۔

اس حدیث سے اس مغالطہ میں بھی نہ پڑنا چاہیئے کہ مومن آدمی کی جان بموجب اس حدیث کے بہت آسانی کے ساتھ نکل جاتی ہے لیکن بہت سے نیک لوگوں کو بھی موت کے وقت بہت تکلیف ہوتا پایا جاتا ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی موت کی شدت ہوئی تھی۔ تو ان واقعات سے حدیث کے خلاف اس وجہ سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ علالت کی شدت و تکلیف اور جان نکلنے سے پہلے کی تکلیف کا اس حدیث میں ذکر نہیں ہے بلکہ یہ ذکر ہے کہ جب مومن آدمی کی جان نکلتی ہے تو بہت آسانی سے نکل جاتی ہے۔ بخلاف کافر کے کہ اس کو جان نکلنے کی بھی بہت تکلیف ہوتی ہے اور بڑی مشکل سے اس کی روح جسم کو چھوڑتی ہے۔

(مومن کی موت پر زمین آسمان روتے ہیں)

۲۶۷۳:- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کوئی مومن (یا ایمان والا) نہیں ہے جس کے لئے دو دروازے نہ ہوں۔ (ان میں سے) ایک دروازہ تو وہ ہے کہ جس سے گزر کر اس کے عمل اوپر چڑھتے ہیں اور ایک دروازہ وہ ہے کہ جس میں سے اس کا رزق اترتا ہے۔ پھر جب وہ مومن آدمی مر جاتا ہے تو وہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔ اسی مضمون کا اشارہ اس آیت میں ہے کہ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ اس روایت کو مشکوٰۃ

ترمذی نے بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ۔ توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک
مومن آدمی زندہ رہتا ہے اس وقت تک اس مومن کی زندگی سے
زمین و آسمان کو بھی ایک سعادت حاصل رہتی ہے کہ اس کے نیک
اعمال اوپر چڑھتے ہیں اور اس کے لئے جو رزق نازل ہوتا ہے اس سے
اس کو نیک اعمال میں مدد ملتی رہتی ہے کیونکہ وہ زندگی قائم رہنے
اور نیک اعمال کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اور اس کی موت کی وجہ سے
آسمان اور زمین اس سعادت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اسکی
موت سے ان کو غم ہوتا ہے۔ بہ خلاف کافر لوگوں کے جنکا حال
قرآن شریف میں بتایا گیا ہے کہ وہ بہت سی نعمتوں سے مالا مال تھے
باغ اور نہریں اور نہ معلوم کیا کیا عیش آنکو حاصل تھے لیکن جب
ان کو موت آئی تو وہ ان سب کو چھوڑ کر چل بسے اور وہ سب نعمتیں
دوسرے لوگوں کی ملکیت میں چلی گئیں۔ اور ان کو ایسی ذلیل موت
آئی کہ انکی موت پر نہ آسمان رویا نہ زمین۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
مومن کی موت بیحد اہمیت رکھتی ہے کہ زمین و آسمان رو پڑتے ہیں
اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین و آسمان کا غم زدہ ہونا
اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس مومن کے ذریعہ سے جو نیک عمل ہوتے
تھے ان کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ مسلمان جو نیک عمل بالکل

نہ کرتا ہو اور مر جائے تو اس کی موت پر زمین و آسمان کو غم کرنے کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔

(میت پر رونا)

۲۶۷۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت زینب صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عورتیں رونے لگیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو ناجائز سمجھ کر عورتوں کو رونے سے باز رکھنے کے لئے اپنے کوڑے (یعنی ہنٹر) سے ان کو مارنا شروع کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے انکو پیچھے ہٹا دیا اور فرمایا کہ اے عمر نرمی اختیار کرو اور عورتوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ شیطان کی آواز سے اپنے کو دور رکھو۔ یعنی چیخ چیخ کر اور بیان کر کرکے نہ روؤ۔ پھر فرمایا کہ جو رونا آنکھ سے یعنی آنسوؤں سے اور دل کی غم سے ہو وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور رحمت کا سبب ہوتا ہے اور جو رونا ہاتھ سے اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ امام احمد نے یہ روایت بیان کی ہے مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت۔

توضیح:۔ ہاتھ سے رونا اس سے مراد یہ ہے کہ ہاتھوں منہ اور جسم کو پیٹنا کپڑے پھاڑ لینا اور زبان سے رونا آواز سے رونا اور بیان کرکے رونا ہے اور ایسا رونا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے بہکنے سے ہوتا ہے کہ اسمیں انسان کو خدا تعالے

ناراضی کا خیال نہیں رہتا ہے۔

۲۶۷۵ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے چاندی پر ملکیت رکھنے کا کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی زکوٰۃ نہ دے) مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو اس کو لئے اس سونے چاندی کے آگ کے تختے بنا دیئے جائیں گے اور وہ دوزخ کی آگ میں اس قدر گرم کئے جائیں گے کہ وہ آگ معلوم ہوں گی پھر ان تختوں سے اس کے پہلو اور پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائیگا اور جب اس کی گرمی کم ہو جائیگی تو پھر گرم کیا جائیگا اور پھر پیٹھ داغا جائے گا یہ عمل اس پر ہوتا رہیگا۔ یہ اس دن کا ذکر ہے جو پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا یہاں تک کہ بندوں کے فیصلے ختم ہو جائیں گے پھر وہ بھی اپنا راستہ دیکھ لیگا۔ یا جنت کی طرف اور یا دوزخ کی طرف اس پر آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ یہ تو اس آدمی کا حال ہے جو نقدی کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو۔ اور اگر کوئی اونٹوں کا مالک ہو اور انکی زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو اس کے لئے کیا ہے تو فرمایا کہ اور اونٹوں کا جو مالک انکا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کریگا اور حق ادا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ اونٹوں کے پانی پلانے کے دن اس دن کا دودھ غرباء کو دیا جائے (یہ اخلاقی

تو قیامت کے دن اسکا یہ حال ہوگا کہ وہ ایک ہموار میدان میں انکے
تمام اونٹوں کے سامنے منہ بل (اوندھا) ڈال دیا جائیگا اس کی تمام
اونٹ وہاں موجود ہوں گی حتی کہ انکے بچے بھی موجود ہوں گی اور خوب
موٹے تازے ہوں گے وہ تمام اونٹ اس کو روندتے اور کچلتے ہوئے
اس پر سے گذریں گے ایک قطار کے بعد دوسری قطار گذریگی اور اسکو
کاٹیں گے بھی اور یہ عمل اس تمام دن بھر ہوتا رہیگا جو پچاس ہزار برس
کے برابر ہوگا یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ کر دیا جائیگا تو وہ بھی
اپنا راستہ دیکھ لیگا یا تو جنت کی طرف اور یا دوزخ کی طرف (یہ بات
معلوم ہونیکے بعد) پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ گایوں اور بکریوں
کے مالکوں کا کیا ہوگا۔ تو فرمایا کہ گایوں اور بکریوں کا جو مالک ایسا
ہوگا کہ وہ ان کا حق ادا نہیں کرتا ہے۔ تو قیامت کے دن وہ ایک ہموار
میدان میں ڈال دیا جائیگا اس کی مویشیوں میں سے ایک کم نہ ہوگی،
سب وہاں موجود ہوں گی۔ نہ کسیکے سینگ موڑے ہوئے ہوں گے
اور نہ کوئی منڈی ہوگی اور نہ کسیکا ٹوٹا ہوا سینگ ہوگا بلکہ بالکل صحیح
سالم ہونگی تاکہ وہ خوب اچھی طرح اسکو ماریں۔ چنانچہ وہ مویشی
اسکو سینگوں سے مارینگی اور اسکو کچلتی ہوئی اور کھروں سے روندتی
ہوئی اس پر سے گذرینگی ایک جماعت کے گذرنیکے بعد دوسری یہاں تک کہ

بندوں کا فیصلہ ہو جائیگا تو یہ بندہ بھی اپنا راستہ دیکھ لیگا کہ اسکو کہاں جانا ہے جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف (پھر) پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ گھوڑوں کے مالکوں کا کیا ہوگا تو فرمایا کہ گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو گناہ کا سبب ہو جاتا ہے ایک وہ جو آدمی کیلئے پردہ کا سبب ہو جاتا ہے۔ اور ایک وہ کہ جو ثواب کا باعث ہوتا ہے۔ وہ گھوڑا جو گناہ کا سبب بنجاتا ہے وہ وہ ہے جسکو مالک نے ریاکاری اور فخر کے لئے یا اہل اسلام کی دشمنی میں کام میں لانیکے لئے پالا ہو۔ اور وہ گھوڑا جو پردہ اور آڑ بنجاتا ہے وہ ہے جسکو اس کے مالک نے راہ خدا میں کام لانیکے لئے پالا ہو اور ساتھ ہی ان سے متعلق اللہ کا حق بھی نہ بھولا ہو یعنی اپنی جائز حاجتوں میں اسکو استعمال کرتا ہو اور حاجتمند لوگوں کو سواری کے لئے بھی دیتا رہتا ہو۔ اور ثواب کا سبب وہ گھوڑا ہے جسکو اس کے مالک نے راہ خدا میں پالا ہو اور اہل اسلام کی ضرورتوں کیلئے رکھا ہو اس کا یہ حال ہے کہ وہ جس چراگاہ سے گھاس کھاتا ہے تو جتنا گھاس کھاتا ہو اس کے برابر اس کیلئے نیکیاں لکھدی جاتی ہیں اسی طرح جتنی لید اور پیشاب کرتا ہے اس کی اس کے نام پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں (یعنی اس گھوڑے کی اسقدر فضیلت ہے کہ اس کے مالک کو ہر اس چیز پر ثواب ملتا ہے جو اس گھوڑے کی زندگی سے متعلق ہو) اس حدیث میں گھوڑوں

زکوٰۃ کا ذکر نہیں آیا ہے صرف یہ ارشاد ہے کہ گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی وضاحت بھی فرما دی گئی۔ لیکن دوسری حدیثوں میں گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ ہونا آیا ہے بشرطیکہ وہ گھوڑے جنگل میں مفت چارہ کھاتے ہوں یعنی مول خریدا ہوا چارہ نہ کھلایا جاتا ہو۔ اور گھوڑوں کی زکوٰۃ کا معیار یہ بتلایا گیا ہے کہ اس کی قیمت لگائی جائے (یوقت ادائے زکوٰۃ جو قیمت اس کی ہو سکتی ہو) پھر اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس سے زائد ہو تو کل قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی اور جس گھوڑے کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی سے کم ہوگی اس گھوڑے پر زکوٰۃ نہ آئیگی اور اس گھوڑے پر زکوٰۃ آئیگی جسکو مول خرید کر گھاس کھلایا جاتا ہو۔) حضور سے پھر یہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ گدھوں کی زکوٰۃ کے بارے میں کیا حکم ہے تو فرمایا کہ گدھوں کے بارے میں کوئی حکم خاص طور سے مجھ پر نازل نہیں ہوا ہے۔ سوائے اس جامع آیت کے کہ فمن یعمل مثقال ذرة آخر تک جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جو کوئی ذرہ برابر نیک کام کرے گا وہ اس کو دیکھ لیگا اور جو کوئی ذرہ برابر بدی کا کام کریگا اور اسکو دیکھ لیگا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کا تو کوئی خاص حکم نہیں ہے لیکن جو کوئی اپنا گدھا کسیکو بھلائی کے کام میں استعمال کرنیکو دیگا تو اس کا ثواب ہوگا اور اسکا حق ادا ہو جائیگا اور جو کوئی اپنا گدھا گناہ کی اغراض میں استعمال کرلے

دیگا تو اس کا حق بھی ادا نہ ہوگا اور اس پر گناہ بھی ہوگا۔ مشکوٰۃ

۲۶۷۶ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں تو یہ آیت مسلمانوں پر بھاری ہوگئی اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم پر جو دشواری پڑ رہی ہے ہیں اسکو تمھارے اوپر سے ہٹا دوں گا چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپکی صحابہ پر اس آیت کا بہت بوجھ اور وزن پڑ رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو زکوٰۃ اس لئے فرض کی ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنیکے بعد جو مال تمھارے پاس رہے وہ پاک ہوجائے۔ اور اللہ نے میراث بھی مقرر کردی ہے اور ایک کلمہ اور فرمایا کہ تاکہ وہ تمھارے بعد والے لوگوں کےلئے میراث ہوجائے۔ (وہ کلمہ راوی کو یاد نہیں رہا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ چیز بھی نہ بتا دوں جو آدمی کے جمع کرنے کیلئے سب سے بہتر چیز ہے اور وہ نیک عورت ہے کہ جب تو اس کی طرف دیکھے تو وہ تجھے خوش کردے۔ اور جب اسکو کوئی حکم دے تو وہ تعمیل کرے اور جب اس کے پاس سے غیر حاضر ہو تو وہ ایک محافظ کا کام دے

توضیح :- یہ آیت دسویں پارہ کے نصف پر ہے۔ اس آیت سے صحابہ میں پریشانی پھیلنے کا سبب یہ تھا کہ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مال کا جمع کرنا ممنوع ہوگیا ہے۔ دراں حالیکہ تجارت زراعت وغیرہ میں مال کو جمع رکھنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے ممانعت کے خیال کی وجہ سے یہ دشواریاں نظر آنے لگیں کہ کاروبار کس طرح جاری رکھ سکیں گے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے یہ غلط فہمی رفع ہوگئی۔ اور معلوم ہوگیا کہ وہ مال جمع کرنا منع نہیں ہے جسکی زکوٰۃ ادا کی جاتی رہے اور وہ پاک ہوتا رہے پھر حدیث شریف میں میراث کا یعنی وراثت کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت مقرر کردی ہے یعنی جو کوئی مال چھوڑ کر مرجائے تو اس ترکہ کے مال میں وارثوں کا جتنا جتنا حق ہے وہ بھی مقرر کر دیا ہے اس سے مال جمع کرنیکی اجازت نکلتی ہے کہ اگر مال جمع کرنیکی اجازت نہ ہوتی تو میراث بھی نہ ہوا کرتی نہ وارثوں کے حصے مقرر ہونیکی ضرورت ہوتی پھر آخر میں جمع کرنیکی بہتر چیز یعنی بہتر پونجی نیک زوجہ کو فرمایا گیا ہے اس سے نکاح کرنیکی ترغیب نکلتی ہے اور عورت کو پونجی کی قسم میں شامل کرنیکا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آدمی دولت کے ذریعہ سے اپنی دنیا اور دین کی زندگی کو درست کر سکتا ہے اسی طرح نیک زوجہ کے ذریعہ سے بھی وہ اپنی دنیا اور دین کی زندگی درست کر سکتا ہے اور نیک زوجہ بہتر بن پونجی ہونیکا

یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ دولت کے ذریعہ سے جو مقاصد اور منفعتیں حاصل ہوتی ہیں وہ جب حاصل ہوتی ہیں جبکہ اس دولت کو اپنے سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ اور دولت خرچ کرنے کے عوض میں عیش و راحت یا ثواب وغیرہ حاصل ہوتا ہے۔ بخلاف نیک زوجہ کے کہ اپنے پاس اسکو رکھتے ہوئے بھی اس سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے عمر بھر اس پونجی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور عمر بھر وہ پاس بھی رہتی ہے اور اگر اس کو اپنے سے جدا کر دیا جائے تو اس سے فائدہ حاصل ہونا بھی رک جائیگا۔ اس خصوصیت کیوجہ سے غالباً نیک زوجہ کو بہترین پونجی یا بہترین دولت فرمایا گیا ہے۔

دوسری بہترین خصوصیت یہ بھی ہے کہ دولت ہر شخص کو حاصل بھی نہیں ہوتی ہے اور طرح طرح کی رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ لیکن نکاح میں یہ مشکلات اور رکاوٹیں نہیں ہیں۔ یہ اس نکاح کا حال ہے جو شرعی طریقہ پر ہو۔ اور وہ نکاح جو رسم و رواج کے موافق انجام پائے اسمیں مشکلات اور دشواریاں ہونگی لیکن وہ شرع کی طرف سے نہ ہونگی بلکہ خود پیدا کی ہوئی ہونگی۔ تیسری وجہ بہترین پونجی ہونیکی یہ بھی ہو سکتی ہے انسان خواہ کتنی ہی دولت چھوڑ کر مر جائے وہ دولت اس کے مرنیکے بعد اس کے بالکل کام نہیں آتی ہے لیکن نیک زوجہ اور اس سے پیدا شدہ اولاد اس کے کام اس طرح آتی ہے کہ وہ لوگ اس کے لئے دعائے مغفرت

کرتے ہیں اور جو نیک اعمال مرنے والے نے اپنی اولاد اور زوجہ کو سکھائے ہوتے ہیں اور وہ ان پر وہ عمل کرتے ہیں، تو اس ذریعہ سے بھی اسکو ثواب ملتا ہے۔

حدیث ۲۶۷ :- ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی گردن میں ایک سانپ لٹکا دیگا صحابہ نے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کی تائید میں قرآن شریف کی یہ آیت پڑھکر سنائی کہ۔ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ آخر تک ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ ۔ توضیح :- یہ آیت چوتھے سیپارہ میں نصف کے بعد ہے اور پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور جو لوگ اس چیز سے بخل کرتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل سے انکو دی ہے (یعنی مال) وہ یہ گمان نہ کریں کہ ایسا کرنا انکے لئے بہتر ہے بلکہ وہ انکے لئے برا ہے کیونکہ جس چیز میں وہ بخل کرتے ہیں وہ چیز طوق بنکر قیامت کے دن ان کے گلوں میں ڈالی جائیگی۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ وہ مال سانپ کی شکل میں کر دیا جائیگا اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ سانپ یہ بھی کہیگا میں وہی تیرا مال ہوں جسکو تو نے جمع کیا تھا اور زکوٰۃ میں صرف کرنا پسند نہ کرتا تھا۔

آسان حدیث کی مدد کرنا دین کی مدد کرنا ہے

بانی کی عملی امداد پر شائع کردہ آسان حدیث

REGD NO رجسٹرڈ نمبر

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً

اگست ۱۹۵۵ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب حنفی
رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ
مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

سالانہ مع محصول ڈاک	بیرونی	مقامی
(۱۲/)	۱/	(۸/)

معاونین کے لئے دس روپے عہ

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

اختر حسین مینیجر علوی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

گذارش

زیر نظر شمارہ بھی مقررہ وقت پر طبع ہو رہا ہے لیکن یہ رسالہ بھی آپ تک جلد نہ پہنچ سکیگا - اور شاید ستمبر کے رسالہ کے ساتھ ارسال کرنا پڑے - آسان حدیث جو اپنی پہلی زندگی میں پابندی وقت کے لحاظ سے جتنا باقاعدہ تھا اب حالات کے ہاتھوں اتنا ہی بیقاعدہ ہو رہا ہے - اس چھوٹے رسالہ کی مالی مشکلات ایسی تھیں جنکی وجہ ہمکو بے بس ہو جانا پڑا - بہرحال مستقبل قریب میں امید ہے کہ رجسٹریشن کا معاملہ طے ہو جائے گا اور اس کے بعد پھر ہم ان شاء اللہ شکایت کا موقع نہ دیں گے -

ادارہ جناب اے غفار صاحب ، جناب عمر دراز صاحب کملا - فرید ناظر صاحب علیگڈھ (ٹونک) جناب علی خاں حاجی ماہرہ دیوگڈھ اور عبد الستار صاحب دہلی کا ممنون ہے - آپ حضرات نے نئے خریدار بنا کر اور کتب فروخت کروا کر اشاعت حدیث شریف میں مدد فرمائی ہے اللہ تعالی قبول فرمائے - س ن صدیقی -

ضرورت ہے صاحبان کی ہر جگہ ایجنٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۶۷۸ :- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک پڑی ہوئی کھجور کے پاس سے ہوا جو رستہ میں پڑی تھی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اس کھجور کے زکاتی ہونیکا ڈر نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا متفق علیہ۔ مشکوٰۃ باب من لا تحل لہ الصدقۃ۔

توضیح :- اس حدیث سے کئی مسئلے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور کو زکاتی چیز کھانا جائز نہ تھا۔ ایک یہ کہ کسی چیز کے زکاتی ہونے کا یقین نہ ہو بلکہ شبہہ ہو تب بھی متقی آدمی کو وہ چیز نہ کھانی چاہیے ایک یہ کہ کسیکی پڑی ہوئی معمولی چیز کو جس کی کوئی قیمت نہ ہو کھا لینا جائز ہے جیسے کہ مثلاً ایک کھجور یا جامن۔ یا کشمش یا مویز منقی۔ یا انگور یا بیر پڑا ہوا ہو تو اسکو کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر یہ یقین ہو کہ وہ زکاتی ہے تو سیّدوں کے لئے جائز نہیں۔

۲۶۷۹ :- عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ (زکاتی) صدقات آدمیوں کا میل کچیل ہیں۔ اور وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد کے لئے حلال نہیں ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ توضیح :- حدیث شریف میں زکوٰۃ کو لوگوں کا

میل کچیل فرمایا گیا ہے۔ زکوٰۃ کے مال کی میل سے مشابہت ہونیکی وجہ یہ ہے کہ جس طرح آدمی کا جسم میل کو دھونیسے پاک ہوجاتا ہے اسی طرح مال کی زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوجاتا ہے۔ اس لئے وہ میل کے مشابہ ہوجاتی ہے اس طرز بیان سے یہ بھی نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ غیر سیّد کو بھی زکوٰۃ کا مال بصورت مجبوری ہی لینا چاہیئے ورنہ اس سے نفرت کرنا چاہیئے اور سیّد کو تو مجبوری میں بھی زکوٰۃ نہ لینا چاہیئے۔

۲۶۸۰ :۔ سہیل بن حنظلہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی غنی ہونیکے باوجود (مال بڑھانے کے لئے) سوال کرے تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے لئے آگ کو بڑھاتا ہے اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی جنکا نام نفیل ہے ایک دوسری روایت میں ان سے پوچھا گیا کہ جس شخص کے لئے سوال منع ہے وہ کیسا شخص ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایسا شخص ہے جس کے پاس صبح اور شام کے کھانیکے لائق ہو اور ایک جگہ یوں بھی کہا کہ جس کے پاس ایک رات اور ایک دن پیٹ بھر کھانیکو ہو۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے مشکوٰۃ باب من لا تحل لہ المسئلۃ ومن تحل لہ۔ (یعنی جہنم کی آگ کا انگارہ)

توضیح :۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ حاصل ہوتا ہے کہ سوال کرنیکے معاملہ میں وہ شخص غنی ہے جسکے پاس دو وقت پیٹ بھر کھانیکو ہو یعنی اسے سوال نہیں کرنا چاہیے اور بلا سوال کچھ ہوئے اگر ایسے آدمی کو

کچھ مل جائے تو لینا منع نہیں ہے۔

۲۶۸۱:- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصاری لوگوں میں سے ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مانگنے آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ کہا کہ ایک موٹا سا کمبل ہے جسکا کچھ حصہ میں بچھا لیتا ہوں اور اور کچھ حصہ کو اوڑھ لیتا ہوں اور ایک پیالہ بھی ہے جس میں پانی پیا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو لے آ۔ چنانچہ وہ لے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو کون خریدتا ہے۔ تو ایک آدمی نے کہا کہ میں

۴۴۶ دو درہم میں خریدتا ہوں تو حضور نے وہ دونوں چیزیں اس دوسرے آدمی کو دیکر اس سے دو درہم لیلئے اور اس انصاری آدمی کو دیتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے ایک درہم کا غلہ لیکر گھر والوں کے لئے ڈال رکھ دو دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر اسکو لیکر میرے پاس آ جا چنانچہ وہ کلہاڑی خرید کر حاضر ہو گیا۔ تو آپ نے اس میں ایک مضبوط دستہ ڈال دیا اور فرمایا کہ اب تو جا اور (جنگل کی) لکڑیاں جمع کر اور فروخت کر اور میں تجھکو پندرہ روز تک نہ دیکھوں (یعنی یہاں نہ رہنا بلکہ اپنے کام میں مشغول رہنا) پس وہ شخص چلا گیا اور اس کام کو کرتا رہا پھر (پندرہ دن بعد) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اب اس کے پاس دس درہم جمع ہو چکے تھے

تو اس نے چند درہم کا کپڑا خریدا اور چند درہم کا غلہ خرید لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بہتر ہے تیرے واسطے اس بات کہ تو مانگنے کے لئے آئے۔ اور تیرے منہہ پر ایک بڑا نشان قیامت کے دن ہو۔ مانگنا تو بس نہیں ہی آدمیوں کے لئے مناسب ہی کہ یا تو وہ بہت ہی حاجت مند ہو یا بہت زیادہ قرضہ میں پھنس رہا ہو کہ اسکی وجہ سے اسکی رسوائی کی نوبت آنیوالی ہو۔ یا کسی پر کسی کی طرف دیت دینا یا زر ضمانت دینا آپڑا ہو اور بغیر مانگ کر ادا کرنے کی سبیل بالکل استطاعت اور وسعت نہ ہو۔ یہ روایت ابو داؤد نے بیان کی ہے مشکوٰۃ باب من لا تحل لہ الصدقۃ۔

۲۶۸۳:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو فاقہ پہونچے یعنی سخت حاجت ہو اور وہ اسکو لوگوں سے کہتا پھرے۔ اور ان سے اپنی حاجت پوری کرنیکو کہے تو اسکی حاجت پوری نہیں کی جائیگی۔ اور جس نے اللہ سے اپنی حاجت پوری کرنیکی التجا کی اللہ اسکو جلد فائدہ پہونچا دیگا۔ یا تو وہ تو جلدی مر جائیگا اور اسکو وہ حاجت ہی نہ رہیگی اور یا اللہ اسکو مالدار کر دیگا۔ یعنی ذرا صبر کرنے کے بعد۔ اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے بیان کیا ہے مشکوٰۃ

۲۶۸۴:۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرفہ کے دن ایک آدمی

(اللہ سے مانگنے کا فائدہ)

(فقیری سختی میں ...)

(عرفہ میں مانگنا ...)

سوال کرتے سنا تو انھوں نے اس سے کہا کہ اس دن اور اس (عرفہ کے) مقام میں تو غیر خدا سے مانگتا ہے۔ پھر اسکو درّہ سے مارا اس روایت کو رزین نے بیان کیا۔ مشکوٰۃ باب من لا تحل لہ الصدقۃ۔ توضیح :- علی رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ عرفہ کا دن قبولیت دعا کا خاص دن ہوتا ہے اور عرفات کا میدان بہت برکت والا مقام ہے اور عرفہ کے دن وہاں پر خیر و برکت کی کثرت ہوتی ہے جو بھی دعا خدا تعالیٰ سے مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے لیکن وہ شخص اس اچھے موقع کو ضائع کر رہا تھا آپ نے بتایا کہ یہ دن اور مقام تو ایسا ہے کہ بس خدا تعالیٰ سے ہی مانگا جائے اور کسی بندہ کو کوئی سوال ہی نہ کیا جائے۔

٢٦٨٤ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ اے لوگو اچھی طرح جان لو کہ طمع محتاجگی ہے اور ناامیدی تونگری اور دولت مندی ہے اور یاد رکھو کہ جب آدمی کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے تو اس سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ اسکو رزین نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب من لا تحل لہ الصدقۃ۔ توضیح :- مطلب یہ ہے کہ جب ایک انسان دوسرے انسان سے طمع اور امید لگاتا ہے تو وہ محتاجگی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی حاجت کا رخ اس آدمی کی طرف کر لیتا ہے۔ اور اس آدمی سے اس حاجت کا پورا ہونا یقینی نہیں ہوتا ہے۔ طمع کے معنی یہ ہیں کسی ایسے مفاد پر نظر رکھنا یا امید لگانا

(دل سے بے پروائی کس طرح پیدا ہو جائیگی)

جس کے حاصل ہونے میں شک ہو۔ اور انسان سے نا امید ہونے سے غنی اور بے پرواہی پیدا ہو جاتی ہے یعنی جب دل میں یہ بات جم جائے کہ فلاں شخص سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہونچیگا۔ تو دل میں خود بخود اس کی کوئی پرواہ نہیں رہتی ہے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر کسی پر کسی کا کوئی حق ہے۔ یا مطالبہ ہے تو اس کی وصول یابی کی امید رکھنا طمع میں داخل نہیں ہے۔ اسی طرح اپنے پر شفقت کرنے والے سے ہمدردی کی امید رکھنا بھی طمع نہیں ہے۔

۳۶۸۵ حضرت عثمان کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تحفہ میں گوشت بھیجا گیا تھا (یعنی پکا ہوا) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت مرغوب بھی تھا۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے کہا کہ اس گوشت کو گھر میں رکھدے۔ شاید نبی اسکو کھائیں۔ چنانچہ خادمہ نے اس گوشت کو گھر کے ایک طاق میں رکھدیا۔ اس کے بعد ایک مانگنے والا دروازہ پر سوال کرنے لگا کہ اے گھر والو! اللہ کی راہ میں دو اللہ تمکو برکت دیگا۔ تو گھر والوں نے اس سے کہا کہ اللہ تجھکو برکت دے (یعنی سوال سے معاف کر) تو سائل چلا گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے ام سلمہ تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تاکہ میں کھاؤں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں ہے۔ خادمہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ گوشت

چنانچہ خادمہ لینے گئی تو اس طاق میں (جہاں گوشت رکھا تھا) گوشت نہ تھا۔
اس کے بجائے سفید پتھر کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم لوگوں نے وہ گوشت سائل کو نہ دیا اس وجہ سے وہ سفید پتھر
بن گیا۔ اس روایت کو بیہقی نے دلائل النبوہ میں نقل کیا ہے۔ مشکوٰۃ

۲۶۸۶ :۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عثمان
کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو انھوں نے انکو آنے کی اجازت دیدی انکے
ہاتھ میں ایک لاٹھی بھی تھی۔ اتنے میں عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب کو
کہا (جو کہ وہاں موجود تھے) کہ اے کعب تحقیق عبدالرحمن فوت ہو گئے ہیں
اور انھوں نے بہت سا مال ترکہ میں چھوڑا ہے تو تمہاری ان کے متعلق
کیا رائے ہے (یعنی اس قدر مال کی کثرت کی وجہ سے ان کے دین کے کمال
کو تو کوئی نقصان نہیں پہونچا) تو کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر
عبدالرحمن اللہ کا حق یعنی زکوٰۃ وغیرہ اس مال کی ادا کرتے رہتے تھے تو ان کیلئے
کوئی ڈر کی بات نہیں ہے۔ یہ سنکر ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی لاٹھی اٹھائی
اور اس سے حضرت کعب کو مارنے لگے اور کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر میرے پاس یہ (احد) پہاڑ
سونے کا ہو جائے اور میں اسکو خیرات کر ڈالوں اور وہ خیرات قبول بھی
ہو جائے تب بھی مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنے ترکہ میں چھ اوقیہ یعنی

چھوڑ جاؤں اور اے عثمان میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم بتلاؤ کیا
تم نے بھی نبی صلی اللہ علیہ سے یہ سنا ہے اسکو تین بار کہا۔ انھوں نے
کہا کہ ہاں (میں نے بھی سنا تھا) اس روایت کو امام احمد نے بیان کیا
مشکوٰۃ باب الانفاق وکراہتہ الامساک۔

توضیح :۔ حضرت ابوذر غفاری فقیر منش اور زاہد قسم کے صحابی
تھے ان کا مسلک یہ تھا کہ اپنے پاس مال بالکل جمع نہ کرنا چاہیے بلکہ سب مال
اللہ کی راہ میں ختم کر دینا چاہیے۔ چنانچہ جب انھوں نے حضرت کعب کا
یہ جواب سنا کہ اگر عبدالرحمٰن اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے رہے تھے تو ان کا
مالداری کی حالت میں فوت ہونا اور مال کثیر ترکہ میں چھوڑنا کوئی ڈر والی
بات نہیں ہے یہ جواب ان کے مسلک کے خلاف تھا اس لئے ان کو بہت
ناگوار ہوا اور وہ کعب رضی اللہ عنہ کو مارنے لگے تھے۔ لیکن سوال اصل
میں یہ نہ تھا کہ بہت سا ترکہ چھوڑنا حضور کے پسند کی بات ہے یا نہیں
بلکہ سوال جائز ہونے کے متعلق تھا چنانچہ کثیر صحابہ کا یہی قول ہے کہ مال
جمع کرنا بشرطیکہ زکوٰۃ پوری پوری ادا کی جاتی رہے جائز ہے۔

۲۶۵۷ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو آج جنازہ کیساتھ گیا ہو ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں پوچھا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آج

کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں ہوں فرمایا کہ اچھا آج تم میں سے کسی نے بیمار پرسی بھی کی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی میں یہ سب چیزیں جمع ہو جاتی ہیں وہ جنت میں داخل ہو ہی جاتا ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ۔ توضیح :۔ مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے یہ چاروں کام ایک دن میں کئے ہوں وہ جنت میں داخل

۲۶۵۸۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال میں علاوہ زکوٰۃ کے بھی یقیناً حق ہے۔ پھر آپ نے آیت لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ آخر تک تلاوت فرمائی۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ۔ توضیح :۔ آیت مندرجہ حدیث ترجمہ یہ ہے کہ نیکی صرف یہی نہیں ہے کہ اپنے منہ مشرق و مغرب کی طرف پھیر لیا کریں ہاں نیکی یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائے اور آخرت پر اور فرشتوں پر اور قرآن پر اور نبیوں پر اور اللہ کی محبت میں مال خرچ کرے قرابت والوں پر اور یتیموں پر اور مسکینوں اور مسافران اور سائل لوگوں پر اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں۔ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ تو فرض ہے ہی اس کے علاوہ بھی مالدار پر حق ہوتا ہے لیکن اس حق کا ادا کرنا فرض ہو

تو کم ہے مگر مستحب بات ہے۔ اور یہ خرچ کرنا نفلی صدقات میں سے ہے
اور اس میں ایسی چیزیں بھی شامل ہیں کہ قرض مانگنے والے کو قرض دینا
یا گھر کی کوئی چیز کوئی عاریت پہ مانگے تو اسے عاریتاً یہ دیدینا وغیرہ
۲۶۸۹ :۔ جُرَنی یعنی جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں
نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا تو میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اسکو
بہت عقلمند مانتے ہیں اور اس کی بات پر عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ وہ
کہتا ہے وہی کرتے ہیں۔ میں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے
تو لوگوں نے بتلایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں راوی کہتے ہیں
میں بھی آپ کے پاس گیا اور میں نے دوبار اس طرح سلام کیا کہ علیک السلام
یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ اس طرح مت کہو علیک السّلام۔ علیک السلام
تو میت کا سلام ہے۔ تم اس طرح کہو کہ السلام علیک میں نے پوچھا کہ
کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اُس اللہ کا رسول ہوں
کہ اگر تجھکو کوئی تکلیف پہونچے اور تو اس سے دعا کرے تو وہ تیری تکلیف
رفع کر دے اور اگر تو قحط میں ہو اور تو اس سے دعا مانگے تو وہ تیرے
لئے پیداوار اگا دے۔ اور جب تو کسی ایسی زمین میں پہونچ جائے جہاں
پانی اور درخت نہ ہو یا ایسے جنگل میں ہو جو آبادی سے دور ہو اور وہاں پر
تیری سواری کا جانور گم ہوجائے (اور تو بے سروسامانی میں پریشان ہو اور ڈر)

اور تو اللہ سے دعا مانگے تو وہ تیری سواری کا جانور پھر تیرے پاس واپس پہونچا دے۔ میں نے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو فرمایا کہ کسیکو برا مت کہنا جابر بن سلیم رضؓ نے کہا کہ پھر میں نے اس دن کے بعد سے کسیکو برا نہیں کہا نہ کسی آزاد اور نہ غلام اور نہ اونٹ اور نہ بکری کو (یعنی آدمی تو درکنار میں نے تو پھر جانوروں تک کو گالی دینا برا کہنا چھوڑ دیا) اور فرمایا کہ ادنےٰ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھ (یعنی اگر تیرے ساتھ کوئی تھوڑی سی بھی نیکی کرے تو اس کو حقیر مت سمجھ بلکہ اس پر بھی اسکا شکریہ ادا کر) اور یہ کہ تو اپنے (مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی سے بات کرے تو یہ بھی نیکی میں سے ہے۔ اور اپنا تہمد (یا پاجامہ) پنڈلی تک اونچا رکھ اور اگر تیرا دل اسکو نہ مانے تو خیر ٹخنے تک یعنی اس سے زائد پاجامہ نیچا نہ پہنا جائے کہ جس میں ٹخنہ چھپ جائے) اور فرمایا کہ تو ازار لٹکانے سے بچ اس لئے کہ نیچا ازار یا پاجامہ پہنا تکبر میں سے ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا ہے اور اگر کوئی تجھکو گالی دے یا تجھے ایسے عیب پر عار دلائے جو وہ تیرے اندر سمجھتا ہے۔ تب بھی تو اسکو ایسے عیب پر عار نہ دلا جو اس میں ہو۔ اور وہ شخص جو تجھکو عار دلائیگا تو اسکا گناہ اسی پر ہوگا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ توضیح:۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ علیک السلام مردوں کا

سلام ہے۔ یہ فرمانا غالباً اسوجہ سے ہے کہ عربوں کا رواج ایسا تھا کہ زندہ پر سلام۔ السلام علیکم کہہ کر کیا جاتا تھا اور مردوں پر علیک السلام کہا جاتا تھا۔ حالانکہ معنی دونوں طرح ایک ہی ہیں۔ تاہم حدیث شریف سے یہ بات بالکل ثابت ہو رہی ہے کہ سلام کرنے کا افضل طریقہ یہی ہے کہ السلام علیکم [illegible]

حدیث ۲۶۹۰ :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی تو اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اسمیں سے کچھ باقی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اسمیں سے تو سوائے شانہ کے اور کچھ بھی باقی نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ (نہیں وہ بکری تو) سب باقی ہے صرف وہ شانہ ہی باقی نہیں بچا۔ اس روایت کو ترمذی نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ (ترمذی [illegible])

توضیح :- شانہ سے مراد دست ہے اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت کے بارے میں جو منقسم کر دیا گیا تھا یہ فرمایا کہ وہ سب باقی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکو خیرات کرنے یا تقسیم کرنیکا اجر و ثواب مقرر ہو چکا اور وہ ملیگا ضائع نہیں ہو سکتا ہے اور اس دست کا گوشت جسکو باقی بچنا بیان کیا گیا تھا اسکو خرچ ہونا فرمایا اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ گوشت اس اعتبار سے خرچ ہے کہ آخرت میں اسکا کچھ ثواب نہ ملیگا اور دنیا میں ایسا فنا ہوگا کہ اسکا کوئی بدلہ آخرت میں ہاتھ نہ آئیگا۔ اور اس ارشاد سے

قرآن شریف کی آیت جو کہ چودھویں پارہ میں ہے کہ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ کی خوب تفسیر ہو جاتی ہے کہ جو کچھ بھی تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالا اور اسکا ثواب اور اجر قائم ہو گیا وہ اللہ کے پاس محفوظ ہے اور باقی ہے اور جو چیز تم نے اسکے علاوہ طریقہ پر خرچ کی وہ فنا ہو گئی۔ یعنی تمام اعمال میں یہی صورت ہوتی ہے کہ جو اجر و ثواب انسان کو آخرت میں عطا فرمایا جائیگا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیشہ رہیگا اور جو نعمتیں انسان کو دنیا کی زندگی میں دنیا کی راحت اور عیش کے لئے عطا ہوتی ہیں وہ ہمیشہ نہیں رہتی ہیں لہذا انسان کو سوچنا چاہیے کہ اس کے لیے کیا مناسب ہے کہ وہ اللہ سے ایسی نعمتیں مانگے جو ایک محدود وقت کے بعد ختم ہو جاتی ہیں یا ایسی نعمتیں مانگے جو ہمیشہ اسکو حاصل رہیں اور کبھی اس سے جدا نہ ہوں۔ ان دونوں قسم کی نعمتوں میں یہ فرق ہوگا کہ ختم اور فنا ہونیوالی نعمت ابھی اور دنیا کی اسی زندگی میں ملیگی لیکن وہ نعمت جو ہمیشہ پاس رہیگی وہ ذرا دیر میں ملے گی اور اسکا انتظار کرنا پڑیگا اور دنیا کی زندگی ختم ہونیکے بعد جو ہمیشہ کے لئے دوسری زندگی ملیگی وہ ہمیشہ رہنے والی نعمت اس وقت ملے گی۔ پوری مثال تو نہیں ہو سکتی لیکن ملتی جلتی مثال کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ مثلاً ایک آدمی ہے کہ بہت تنگدستی اور مفلسی کیساتھ گذر بسر کر رہا ہے اس کے سامنے ملازمت کا ایک موقع ہے جو ابھی فوراً مل سکتی ہے لیکن

اس ملازمت میں یہ بھی شرط ہو کہ صرف ایک مہینہ کے لئے ہوگی اور ایک ماہ کے بعد یہ ملازمت ختم ہو جائیگی اور پھر دوسری کسی ملازمت کا اسکو حق نہ رہیگا۔ اور اس کے سامنے ایک دوسری ملازمت کا بھی موقع ہو جو ابھی نہیں مل سکتی ہو بلکہ ایک مہینہ کے بعد ملیگی لیکن عمر بھر وہ ملازمت پر قائم اور برقرار رہیگا تو اب ظاہر ہو کہ اسکو یہی کرنا چاہئے کہ ایک ماہ تک اور تنگی میں بسر کرے اور ایک ماہ بعد والی ملازمت کو اختیار کرے اور عمر بھر اس سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن اگر وہ اپنی تنگدستی پر ایک ماہ تک صبر نہ کرتے ہوئے اس فوراً ملنے والی ملازمت کو اختیار کر لیگا جو ایک ماہ کے بعد ختم ہو جائیگی اور اس کے بعد کبھی ملازمت نہ ملیگی تو اس آدمی سے زیادہ کون احمق اور بیوقوف ہوگا کہ اسکا ایک ماہ کی آرام کی زندگی کو اختیار کر کے سالہا سال کی آئندہ زندگی کو تلخ اور تکلیف دہ بنالیا۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو دنیا کی چندروزہ زندگی کو زیادہ سے زیادہ آرام دہ بناتے ہیں۔ اور آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کو خدا تعالیٰ کی ناراضی کے اعمال سے ہمیشہ کیلئے یا ہزاروں برس کیلئے تکلیف دہ بنالیتے ہیں۔ اول الذکر وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان ہی نہیں لاتے اور آخر الذکر وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں لیکن اللہ کے احکام کی خلاف ورزیاں کرتے ہیں،

REGD. No. J. 303

رجسٹرڈ نمبر ۳ج ۳۰۳

بلغوا عنی ولو آیۃ

ستمبر سنہ ۱۹۵۵ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی)

سرکردہ مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

مقامی بیرونی - سالانہ محصول ڈاک

(۲/) ۲/ (۱۲/)

معاونین کے لئے دس روپے

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

پاکستان میں روپیہ روانہ کرنے کا پتہ احمد الدین صاحب نیشنل بینک صدر برانچ - انورایٹی روڈ کراچی

اختر حسین منیجر علوی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

پیش لفظ

خدا کا شکر ہے کہ یہ رسالہ ان رسالوں سمیت جو ابتک آپ کو نہ ملے تھے مقررہ وقت پر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ وقتی بیقاعدگی بھی ختم ہو رہی ہے۔ اس عرصہ میں ہم تین تین ماہ کے رسالے اکٹھے بھیجتے رہے ہیں اور اس کی وجہ سے ہم آپ کو چندہ ختم ہونے کی اطلاع صحیح وقت پر نہ کر سکتے تھے۔ بہرحال خواہ آپکا چندہ کبھی بھی ختم ہوا ہو ہم سے رسالہ پیش کرنے کے امید کرتے ہیں کہ چندہ ۱۲/ ذریعہ منی آرڈر بہت اولین فرصت میں بھیج دیں گے۔ اگر آپکا چندہ ختم ہی ہو گیا ہے تو اس جگہ پر ☐ کا نشان بنا ہوا ہوگا۔ گذشتہ بیقاعدگی کیوجہ سے آپکے رسالے کو کافی مالی نقصان ہوا ہے اور اسکی تلافی کی واحد صورت یہ ہے کہ جن حضرات کے چندے ختم ہو چکے ہیں وہ فوراً ارسال فرمادیں۔

س۔ صدیقی

آسان حدیث کی مجلدات پڑھئے:۔ آسان حدیث جلد اول ۱۲/ دوم ۱۲/ سوم ۱۲/ چہارم ۱۲/ پنجم ۱۲/ ششم ۱۲/ ہفتم ۱۲/ ہشتم ۱۲/ نہم ۱۲/ طب نبوی عہ/ آسان فقہ حصہ اول ۱۵/ حصہ دوم ۹/ مجلد کے بدر اجرت ۵/ محصول ڈاک علاوہ

اگر آپ اپنے شہر میں آسان حدیث کی ایجنسی لینا چاہیں تو شرائط کے لئے ہم سے فوراً خط و کتابت کیجئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

(مومن کا صدقہ قیامت کے دن اس کا سایہ ہوگا)

۲۶۹۱ :- مرثد بن عبداللہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابیوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن کا صدقہ اور خیرات قیامت کے دن اس کے لئے سایہ بن جائیگا۔ اسکو امام احمد نے روایت کیا۔ مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ۔

توضیح :- مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مومن بندہ کا دیا ہوا صدقہ قیامت کے دن اس کے لئے ایک سائبان کی طرح ہوجائیگا کہ اس سے دھوپ اور گرمی میں انسان آرام اٹھاتا ہے۔

(عاشورہ کے دن سال بھر کی وسعت)

۲۶۹۲ :- ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی عاشورہ (محرم کی دس تاریخ) کے دن اپنے کنبہ پر خرچ کرنے میں وسعت کریگا تو اللہ تعالیٰ اس تمام سال اسکو وسعت میں رکھیگا۔ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اس بات کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا (جیسا کہ حدیث میں ہے) اسکو رزین نے روایت کیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی یہ روایت ہے۔ اور اس حدیث کو بیہقی نے ضعیف (بھی) کہا ہے مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ۔ توضیح :- اس حدیث کو بیہقی نے ضعیف کہنے کے باوجود یہ بھی کہا کہ اگرچہ اس حدیث کے چند طرق ہیں لیکن بعض

طریق کو بعض طریق کے ذریعہ سے قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ نیز سفیان ثوری نے اپنا تجربہ بھی بیان کر دیا ہے لہذا اس حدیث کے تحت میں عاشورہ کے دن گھر والوں پر خرچ اور کھانے پینے میں وسعت کرنا بہتر ہے۔ بیہقی نے یہ بھی کہا ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ میں سرمہ لگانے کے متعلق جو بعض لوگوں کا قول ہے اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کا اس روز دس کام کرنے کا جو قول ہے وہ بھی بے اصل ہے۔ اس دن میں روزہ رکھنا اور کھانے میں وسعت کرنا بس صرف یہی دو چیزیں حدیث سے ثابت ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی چیزیں حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

۲۶۹۳:۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے جہاد میں جانیوالے ایک شخص کو گھوڑا دیدیا تھا اور اللہ کے واسطے دیا تھا تو اس نے اسکی نگہداشت نہ کی اور وہ دبلا ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو اس شخص سے خریدلوں مجھے گمان تھا کہ وہ مجھے سستا بھی دیدیگا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ بھی پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مت خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔ اگر چہ وہ تمکو ایک درہم میں ہی دیدے۔ کیونکہ اپنے صدقہ کو واپس لینے والا کتے کی مانند ہے جو اپنی قئے کو پھر پیٹ میں واپس کر دیتا ہے اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اپنی خیرات کو واپس مت لے کیونکہ خیرات واپس لینے والا قئے کو اپنے

اندر واپس لیجانے والے کی طرح ہے متفق علیہ۔ مشکوٰۃ باب من لا یجوز الصدقۃ۔ توضیح:۔ اس حدیث شریف میں اس چیز کی ممانعت ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو جب خیرات کردے تو اسکو قیمت سے بھی اس آدمی سے نہ خریدے کیونکہ اس میں اپنی خیرات کا واپس لینا لازم آتا ہے اس لئے کہ وہ آدمی اس چیز کو عموماً سستا فروخت کرتا ہے تاکہ جلد فروخت ہو جائے اسوجہ سے وہ قیمت میں رعایت کرتا ہے یا اسوجہ سے رعایت کرتا ہے کہ دینے والے شخص کو اپنا محسن جانتے ہوئے پوری قیمت نہیں مانگتا ہے۔ اس لئے وہ چیز جبکہ رعایتی قیمت میں حاصل ہوتی ہے تو بقدر رعایت کے وہ چیز مثل مفت کے ہو جاتی ہے اور وہی صدقہ واپس لینا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اصلی قیمت میں اس چیز کو خریدا جائے یا ایسے شخص سے اسکو خریدا جائے جس نے اس مسکین سے اس چیز کو خرید لیا ہو تو پھر یہ علت نہ رہیگی اور اسکا خریدنا بھی ناجائز نہ رہیگا کیونکہ ایسی چیز خریدنے کی ممانعت کی علت واپسی صدقہ ہے اور جب اسے اصلی قیمت پر خریدا جائے گا یا اس شخص سے خریدا جایگا جسکے ہاتھ وہ مسکین فروخت کرچکا ہو تو اب چونکہ وہ علت نہ رہیگی اسی لئے اسکا خریدنا بھی ناجائز نہ رہیگا۔

۲۶۹۴:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح مت کرو یاد رکھو کہ
شیطان اس گھر میں سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے
اسکو مسلم نے روایت کیا۔ مشکوٰۃ فضائل القرآن
توضیح :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس گھر میں اللہ کا کلام نہ پڑھا
جائے وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسا کہ قبرستان جہاں کہ مردوں کی بستی
ہوتی ہے لیکن عبادت کچھ نہیں ہوتی ہے۔ ساتھ ہی فرمایا کہ سورہ بقرہ
جس گھر میں پڑھی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ یہ
سورت قرآن شریف کی سورتوں میں سب سے بڑی سورۃ ہے اور
قرآن شریف کے پہلے سیپارہ سے شروع ہو کر سواد و سیپارے کے بعد
ختم ہوتی ہے۔ اس ایک سورت کی اس قدر فضیلت ہے تو اگر پورا قرآن مجید
گھروں میں پڑھا جاتا ہے تو اس کے خیر و برکات کس قدر ہوں گی اس چیز کو
خود ہی سمجھ لینا چاہیے۔ لہٰذا سب گھر والوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں
سب روزانہ قرآن شریف پڑھا کریں۔
۲۶۹۵ :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سونے کے لئے بستر پر تشریف لیجاتے تھے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر
اس پر (مندرجہ ذیل سورتیں پڑھ کر) دم کر لیا کرتے تھے پھر ان دونوں کو اپنے
جسم مبارک پر پھیر لیا کرتے تھے جہاں جہاں تک ہاتھ پہونچ سکتے تھے

وہاں تک ہاتھ پھیر لیتے تھے۔ وہ سورتیں یہ ہیں۔ قل ہو اللہ احد اور
قل اعوذ برب الناس۔ یہ ہاتھ پھیرنا آپ سر اور موہنہ سے شروع کرتے
تھے اور پھر جسم کے سامنے والے رُخ پر اور ایسا تین بار کرتے تھے۔
متفق علیہ مشکوٰۃ فضائل القرآن۔

۲۶۹۶: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین چیزیں عرش کے نیچے ہوں گی
ایک تو قرآن شریف جو کہ بندوں سے جھگڑیگا (یعنی اپنا حق ادا
نہ کرنے کے بارے میں) دراں حالیکہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی
ہے۔ اور دوسری چیز امانت ہوگی۔ اور تیسری چیز آپس کی قرابتداری
جو کہ پکار پکار کر کہیگی کہ ہوشیار ہو جاؤ جس نے میری رعایت کی ہے
اللہ اس کی رعایت کریگا یعنی اپنی رحمت اسکو نصیب کریگا۔ اور
جس نے مجھ کو توڑ پھینکا تھا۔ اللہ بھی اسے توڑیگا یعنی اس کی طرف
اس کی رحمت متوجہ نہ ہوگی۔ اس روایت کو شرح السنۃ میں نقل
کیا ہے مشکوٰۃ فضائل القرآن۔

توضیح: - تین چیزیں جنکا عرش کے نیچے ہونا فرمایا گیا اس میں اشارہ
یہ ہے کہ یہ چیزیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہوں گی اور
چونکہ ان کو اس قدر قرب کا درجہ ملیگا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

ان تینوں چیزوں کی طرف ضرور متوجہ ہوگا اور ان کے درجہ کے موافق
ان کی رعایت کی جائیگی جس طرح کہ بادشاہ سے نزدیکی رکھنے والے لوگ
پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ قرآن کا جھگڑا کرنا یہ ہوگا کہ وہ ان لوگوں کی
شکایت کریگا جنہوں نے اس کی تعظیم نہ کی ہوگی اس کے احکام پر عمل نہ
کیا ہوگا اور ان لوگوں کی سفارش کریگا جنہوں نے اسکی تعظیم اور اس پر
عمل کیا ہوگا۔ قرآن کا ظاہر اور باطن ہونا اسکا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے
بعض معنی تو ظاہر ہیں کہ اکثر لوگ خود سمجھ سکتے ہیں اور بعض معنی ایسے ہیں کہ
بہت غور و فکر سے سمجھ میں آسکتے ہیں جنکو اہل علم اور حدیث و تفسیر
جاننے والے ہی سمجھ سکتے ہیں تو اس قسم کے معنی اہل علم لوگوں سے
سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اس کی مثال اس طرح بھی
سمجھی جا سکتی ہے کہ مثلاً قانون کی دفعات بعض تو ایسی ہوتی ہیں کہ ہر معمولی
لکھا پڑھا آدمی اسکا مطلب سمجھ جاتا ہے اور بعض ایسی ہوتی ہیں کہ ہر آدمی
ان کا مطلب نہیں سمجھ سکتا ہے چنانچہ اس کی تشریح کی جاتی ہے اس
تشریح سے ان دفعات کا مطلب عام فہم ہو جاتا ہے۔ بس اسی طرح قرآن
کی تشریح احادیث اور تفسیریں ہوتی ہیں۔ امانت جسکا حدیث شریف
میں ذکر ہے اس سے مراد وہ حقوق ہیں جو اللہ نے اپنے تمام بندوں
پر لازم کر دیئے ہیں۔

(فضیلت قرآن) ٢٦٩٧ :- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا شخص جسکے پیٹ میں مطلقاً کچھ بھی قرآن نہ ہو اسکی مثال ایسی ہی جیسی کہ کوئی گھر ویران اور غیر آباد پڑا رہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مشکوٰۃ باب فضائل القرآن۔ خلاصہ :- اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والے آدمی کو کچھ نہ کچھ قرآن شریف یاد ضرور ہونا چاہیئے چاہے تھوڑا سا ہی ہو۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو قرآن شریف ضرور پڑھائیں اور جو آدمی نیا مسلمان ہو اسکو بھی چاہیئے کہ کوشش کرکے جتنا ہو سکے قرآن شریف ضرور یاد کرے اور ناخواندہ آدمی ہو تو زبانی کسی سے یاد کرلے زبانی بھی یاد ہو جاتا ہے اور نماز میں بھی قرآن شریف پڑھنا ضروری ہے اس لئے بھی قرآن شریف مسلمان کو یاد ہونا چاہیئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ نماز پڑھنے کے لائق قرآن شریف یاد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور جس طرح مکان میں آدمی کے رہنے کی وجہ سے وہ مکان آباد رہتا ہے اسی طرح آدمی کا دل بھی ایک گھر ہے اور اللہ کا ذکر اور اسکا کلام اور اس پر ایمان یہ تمام چیزیں اس گھر میں رہا کرتی ہیں تو اگر کسی دل میں یہ چیزیں نہ ہونگی تو وہ دل بھی ویران رہیگا۔

(فضیلت قرآن) ٢٦٩٨ :- حارث اعور سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں گیا تو کیا

دیکھتا ہوں کہ وہاں لوگ بیفائدہ باتوں میں مشغول ہیں اور بڑی دلچسپی سے ان میں معروف ہیں تو میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو اسکی اطلاع کی تو انھوں نے کہا کیا وہ لوگ ایسا کرنے لگے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں تو اس پر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ آگاہ رہو کہ لوگوں میں اختلافات پیدا ہونے لگیں گے یعنی مذہب کے بارے میں تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اس خرابی سے چھٹکارا کیسے ہوگا فرمایا کہ اللہ کی کتاب (قرآن شریف) یعنی اس پر عمل کرنے سے یہ خرابی رفع ہوسکیگی۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کے حالات بھی ہیں اور تم سے بعد میں آنے والے حالات (یعنی قیامت کی علامتیں) بھی ہیں اور جو حالات پیش آئیں گے وہ سب ہیں اور آپس کے معاملات میں حق اور باطل کا فرق بتلانے والی چیزیں بھی ہیں۔ یعنی کفر اور ایمان اور عبادت اور گناہ اور حلال وحرام وغیرہ وہ مذاق کی یا بیہودہ باتیں نہیں ہیں جو تکبر کرنے والا قرآن کو چھوڑ بیٹھے گا اللہ اسکو ہلاک کردیگا اور جو کوئی قرآن کے علاوہ اور کسی چیز میں ہدایت اور نجات کا راستہ تلاش کریگا اللہ اسکو ایسا بھٹکا دیگا کہ اسکو کوئی راستہ ہی نہ ملیگا اور وہ قرآن تو اللہ کی ایک مضبوط رسی ہے کہ اسکو مضبوط پکڑ لینے کے سبب سے اللہ کے قریب بندہ پہونچ جاتا ہے۔ اور وہ قرآن حکمتوں کی

بھرا ہوا ہے۔ اور سیدھا راستہ ہے یعنی صحیح راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اس راستہ پر اگر چلا جائے یعنی قرآنی احکام کے مطابق اگر سختی سے عمل کیا جائے تو دل کی خواہشیں باطل چیزوں اور گناہ کی طرف کبھی نہیں جھک سکتیں اور دل کی کسی خواہش میں ایسی طاقت ہی نہ رہیگی جو قدم پھیلا سکے۔ اور اسمیں کوئی اور زبان مل ہی نہیں سکتی ہے یعنی قرآن کے طرز کی عبارت کسی زبان میں بھی نہیں مل سکتی ہے۔ اور علماء اس سے سیر نہیں ہوتے ہیں۔ یعنی جب ان پر قرآن کے حقائق منکشف ہو جاتی ہیں تب بھی اُن کا دل سیر نہیں ہوتا ہے بلکہ اور دوسرے حقائق کی طلب اور جستجو ہمیشہ رہتی ہے۔ اور بار بار پڑھنے سے وہ پرانا نہیں ہوتا یعنی جس طرح کہ کسی اور کتاب کو دو چار بار پڑھ لیا جاتا ہے اور اسکا مضمون پرانا اور غیر دلچسپ ہو جاتا ہے۔ قرآن میں یہ بات نہیں ہے بلکہ قرآن کو اگر ہزار بار بھی پڑھا جاتا ہے تب بھی ہر بار پڑھنے میں وہی لطف آتا ہے جو پہلی بار پڑھنے میں آتا ہے اور اس میں اسقدر عجائب ہیں جو کہ ختم ہونے میں نہیں آتے اور اُس قرآن کا یہ بھی معجزہ ہے کہ جب جنات کی قوم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھتے سنا تو اپنی قوم میں جا کر یہ بیان کرنے سے باز نہ رہ سکے کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتلاتا ہے پس ہم

اس کے ساتھ ایمان لے آئے۔ پس جس نے قرآن کے موافق بات کہی اس نے سچ بولا اور جس نے اس پر عمل کیا اسکو ثواب دیا جائیگا اور جس نے لوگوں کے درمیان قرآن کے مطابق حکم دیا اس نے انصاف کیا اور جس نے مخلوق کو قرآن کی دعوت دی اور قرآن کی طرف بلایا تو وہ سیدھا راستہ دکھا دیا گیا اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس حدیث کی اسناد کو مجہول کہا ہے۔ مشکوٰۃ فضائل القرآن۔

(فضیلت قرآن)

۲۶۹۹:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن سیکھو پھر اسکو پڑھا کرو اس لئے کہ اس شخص کی مثال جو قرآن سیکھ کر اسکو پڑھتا رہتا ہے اور اس پر عمل کرتا رہتا ہے ایسی ہے جیسی کہ کسی تھیلی میں مشک بھرا ہوا ہو کہ اس سے تمام مکان مہکتا رہتا ہو۔ اور وہ آدمی جو قرآن سیکھنے کے بعد اس سے غافل ہو گیا ہو اور نہ تو اس کے پڑھنے کی پابندی کرتا ہو اور نہ اس پر عمل کرتا ہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کسی تھیلی میں مشک تو بھرا ہوا ہو لیکن اسکا مونہہ کسی ڈورے وغیرہ سے ایسا باندھ دیا گیا ہو کہ اس کی خوشبو محسوس ہی نہ ہوتی ہو۔ اس حدیث کو ترمذی۔ ابن ماجہ۔ اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن۔

(فضیلت قرآن)

۲۷۰۰:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان پیدا کرنے سے ایک ہزار برس پہلے سورہ طٰہٰ اور یٰسین کو پڑھا (یعنی ظاہر فرمایا) تو جب فرشتوں نے یہ سورتیں سنیں تو کہنے لگے کہ جس امت پر یہ نازل کی جائیں گی اُس کے لئے خوش خبری ہے اور اُن دلوں کے لئے بھی خوش خبری ہے جن دلوں میں یہ قرآن رہیگا یعنی جو لوگ اسکو حفظ یاد کرلیں گے۔ اور اُن زبانوں کے لئے بھی خوشخبری ہے جو اُسکو پڑھا کریں گے۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن۔

توضیح :- ابن حجر نے اس حدیث کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتوں کو ان سورتوں کے پڑھنے کا حکم دیا تھا انھوں نے پڑھیں اور باقی فرشتوں نے سنیں تھیں۔

۲۷۰۱ :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ قرآن جو نماز میں پڑھا گیا ہو اس قرآن سے بہتر ہے جو غیر نماز میں پڑھا گیا ہو۔ اور غیر نماز میں پڑھا جانیوالا قرآن تسبیح اور تکبیر پڑھنے سے بہتر ہے اور بہ نسبت خیرات کرنیکے تسبیح تکبیر پڑھنا بہتر ہے۔ اور بہ نسبت (نفل) روزہ کے خیرات کرنا بہتر ہے اور روزہ دوزخ کی آگ کے لئے ڈھال ہے۔ مشکوٰۃ فضائل القرآن۔ (فضیلت قرآن)

توضیح :- اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن پڑھنا بہ نسبت اور دیگر ذکر اذکار اور وظیفوں کے افضل ہے کیونکہ اور اذکار تو محض ذکر ہی ہوتے ہیں اور قرآن میں ذکر بھی ہے اور احکام بھی ہیں اور نصیحتیں بھی ہیں اور

نفلی روزہ سے خیرات کرنا زیادہ اچھا غالباً اسوجہ سے ہو کہ روزہ کا فائدہ ایک ہے کہ اُسکا روزہ دار کو ثواب ملیگا۔ اور خیرات دینے میں دو فائدے ہیں ایک تو دینے والیکو ثواب ہونا دوسرا فائدہ یہ ہو کہ حاجت مند کی حاجت پوری ہونا اور یہ بات اپنی جگہ پر الگ ہو کہ نیک اعمال میں سب سے زیادہ روزہ کا ثواب ملتا ہو کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے لیکن روزہ کا ثواب دس گنے سے بھی زائد ہو جسکو خود خدا تعالیٰ بندے کو عطا فرمائیگا۔

۲۷۰۲:۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ دلوں کو بھی اسی طرح زنگ لگجاتا ہو جس طرح پانی لگنے سے لوہے کو زنگ لگجاتا ہو۔ تو کہا گیا کہ یا رسول اللہ دلوں کے زنگ کی صفائی کیسے ہوتی ہو فرمایا کہ موت کو کثرت اور زیادتی کیساتھ یاد کرنیسے اور قرآن شریف کی تلاوت کرنیسے اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہو۔ مشکوٰۃ فضائل القرآن۔ (فضائل قرآن)

تشریح:۔ مطلب یہ ہو کہ جسطرح لوہے کو پانی سے زنگ لگتا ہو اسی طرح گناہوں سے دلوں پر زنگ لگتا ہو۔ یعنی جب انسان کثرت سے گناہوں میں مبتلا رہتا ہو تو دل کا وہ جذبہ جو اُسکو گناہ سے باز رکھتا ہو۔ اور گناہ کرنے پر ندامت پیدا کرتا ہو وہ جذبہ بے اثر ہو کر رہ جاتا ہو اور وہ برابر گناہ کے کام کرتا چلا جاتا ہے مثلاً جو شخص پہلی بار شراب پیتا ہو یا پہلی بار چوری کرتا ہو۔ یا رشوت لیتا ہو یا سود بیاج لیتا ہے تو اُسکو اپنے دل کی آواز سے جتنا مقابلہ کرنا پڑتا ہو دوسری

بار میں وہ کم ہوتا ہے اور تیسری بار میں اور کم اسی طرح کم ہوتے ہوتے وہ بالکل ہی ختم ہوکر ایسا ہو جاتا ہے کہ پھر وہ ان گناہوں کو کرتا رہتا ہے اور اسکو ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔ یہی حال نماز روزہ اور نیک اعمال ترک کرنے میں ہوتا ہے اس نوبت پر پہونچنے کے بعد اسکا دل زنگ خوردہ ہو جاتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس زنگ کو صاف کرنیکی کیا ترکیب ہے کہ دل پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے تو اس کے لئے دو چیزیں ارشاد فرمائی گئیں اول تو یہ کہ موت کو کثرت کیساتھ بار بار یاد کیا جائے کہ اب دنیا کی زندگی بہت جلد ختم ہونیوالی ہے اور مرنے کے بعد تمام عزیز اقارب دوست سب جدا ہو جائیں گے دنیا کی سب راحتیں عیش و آرام دولت اور ہر قسم کے اختیارات سب چھین لئے جائینگے اور قبر میں جانا ہوگا۔ اور قبر میں سوال وجواب ہونگے۔ اور اچھے یا برے جیسے بھی دنیا میں اعمال کئے گئے ہونگے ان ہی کے مطابق قبر میں معاملہ کیا جائیگا اچھے اعمال کی صورت میں قبر میں آرام اور سکون میسر ہوگا اور برے اعمال کی صورت میں قبر میں ہی عذاب اور تکلیف شروع ہو جائیگی اور قیامت کا دن آنیکے وقت تک اسی حالت میں رہنا پڑیگا۔ قبر میں جو سختیاں ہونگی ان کو اٹھانیکے لئے کوئی مدد نہ کر سکیگا۔ قبر میں عذاب کے فرشتوں کی صورتیں ایسی نظر آئینگی کہ ان کو دیکھتے ہی بیحد گھبراہٹ اور اور پریشانی سے ہوش اڑ جائیں گے۔ برے اعمال پر پشیمانی ہوگی لیکن اسوقت

پشیمانی سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا جسطرح کہ دنیا میں مجرم آدمی حوالات میں پہنچکر اپنے جرم پر پشیمان ہونے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ ان کیفیات کو اگر انسان روزانہ اپنے دل میں یاد رکھے تو گناہ کے کام کی ہرگز ہمت نہ ہوسکے گی۔ اور خدا کو راضی اور خوش رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش ہوگی۔ اور دل سے زنگ صاف ہونے ہونے دل پر چمک اور اسمیں ایمان کی روشنی پیدا ہوجائیگی۔ دوسری چیز دل کا زنگ صاف کرنے والی قرآن شریف کی تلاوت ہے اگر وہ قرآن کے معنی بھی جانتا ہو اور کثرت سے تلاوت قرآن کرتا ہو تب تو دل پر بہت زیادہ اثر پڑیگا اور اگر معنی نہ بھی جانتا ہو تب بھی کثرت سے تلاوت کرنیوالا قرآن کی برکت اور فیض سے محروم نہیں ہوتا ہے جس مسلمان کا دل چاہے وہ تجربہ کر سکتا ہے کہ اگر وہ کسی سخت پریشانی میں مبتلا ہے معاش میں تنگی ہے یا قتل عزت سے خطرہ ہے یا دشمنوں کی مصیبت میں ہے یا مقدمہ میں پکڑا ہوا ہے یا حاکم کے ظلم و ستم سے نالاں ہے یا کوئی عورت اپنے شوہر کے مظالم سے تنگ ہے یا اور کسی بھی قسم کی پریشانی ہے تو وہ قرآن شریف کی کثرت سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو تلاوت کرتا رہے تو دو باتوں میں سے ایک یقیناً اسکو محسوس ہوگی یا تو وہ پریشانی کی چیز ہی مٹ جائیگی اور یا اگر پریشانی نہ مٹی تب بھی دل کی وہ تکلیف ضرور مٹ جائے گی جو دل پر بوجہ ڈالتی رہتی ہے اور اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ پریشانی کا مقابلہ کرنیکے لئے اپنے اندر ایک قوت محسوس کریگا ❊ ❊ ❊

REGD NO J 303

رجسٹرڈ نمبر جے ۳۰۳

جلد ۹ — بلغوا عنی ولو آیة — نمبر ۸

اکتوبر سنہ ۱۹۵۵ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی)

رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

مقامی ؛ بیرونی ؛ سالانہ مع محصول ڈاک

(۸؍) (۱؍) (۱۲؍)

معاونین کے لئے دس روپے عہ

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

پاکستان میں روپیہ روانہ کرنیکا پتہ احمد الدین صاحب نیشنل بنک صدر برانچ ۔ انفرابی روڈ کراچی

اختر حسین منیجر علوی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

گزارش

خدا کا شکر ہے زیر نظر شمارہ صحیح وقت پر آپکے پاس پہنچ رہا ہے۔ بعض حضرات نے بہت پرانے پرچوں کی اطلاع دی ہے کہ وہ انکو نہیں ملے تھے اور ہم نے جہاں تک ممکن ہوا انکو دوبارہ بھیجدیئے ہیں۔ لیکن بعض وقت پرانے رسالے ختم ہونیکی صورت میں تعمیل ممکن نہ ہوگی۔ اس لئے رسالہ نہ ملنے کی شکایت جلد کریں تاکہ رسالہ ختم ہونیکا خطرہ نہ رہے ہم آپکے پتہ کو جسطرح آپ لکھتے ہیں اسی کے مطابق بجنسہ چھپوا دیتے ہیں اگر پتہ نامکمل ہو یا کوئی لفظ مشکوک ہو تو پھر آپکی ڈاک آپکو ملنے کا خدا حافظ ہے۔ پتہ تحریر فرماتے وقت اسکا خاص طور پر خیال فرمائیں۔ ادارہ جناب عبدالستار صاحب وکیل محترمہ بیگم محمد حبیب صاحب بھوپال اور جناب ایم۔ اے حمید صاحب وا ہیم بازی کا ممنون ہے آپ سب حضرات نے اشاعت و تبلیغ حدیث شریف میں مزید جد و جہد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اجر دے۔ ❊ سن ۔ صدیقی ❊

١ ۔ منی آرڈر کوپن پر نام پتہ اور خریداری نمبر ضرور لکھئے۔
٢ ۔ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری لکھنا لازمی ہے۔
٣ ۔ اپنے ڈاک خانہ کا نام انگریزی میں بھی لکھئے۔
٤ ۔ جوابی امور کے لیئے جوابی خط بھیجئے۔

نئے خریدار بنا کر آسان حدیث کی مطبوعات خرید کر وا کر یا عطیہ دیکر آسان حدیث کی امدادی مہم میں حصہ لیجئے۔ آسان حدیث کی مدد کرنا دین کی مدد کرنا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۷۰۳ :۔ عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب یعنی سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔ اس روایت کو دارمی اور بیہقی نے بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ فضائل القرآن۔ **توضیح** :۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ایمان اور دلی یقین کے ساتھ کسی بیماری کے دفعیہ کے لئے سورۂ فاتحہ کو پڑھا جائے یا لکھ کر جسم پر باندھا جائے یا لکھ کر پانی میں گھول کر پیا جائے تو شفا ہو جاتی ہے اسی طرح باطنی بیماری یعنی وسواس وغیرہ کے لئے بھی مفید ہوتی ہے

(سورۂ فاتحہ کی فضیلت)

۲۷۰۴ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا سورۂ انفال جو مثانی کی قسم میں سے ہے اور سورۂ براۃ کو جو کہ مئین کی قسم میں سے ہے دونوں کو ملا کر ایک سورت کر دیا اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی جیسی کہ تمام قرآن شریف میں ہر دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ لکھی ہوئی ہے، اور اس طرح عمل کر کے تم نے اس سورت کو ان سات سورتوں میں شامل کر دیا جو بڑی سورتیں کہلاتی ہیں آخر تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا زمانہ بھی (آ) جاتا تھا کہ آپ پر کئی کئی سورتیں نازل ہوتی رہتی تھیں کئی سورتوں کے

ایک ساتھ نازل ہوئی یہ صورت ہوتی تھی کہ کبھی ایک سورت کی آیتیں نازل ہوگئیں اور ابھی یہ سورت ختم نہیں ہوئی کہ دوسری سورت میں کی کسی دن کچھ آیتیں نازل ہوگئیں پھر یہ سورت بھی ختم نہیں ہوئی کہ اور کسی سورت میں کی آیتیں نازل ہوگئیں) تو آپ کا عمل یہ تھا کہ جب آیتیں نازل ہوتی تھیں تو آپ اُن لوگوں میں سے کسی کو بلاتے تھے جو نازل ہونے والی آیتیں لکھا کرتے تھے اور اُن سے فرما دیتے تھے کہ ان آیتوں کو اُس سورت میں لکھ دو جس میں فلاں آیتیں یا مضمون ہے۔ (اور اس وقت سورتوں کے نام مقرر نہیں تھے) پھر اُس کے بعد جب اور کوئی سی آیتیں نازل ہوتیں تو اُن کے بارے میں بھی فرما دیتے کہ ان آیتوں کو اُس سورت میں لکھ دو جس میں فلاں فلاں مضمون ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ سورۂ انفال تو اُن اوّل سورتوں میں سے ہے جو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہیں (کیونکہ تمام قرآن مکہ میں نازل نہیں ہوا تھا بلکہ قرآن کی بعض سورتیں تو جب ہی نازل ہوگئی تھیں جب حضور مکہ معظمہ میں تھے اور بعض سورتیں جب نازل ہوئی تھیں جب آپ نے وطن مکہ معظمہ ترک کرکے مدینہ میں رہنے لگے تھے)

اور سورہ برأت (توبہ) قرآن نازل ہونے کے اعتبار سے آخر میں ہے۔ اور سورہ توبہ کا مضمون اور قصہ سورۂ انفال سے مشابہ ہے (دونوں باعتبار مضمون کے آپس میں دونوں سورتوں میں لکھی جاتی رہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات ہوگئی۔ اور آپ کا یہ بیان کرنا رہ گیا کہ کون آیت انفال میں کی ہے اور کون آیت سورہ توبہ میں کی ہے پس اس سبب سے یہ دونوں سورتیں ملی ہوئی رکھی گئیں اور میں نے ان دونوں سورتوں کے درمیان میں بسم اللہ نہیں لکھی اور میں نے اس سورت کو سات بڑی سورتوں میں شامل کر دیا۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب متعلق فضائل قرآن۔

توضیح:۔ اس حدیث میں جو سوال ابن عباس رضؓ نے عثمانؓ سے کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کو جمع کر کے اس کی ترتیب دینے کا کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا ہے اور قرآن شریف کی سورتوں کو چار قسم پر کیا گیا ہے پہلی قسم کا نام طوال یعنی لمبی سورتیں ہیں جو سورہ بقرہ سے سورہ توبہ تک ہیں اور دوسری قسم کا نام مئین ہے ان سورتوں میں سو سو یا قریب ایک ایک سو کے آیتیں ہیں اور یہ سورۂ یونس سے سورہ فرقان تک ہیں۔ تیسری قسم کا نام مثانی ہے۔ ان سورتوں میں سو سے کم آیتیں ہیں اور ان میں قصّے مکرر ہیں اسی وجہ سے اسکا نام مثانی رکھا گیا۔ اور یہ سورتیں سورۂ شعراء سے سورۂ فتحنا تک ہیں۔ اور چوتھی قسم کا نام مفصّل ہے اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ یہ چھوٹی سورتیں ہیں اور انکے درمیان میں بسم اللہ کا فاصلہ بہت

قریب قریب ہے یہ سورتیں سورہ حجرات سے آخر قرآن تک ہیں، انکو یعنی مفصل کی قسم والی سورتوں کے پھر تین حصے بنا دیئے گئے ہیں ان میں سے بڑی سورتوں کا نام طوال مفصل ہے جو کہ سورہ حجرات سے سورہ بروج تک ہیں۔ اور اس میں سے جو اوسط درجہ کی سورتیں ہیں انکا نام اوساط مفصل ہے اور یہ سورتیں سورہ والسماء ذات البروج سے سورہ لم یکن تک ہیں۔ اور مفصل قسم کی سورتوں میں جو چھوٹی سورتیں ہیں ان کا نام قصار مفصل ہے اور یہ سورتیں لم یکن سے سورہ والناس تک ہیں۔

ھ۲۷۱ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی (اللہ سے) دعا مانگا کرے تو اس طرح دعا نہ کیا کرے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو میرے گناہ معاف کر دے اور مجھے بخش دے۔ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے تو مجھے روزی دے۔ بلکہ مقصد پر پورا بھروسہ اور یقین رکھتے ہوئے دعا مانگے اللہ تعالیٰ یقیناً اس چیز کو کرتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ اس پر کسی کی زبردستی نہیں ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الدعوات (دعا کا طریقہ)

توضیح :- جس طرح دعا مانگنے کو حضور نے منع فرمایا ہے اس طرح دعا مانگنا اس وجہ سے قابل ترک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا لہذا مسلمان کا اس پر

ایمان اور عقیدہ ہونا چاہیئے کہ (گناہ کی بات کے علاوہ) جو بھی دعا مانگی جائے گی وہ خدا تعالیٰ قبول ضرور کریگا۔ لہٰذا جب اس طرح کہا جائیگا کہ اگر تو چاہے تو روزی دیدے تو ایسا کہنے سے اس آیت کے بارے میں جس میں اللہ کا وعدہ ہے وہ دعا ضرور قبول کریگا عقیدہ مشکوک ہو جائیگا اور مطلب یہ ہو جائیگا کہ اس قسم کی دعا ایسی بھی ہو سکتی ہے کہ اسکو خدا تعالیٰ قبول نہیں کرنا چاہیگا حالانکہ ایسا عقیدہ کسی کا بھی نہ ہونا چاہیئے چنانچہ حضور علیہ السلام نے حدیث بالا میں رہبری فرمادی کہ دعا تو اس طرح مانگنی چاہیئے کہ بندہ کو اپنا مقصد پورا ہونیکا پورا پورا یقین ہو اور دل میں خلوص اور پختگی ہو اور گناہ والی دعا قبول ہونیکا اللہ کا وعدہ بھی نہیں ہے اور ایسی دعا قبول ہونے کے لائق اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ وہ دعا نتیجہ کے اعتبار سے بددعا ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی نے رشوت ملنے کی دعا مانگی اور اگر وہ قبول ہو جائے اور رشوت مل جائے تو ایک گناہ کا اضافہ ہوگا اور اس پر عذاب ہوگا۔ اس کو اچھی نیک دعا تو نہیں کہا جا سکتا ہاں بددعا ہی کہا جائیگا۔ کیونکہ حقیقت میں یہ دعا تو عذاب آخرت ہونیکے لئے ہو جائیگی۔

(دعا قبول ہونیکی شرط)

حدیث ۲:- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کی دعا ان شرطوں کیساتھ قبول کیجاتی ہے کہ وہ گناہ کی لئے ہو

کسی رشتہ داری کے توڑنے کے لئے نہ ہو۔ قبولیت کے لئے جلدی نہ کی جائے۔ تو آپ سے پوچھا گیا اے یا رسول اللہ جلدی کرنا کیسا ہوتا ہے تو فرمایا کہ بندہ یہ کہنے لگتا ہے کہ میں نے دعا مانگی تھی اور یقیناً دعا مانگی تھی مگر مجھے تو قبولیت نظر آتی کہ میری دعا قبول کی گئی ہو پھر وہ حسرت اور افسوس میں پڑکر اس دعا کا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الدعوات۔ توضیح :۔ دعا کی قبولیت کی یہ صورت ہوتی ہے کہ یا تو وہ دنیا ہی کے لئے قبول ہو جاتی ہے اور اگر دنیا میں قبول ہونا اس کے لئے بہتر نہیں ہوتا ہے تو وہی دعا آخرت کے معاملات میں قبول ہو کر اسکو ثواب ملیگا۔ اور جو دعا دنیا کے لئے قبول ہوتی ہے اسکی بھی یہ صورت ہے کہ اس کی قبولیت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے وقت مقرر ہوتا ہے جب وہ وقت آتا ہے اس وقت وہ قبول ہوتی ہے اور اس کے اثرات دیکھنے میں آجاتے ہیں اس لئے دعا کی قبولیت کے لئے جلدی نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ تو اپنے وقت پر ضرور قبول ہوگی اور ایسا کہنا کہ میں نے اتنے عرصہ تک دعا مانگی مگر قبول نہیں ہوئی غلط اور ناشکری کی بات ہے۔ اور جو دعا دنیا کے لئے اس کے حق میں بہتر نہیں ہوتی ہے چونکہ وہ اس کی آخرت کے حق میں قبول ہو جاتی ہے اس دعا کے متعلق بھی یہ کہنا کہ قبول نہیں ہوئی غلط ہوگا اور گناہ کی دعا کی

مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی غلط اور ناحق مقدمہ میں کامیابی کی دعا مانگے یا کسی کے ہلاک ہونے کی دعا مانگے یا مظلوم کے مقابلہ میں ظالم کے غلبہ کے لئے دعا مانگے اور رشتہ داری توڑنے کی دعا کی مثال یہ ہو کہ مثلاً دو بھائیوں یا باپ بیٹے وغیرہ یا میاں بی بی میں عداوت اور دشمنی ہونے کی دعا مانگے یا اسی قسم کی اور کوئی دعا مانگے تو یہ دعائیں قبول

(دعا نہ مانگنا) ۲۷:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ سے مانگتا نہیں ہے تو وہ اس پر غصہ ہو جاتا ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الدعوات

توضیح:۔ مانگنا اور اللہ سے سوال کرنا بھی ایک عبادت ہو یہ مضمون دوسری حدیثوں سے ثابت ہے اس لئے دعا نہ مانگنا اس عبادت سے محروم ہونا ہے اور دعا کے ذریعہ سے بندہ اپنے لئے دین اور دنیا کی بہت سی بھلائیاں حاصل کر سکتا ہے لیکن جب وہ اس سے گریز کرتا ہو تو یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتی ہے اور اس رویہ سے تکبر اور بے پروائی کا اظہار ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے غصہ کا سبب ہو جاتا ہے۔

(دعا میں شریک کرنا) ۲۸:۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے عمرہ ادا کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دیدی اور یہ بھی فرمایا کہ اے میرے چھوٹے بھائی ہمکو بھی دعا میں شریک رکھنا اور ہم کو

بھول نا نہیں اور پھر ایک اور کلمہ فرمایا (جس سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی) کہ مجھے کتنی ہی دنیا مل جاتی ویسی خوشی نہ ہوتی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے مشکوٰۃ کتاب الدعوات۔ **توضیح** :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے دعا کرنے کی خواہش فرمائی اس سے حضور کی عاجزی و انکساری کی صفت ظاہر ہوتی ہے جو کہ ہر نیک بندہ کے لئے بہترین صفت ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث میں دو سبق اور بھی ملتے ہیں اوّل یہ کہ نیک اور عبادت گزار لوگوں سے اپنے لئے دعا کرانا بہتر بات ہے دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ دعا مانگنے میں ہر شخص کو یہی چاہئے کہ اپنے سب بھائیوں کو شریک رکھا کرے۔ خاص کر ان مقامات پر دعا کرنے میں جو مقبولیت دعا کے مقامات ہیں نیز اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی بزرگی بھی ثابت ہوتی ہے۔

۹ تا ۲ :- ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان جب ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ بھی نہ ہو اور رشتہ داری کا توڑنا بھی مقصد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ان تین چیزوں میں سے ایک چیز عطا فرما دیتا ہے۔ یا یہ کہ اس کا مقصد جلد پورا کر دیتا ہے۔ اور یا یہ کہ اس دعا کو آخرت میں ثواب دینے کے لئے محفوظ کر دیتا ہے۔ اور یا یہ کہ اس مقصد کے برابر کوئی مصیبت یا تکلیف اس سے ہٹا دیتا ہے۔ تو صحابہ نے

(ترغیب بحوالہ احمد)

کہا کہ (جبکہ دعا کے اتنے فائدے ہیں تو) پھر تو ہم بہت دعا کیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ (اگر تم بہت دعا کیا کروگے) تو اللہ بھی بہت فضل اور بخشش والا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الدعوات۔

۲۷۰ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی بندہ خلوص دل کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہو اور آسمان کے دروازے اس کے لئے نہ کھول دیئے جاتے ہوں یہاں تک کہ (اسکا ایسا کہنا) عرش تک پہونچ جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کبیرہ اور بڑے گناہوں سے بھی بچتا ہو۔ اس حدیث کو ترمذی نے بیان کرتے ہوئے اسکو غریب بھی بتلایا ہے۔ مشکوٰۃ۔ باب ثواب التسبیح۔

(ترغیب دعائے مقبول)

توضیح :- آسمان کے دروازے کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا جلد قبول ہو جاتی ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جلدی دعا قبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ دعا کرنے والا کبیرہ اور بڑے گناہوں سے بچتا ہو۔

۲۷۱ :- ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حدیثوں میں سے جو کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روایت کی ہیں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندو میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور تمہارے لئے بھی آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا حرام کر دیا ہے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو اور اسے

(حدیث قدسی اور دعا)

میرے بندو (اگر تم کو اپنے دل کی خواہشوں پہ چلنے دیا جائے تو) تم سب گمراہ ہو جاؤ مگر جسکو میں ہی ہدایت کے راستہ پر لگا دوں (تو وہ بیشک گمراہ نہ ہوگا) لہذا تم مجھ سے ہی ہدایت کی التجا کرو میں تمہیں ہدایت نصیب کر دوں گا اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو ہاں جسکو میں کھلا دوں (تو وہ بھوکا نہ رہیگا لہذا) مجھ ہی سے کھانے کو مانگو میں تمہیں کھانا (اور روزی) دوں گا اے میرے بندو تم سب ننگے ہو مگر جسکو میں کپڑا پہنا دوں اس لئے مجھ سے ہی کپڑا مانگو تو میں تم کو دوں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام معاف کرتا ہوں لہذا مجھ سے بخشش اور معافی مانگا کرو میں تمہارے گناہ بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! اگر تم مجھے ضرر پہونچانا چاہو بھی تو ہرگز مجھے ضرر نہیں پہونچا سکتے ہو اگر مجھے نفع پہونچانا چاہو تو وہ بھی ہرگز نہیں پہونچا سکتے ہو۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے پچھلے سب انسان اور تمہارے اگلے پچھلے تمام جنات ایسے ہو جائیں جیسا کہ تم میں کا سب سے زیادہ پرہیزگار دل والا آدمی۔ تو تم سب کا ایسا ہو جانا میرے ملک اور حکومت میں ذرا بھی اضافہ یا بیشی نہ کریگا۔ اے میرے بندو اگر تمہارے سب اگلے پچھلے انسان اور تمہارے سب اگلے پچھلے جنات سب ملکر ایسے ہو جائیں جیسا کہ تم میں کا کوئی بدترین گنہگار دل والا انسان تب بھی یہ بات میرے ملک اور حکومت میں کوئی ذرا سی بھی کمی نہ کریگی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے سب اگلے پچھلے انسان اور

اگلے پچھلے سب جنات سب ملکر کسی ایک مقام پر کھڑے ہو کر (جو جو بھی وہ) مجھ سے مانگیں اور میں ہر ہر شخص کی تمام مانگیں پوری کر دوں تب بھی میرے خزانہ میں کمی نہ آئیگی۔ جیسا کہ سمندر میں سوئی کی نوک ڈبو کر باہر نکالنے کے بعد سوئی کی نوک پر لگے ہوئے پانی سے سمندر کے پانی میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔ اے میرے بندو میں تمہارے اعمال کو یاد رکھتا ہوں (یعنی جیسے بھی تمہارے اعمال ہوتے ہیں میں ان کو بھولتا نہیں ہوں) پھر تمکو ان کا بدلہ دوں گا۔ پس جس کسی کو کار خیر کی توفیق ہو جائے تو اسکو اللہ کی تعریف اور حمد کرنا چاہیے۔ اور جو کوئی نیک توفیق سے محروم رہے تو اسے اپنے نفس پر ہی ملامت کرنا چاہیے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ مشکوۃ

۱۲/۲۷ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب مومن آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ اور استغفار کر لیتا ہے تو وہ نقطہ مٹ ہو جاتا ہے اور اگر گناہ میں زیادتی کرتا ہے (اور گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے) تو وہ نقطہ بھی بڑھتا اور پھیلتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے تمام دل پر چھا جاتا ہے۔ پس وہ وہی رنگ ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے (قرآن شریف میں) ذکر فرمایا کہ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ہ (یعنی ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ ان اعمال نے انکے دلوں پر زنگ لگا دیا ہے جو وہ کرتے رہے۔) اس

روایت کو امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مشکوٰۃ باب الاستغفار۔

۲۷۱۳ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں بہت محبت رکھتے تھے اُن میں سے ایک شخص تو ایسا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بہت مصروف رہتا تھا اور بہت محنت کرتا تھا۔ اور دوسرا (عبادت تو نہیں کرتا تھا بلکہ گناہ کے کاموں میں رہتا تھا اور) کہتا رہتا تھا کہ میں گنہگار ہوں پہلا دوست کہتا تھا کہ جن گناہوں میں تو رہتا ہے اُن سے باز آجا تو وہ کہتا کہ تو مجھکو میرے پروردگار کیساتھ چھوڑ دے (اس لئے کہ وہ غفور الرحیم ہے) یہاں تک کہ نیک دوست نے دوسرے کو ایک ایسے گناہ میں دیکھا جسکو وہ بڑا گناہ سمجھتا تھا تو اس نے پھر کہا کہ تو گناہ سے باز آجا تو اس نے پھر وہی جواب دیا کہ تو تو مجھے میرے پروردگار کے ساتھ چھوڑ دے کیا تو (خدا تعالیٰ کی طرف سے) میرے اوپر داروغہ بنا کر بھیجا گیا ہے تو اس دوست نے اسکو اس طرح بددعا کہ خدا تیری کبھی مغفرت نہ کریگا اور نہ تجھکو جنت میں داخل کریگا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کے پاس موت کے فرشتہ کو بھیجا اور اس نے ان دونوں کی جان نکال لی پھر ان دونوں کی روحیں اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے گنہگار کو حکم دیا کہ میری رحمت کے طفیل میں جنت میں داخل ہو جا

اور دوسرے سے فرمایا کہ کیا تو ایسی طاقت رکھتا ہے کہ میرے بندہ کو میری رحمت سے محروم کر دے تو اس نے جواب دیا کہ نہیں اے میرے پروردگار تو فرمایا کہ اسکو دوزخ کی طرف لیجاؤ۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب الاستغفار ۔ توضیح :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان بندہ کو خواہ وہ کتنا ہی گنہگار ہو ایسا کہنا کہ اللہ اسکی مغفرت نہ کریگا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے اور عتاب کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ حدیث کے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے کہ عبادت گزار کی عمر بھر کی عبادت بھی اللہ کے غصہ سے اسکو نہ بچا سکی۔ دوسری بات اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ جو بندہ گناہ میں مبتلا ہونیکے بعد اس پر نادم ہوتا ہے اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا گناہ معاف کر دیتا ہے اور سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے اور کرتا رہے اور پشیمانی بھی نہ ہو اس چیز سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

۱۴۷۲ :۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں مردہ کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسا کہ ڈوبنے والا آدمی فریاد کے لیے چیختا ہے (اور چاہتا ہے کہ کوئی مجھے ڈوبنے سے بچالے) مردہ قبر میں دعاؤں کا انتظار کیا کرتا ہے کہ اسکا باپ یا ماں یا بھائی یا دوست اسکی مغفرت کی دعا کرے۔ پھر جب اسکو ایسی دعا پہونچتی ہے

تو وہ اسکو اتنی محبوب اور پیاری ہوتی ہے کہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بھی زیادہ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ قبر والوں پر زمین والوں یعنی زندوں کی دعاؤں کو پہاڑ کی برابر بنا کر پہونچاتا ہے یعنی بہت بڑا ثواب اور رحمت اور بخشش کر دیتا ہے۔ (اور جس طرح زندہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ بھیجتے ہیں اسی طرح زندہ لوگ مردوں کو بھی تحفہ بھیج سکتے ہیں) اور مردوں کے لئے زندوں کی طرف سے تحفہ یہ ہے کہ انکی مغفرت کے لئے دعا کریں۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب الاستغفار

REGD NO J 303

جلد نمبر — نمبر ۸

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَة

نومبر ۱۹۵۵ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی)

رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

سالانہ مع محصول ڈاک	بیرونی	مقامی
(۱۲ر)	(۱ر)	(۸ر)

معاونین کے لئے دس روپے عہ

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

اختر حسین منیجر علوی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

گذارش

گذشتہ ماہ میں ۱۰۲ حضرات کی خدمت میں ہم نے پوسٹ لکھکر چندہ سالانہ ختم ہونے اور نئے سال کیلئے مزید چندہ کی بابت لکھا تھا لیکن افسوس کہ صرف ۳۰-۳۵ حضرات نے توجہ فرمائی اب بقیہ حضرات کا نام رسالہ خارج کرتے ہوئے ہم کو بڑا دکھ ہو رہا ہے۔ ان حضرات کو اس سے پہلے کئی مرتبہ رسالہ کے ذریعہ چندہ کی اطلاع دی جا چکی تھی اصحاب ناظرین سے استدعا ہے کہ ادارہ کو مزید مشکلات سے بچانے کے لئے پہلی اطلاع پر ہی ۱۲ ارسال فرمایا کریں۔ ۱۲ شاید آپ کے نزدیک کوئی حقیقت نہ رکھتے ہونگے۔ لیکن اس چھوٹے سے رسالہ کیلئے بہت اہم ہیں۔ بعض حضرات نے اطلاع دی ہے کہ ان کو سال بھر سے رسالہ نہیں ملا ہے۔ تو گذارش ہے کہ جن صاحبان کے چندے جمع ہیں ان کو رسالے یقیناً روانہ کئے جاتے ہیں۔ آپکے پتہ میں اگر کوئی غلطی ہو تو اسمیں ہمارا کوئی قصور نہیں، پھر بھی ہم ایک دو ماہ کے رسالے اپنے پاس سے دوبارہ ارسال کر دیں گے۔ اس لئے رسالہ نہ ملنے کی صورت میں اپنے حلقہ کے پوسٹ مین سے کہئے اور ہمکو مکمل پتہ بھیجکر شکایت بھیجئے۔ اگر پتہ میں غلطی ہوگی تو ہم درست کر لیں گے۔ یہ نہ انتظار کیجئے کہ پورا سال گذرنے کے بعد دوبارہ منگوائینگے اگر دو سے زیادہ رسالے دوبارہ منگوانے ہوں تو فی رسالہ ۲ قیمت اور ہر ۵ رسالوں کیلئے ڈاک ٹکٹ بھیجئے۔ ادارہ ان حضرات کا ممنون ہے۔ آپ صاحبان نے گذشتہ ماہ امدادی مہم میں حصہ لیا ہے۔ جناب ریاض الدین صاحب رتول ۱۰ خریدار۔ جناب عبدالستار صاحب اسلام گنج [illegible] مولوی سجاد حسین صاحب سیوہارہ ۵ خریدار۔ محمد بشیر صاحب سیدھوا ۴ خریدار۔ جناب حاجی نذیر حسین صاحب مراد آباد ۲ خریدار۔ محترمہ والدہ افتخار اللہ صاحب الہ آباد (سیٹ خریدا) جناب عبدالرحمن صاحب رتول عمر (امداد) جناب بندی کلو خان صاحب رتول عمر (امداد) — سن۔ صدیقی

آسان حدیث کا خریدار بنا کر [illegible] اعطیہ دیکر آسان حدیث کی امدادی مہم میں حصہ لیجئے [illegible]

۱۔ منی آرڈر کوپن پر نام پتہ اور خریداری نمبر ضرور لکھئے
۲۔ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری لکھنا لازمی ہے
۳۔ اپنے ڈاک خانہ کا نام انگریزی یا ہندی میں بھی لکھئے
۴۔ جوابی امور کیلئے جوابی خط بھیجئے۔

ایجنسی کے شرائط ہم سے معلوم کیجئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

۲۷۱۵:۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم بعض اسلامی جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو آپ کا ایک قوم پر گذر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں (ان میں) کی ایک عورت ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہی تھی اسکی گود میں اسکا بچہ بھی تھا تو جب آگ کی لپٹ اوپر کو اٹھ جاتی تھی تو وہ اس بچہ کو آگ کے پاس سے ہٹا کر آگ سے دور کر دیتی تھی وہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں تو کہا کہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں کیا اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ رحم کرنیوالا نہیں ہے فرمایا کہ کیوں نہیں تو کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ بہ نسبت اس رحم کے جو ماں کو اپنے بچہ پر ہوتا ہے۔ اپنے بندوں پر زیادہ رحم والا نہیں ہے فرمایا کیوں نہیں تو اس عورت نے کہا کہ ماں تو اپنے بچّہ کو آگ میں نہیں ڈالتی ہے (دراں حالیکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آگ کا عذاب دیگا) یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکا کر رونے لگے پھر سر اٹھایا اور اس عورت سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے عذاب میں تو ان لوگوں کو رکھیگا جو سرکش بندے ہونگے اور اللہ کے مقابلے میں سرکشی کرتے

رہے ہوں گے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکاری رہے ہونگے۔ اسکو
ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب فی سعۃ رحمتہ اللہ۔

توضیح :۔ عورت کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکا مطلب یہ تھا کہ ماں تو اپنی محبت کی وجہ سے اپنے بچہ کو آگ میں نہیں چھوڑ سکتی کہ وہ آگ میں جلتا رہے اور اللہ تعالیٰ کا جبکہ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ رحم ہے تو وہ اپنے بندوں کا دوزخ میں عذاب کیا جانا کیوں پسند کریگا۔ اسکا جواب آپ نے یہ دیا کہ وہ تو سوائے سرکش اور متمرد اور لا الہ الا اللہ نہ کہنے والے بندوں کے اور کسی بھی بندہ کو ہمیشہ دوزخ میں نہ رکھیگا۔ اس جواب سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ بندے جبکہ بندگی سے ہی انکاری ہیں تو وہ رحم وکرم کے بھی تو حقدار نہیں ہیں یا یوں کہا جائے کہ وہ رحمت کے دائرہ سے خود ہی خارج ہیں اور انھوں نے اپنے اندر ایسی بات پیدا کرلی ہے کہ اللہ کی رحمت ان کو نہ پہونچے اب ان لوگوں کا سوال رہ جاتا ہے جو سرکش نہیں ہیں اور انھوں نے ایمان قبول کر لیا لیکن گناہ کے افعال بھی کیے تو ان کے بھی بہت سے گناہ تو معاف ہو جائنگے اور جو گناہ معافی میں نہ آئیں گے ان کی سزا اس میعاد تک ان کو بھگتنا ہوگی جو اللہ نے مقرر کی ہوگی۔ یہ بات رحم کے خلاف نہیں ہے۔ اور ماں باپ بھی اپنی اولاد کو قصور کی اہمیت کے لحاظ سے

نرم اور سخت وقتی اور میعادی سزا دیتے ہیں۔ لیکن اُس سزا کی وجہ کر یہ نہیں سمجھا جاتا کہ ماں باپ کو اس اولاد سے محبت نہیں ہے۔ یا وہ اُن رحم نہیں کرتے ہیں۔

۲۷۱۶ :۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کی تلاش اور کوشش کرتا ہے اور چبر وہ اسی چیز میں ہمیشہ لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں میرا فلاں بندہ مجھے راضی رکھنے کی کوشش میں ہے تو تم خبردار رہو کہ میری رحمت کا بار اس پر ہی تو جبرئیل علیہ السلام دعا کرتے ہیں کہ اللہ کی رحمت فلاں شخص پر ہو اور عرش اٹھانے والے فرشتے بھی یہی دعا کرتے ہیں اور ان فرشتوں کے آس پاس والے فرشتے بھی یہی دعا کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ ساتوں آسمان کے فرشتے اس شخص کے لئے یہی دعا کرتے ہیں پھر اللہ کی رحمت زمین کی طرف اترتی ہے۔ تا کہ اسکو پہونچ جائے۔ اس روایت کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

(اللہ کی رضامندی کی تلاش)

توضیح :۔ اللہ کی رضامندی کی تلاش اور کوشش سے مراد یہ ہے کہ عبادت میں زیادتی کی جائے اور نیز اس سے کوشش کی جائے کہ خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے۔ ساتھ ہی ان باتوں سے باز بھی رہے جن سے خدا تعالیٰ

ناراض ہوتا ہے کیونکہ اگر بندہ اسکو راضی کرنے کے لئے کوشش بھی اور اسکو ناراض کرنے والے کام بھی کئے جاتے رہیں گے تو ایسا عمل خدا کی رضامندی تلاش کرنا نہ ہوگا۔ اور ایسے آدمی کے لئے اللہ کی رحمت زمین پر اترنا اس سے مراد غالباً یہی ہے کہ وہ آدمی لوگوں میں بھی عزت اور احترام حاصل کرتا ہے اور دنیوی مصائب سے متاثر نہیں ہوتا ہے اور دنیا کی ہر مصیبت اور تکلیف اللہ کی خوشنودی کے مقابلہ میں اسکو حقیر معلوم ہونے لگتی ہے

(جنتی لوگوں کا بیان)

٢٧١٧ :۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ یعنی ان میں سے بعض لوگ تو خود اپنے نفس کے لئے ظالم ہیں اور بعض ان میں درمیانی قسم کے اور بعضے ان میں سے نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں ان سب کے متعلق حضور نے فرمایا کہ یہ سب جنت میں ہوں گے۔ اس روایت کو بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں بیان کیا ہے

مشکوٰۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

توضیح :۔ یہ آیت بائیسویں پارہ میں ہے اس آیت کا ابتدائی حصہ یہ ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ :۔ ترجمہ یہ ہے کہ پھر ہم نے کتاب اورثنا

اپنے اُن بندوں کو دی جنکو ہم نے برگزیدہ کیا یعنی دولت ایمان واسلام نصیب فرماکر برگزیدہ فرمایا پھر ان برگزیدہ بندوں میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں یعنی مخالفت والی چیزوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ درمیانی قسم کے ہیں یعنی نیکیاں بھی کرتے ہیں اور برائیاں بھی اور بعض ایسے ہیں کہ نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں یعنی نیکیوں کے لئے بہت جد وجہد کرتے ہیں حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نیکیوں میں سبقت کرنے والے وہ لوگ ہیں جنکی نیکیاں زیادہ اور برائیاں کم ہوں اور درمیانی لوگ وہ ہیں کہ جتنی انکی برائیاں ہوں اسیقدر نیکیاں بھی ہوں اور ظالم وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہوں اور ان سب کا جنت میں داخل ہونا ان کے درجوں کے فرق کے ساتھ ہوگا۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت ثابت ہوتی ہے۔

۲۷۱۸:- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کا حج کرنیکا ارادہ ہو تو بس اسکو چاہئے اور جلدی کیساتھ ادا ہی کر دینا چاہئے۔ اس روایت کو ابو داؤد اور دارمی نے بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب المناسک۔ توضیح:- مطلب یہ کہ جس آدمی پر حج فرض ہو جائے اس طرح کہ وہ اسکے مصارف کی قدرت رکھتا ہو

راستہ کا امن بھی حاصل ہو۔ صحت مند اور تندرست قابل سفر کرنیکے بھی ہو تو اس کو تاخیر اور دیر نہ کرنا چاہیئے بلکہ جلد سے جلد اس فرض کو ادا کرنا چاہیئے۔ اس میں یہ بھی مصلحت ہے کہ دیر کرنے میں پھر ممکن ہے کہ اسکے مقدور پھر نہ رہے یا سفر کے قابل تندرستی نہ رہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اگر اس نے آئندہ سال پر ملتوی کیا اور موت پہلے ہی آگئی تو فرض کا مواخذہ اس کے ذمہ باقی رہیگا۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج)

۱۲۱۹ :۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں نو سال تک رہتے رہے (اور حالات کے ناموافق ہونیکی وجہ سے حج نہیں کیا تھا۔ ابھی ہجرت کے کئی سال بعد فتح ہوا تھا) پھر آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کرایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لیجائینگے۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد کثیر تعداد میں آدمی مدینہ میں آگئے (جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ) پھر ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ کیطرف روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب ہم ذو الحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس کے بچہ پیدا ہوا جو کہ حضرت ابو بکر کی زوجیت میں تھیں۔ اس بچہ کا نام محمد بن ابی بکر ہوا۔ (چونکہ اس ولادت کیوجہ سے حضرت اسماء نفاس کی حالت میں تھیں اس لئے) انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسیکو بھیجکر دریافت

کرایا کہ اب اس حالت میں میرے حج کا کیا ہوگا میں کیا کروں آپ نے فرمایا کہ اس حالت میں غسل کرکے ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ لو اور احرام باندھ لو یعنی حج کے کام کرو - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھی - پھر آپ اپنی اونٹنی پر جسکا نام قصویٰ تھا سوار ہوئے پھر جب اونٹنی مقام بیداء میں کھڑی ہوگئی تو آپ نے بلند آواز سے لبیکا (وہ دعا جو کہ احرام باندھنے کے بعد سے تمام حج کے دنوں میں پڑھی جاتی رہتی ہے) پڑھی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے پہلے حج ہی کی نیت کیا کرتے تھے اور ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ بھی ہو سکتا ہے - پھر جب ہم خانہ کعبہ کے قریب پہونچے تو ہم نے بھی حضرت کے ساتھ حجر اسود کو بوسہ دیا - پھر اس طرح طواف کیا کہ اول تین پھیروں میں دوڑے اور آخر کے چار پھیروں میں معمولی رفتار سے چلے - اس کے بعد آپ مقام ابراہیم پر آئے اور آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى پڑھی - پھر آپ نے اس طرح کھڑے ہوکر نماز پڑھی کہ مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان میں رکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے ان دو رکعتوں میں قل ہو اللہ احد اور دوسری قل یا ایہا الکافرون پڑھی تھی - اس کے بعد پھر آپ نے حجر اسود کے پاس جاکر اسکو پھر بوسہ دیا پھر آپ مسجد حرام سے باہر نکلے اس دروازہ سے جو

باب صفا کہلاتا ہے پھر جب صفا نام کی پہاڑی کے قریب پہونچے تو آپ نے آیت اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ پڑھی پھر صفا پر چڑھنے کے لئے اس طرف کا رخ کیا جسکو ابتداء میں پہلے فرمایا گیا ہے۔ پھر آپ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے انتہائی اونچائی پر کہ وہاں سے کعبہ نظر آتا تھا اسوقت مسجد حرم کی عمارت زیادہ اونچی نہ تھی اسوجہ سے صفا کی پہاڑی پر سے کعبہ نظر آجاتا تھا لیکن اب مسجد حرم کی عمارت بلند ہوگئی ہے اس لئے اب کعبہ پہاڑی پر سے نظر نہیں آتا ہے۔ صرف کعبہ کی طرف منہہ کر لیا جاتا ہے، پھر آپ نے قبلہ رخ ہوکر اللہ کی توحید کا کلمہ پڑھا اور تکبیر کہی اور کہا کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئی قدیر لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ انجز وعدہٗ ونصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ۔ پھر اس درمیان میں اسی طرح تین بار دعا کی پھر آپ وہاں سے اتر کر مروہ پہاڑی کی طرف روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب آپکے قدم میدان کے نشیب اور نیچائی میں پہونچ تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ نیچائی ختم ہوکر چڑھائی کا راستہ آگیا تو آپ نے دوڑنا موقوف کردیا اور پھر معمولی رفتار سے مروہ پہاڑی پر پہونچ گئے اس پر چڑھکر آپ نے وہی سب دعائیں اسی طرح پڑھیں جسطرح صفا پر پڑھی تھیں پھر مروہ سے صفا اور پھر صفا سے مروہ کی طرف جاتے اور آتے رہے اور دعائیں پہلی بار کی طرح کرتے رہے۔ اس طرح آپ نے سات پھیرے کئے تھے۔

آخری پھیرا مروہ پر ختم ہوا تھا۔ اور جب آپ مروہ کی پہاڑی پر آخری پھیرے کے بعد کھڑے تھے اور لوگ پہاڑی سے نیچے تھے تو آپ نے بلند آواز سے لوگوں سے فرمایا کہ اگر مجھے پہلے سے یہ معلوم ہوجاتا جو کہ اب مجھے خیال آیا ہے تو میں اپنی قربانی لیکر نہ آتا اور اس طواف وسعی کو عمرہ کی حیثیت سے کرتا۔ لہٰذا اب تم میں جو کوئی اپنے ساتھ یعنی ہمراہ قربانی لیکر نہ آیا ہو تو اسے حلال ہو جانا چاہیئے اور اس طواف وغیرہ کو عمرہ میں شمار کر لینا چاہیئے۔ مطلب یہ تھا کہ اس احرام کو ان لوگوں کو اب کھول دینا چاہیئے۔ البتہ وہ لوگ جو اپنے ساتھ قربانی بھی لائے ہوں انکو بغیر حج ادا کئے ہوئے حلال ہونا جائز نہ ہوگا۔ اور حضور بھی چونکہ قربانی ساتھ لائے تھے تو آپ نے بھی عمرہ کے بعد احرام نہیں کھولا تھا۔ اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے سراقہ بن مالک نے پوچھا کہ اس طرح عمرہ کرکے حلال ہونا اور پھر حج کے لئے دوسرا احرام باندھنا کیا یہ صرف اسی سال کیلئے جائز ہوا ہے یا ہمیشہ کے لئے تو آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں داخل کرتے ہوئے دو بار فرمایا کہ عمرہ حج میں داخل ہوگیا۔ صرف اسی سال کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ بھی یمن سے حضور کے کئی اونٹ لیکر وہاں پہونچ گئے۔ تو آپ نے ان سے پوچھا کہ جب تم نے حج کی نیت باندھی تھی تو کیا الفاظ کہے تھے تو انھوں نے کہا کہ میں نے تو اس طرح نیت کی تھی کہ اے اللہ میں اسی طور پر حج کا احرام

باندھنا ہو اس طور پر جیسے رسول نے احرام باندھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ تو قربانی ہے (اور تم نے بھی میری طرح کا احرام باندھا ہے) تو تم بھی احرام نہ کھولنا (جابر راوی نے) کہا کہ ان تمام اونٹوں کی تعداد جو کہ حضرت علی یمن سے لائے اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لائے تھے وہ سب ایک سو تھے۔ راوی نے کہا کہ پس تمام لوگ عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو گئے یعنی احرام کھول دیا۔ اور سر کے بال بھی کٹوا دیئے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں نے جو قربانیاں ساتھ لائے تھے احرام نہیں کھولا تھا۔ پھر جب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی تو ان لوگوں نے منیٰ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ اور جو لوگ عمرہ کر کے حلال ہو چکے تھے انہوں نے حج کرنے کے لئے دوسرا احرام باندھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہو گئے اور منیٰ میں پہونچکر قیام کر دیا اور وہیں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور اگلے دن صبح کی نمازیں ادا کیں پھر صبح کی نماز کے تھوڑی دیر بعد آپ سورج طلوع ہونے تک ٹھہرے رہے آپ نے ایک قبہ کے متعلق جو کہ بالوں کا بنا ہوا تھا حکم دیا کہ آپ کے لئے مقام نمرہ میں اسکو قائم کر دیا جائے (یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو عرفات کے قریب ہے اور حرم کی زمین وہاں پر ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ حد حرم ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہو گئے۔ قریش کے لوگوں کا خیال تھا کہ آپ منیٰ سے چل کر

مقام مزدلفہ میں مشعر حرام پر قیام فرمائیں گے جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں وہاں پر قریش کے لوگ قیام کیا کرتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرتے چلے گئے یہاں تک کہ جب عرفات کے مقام پر پہونچے تو آپ نے وہاں وادی نمرہ میں (اپنے لئے) قبہ لگا ہوا پایا چنانچہ آپ وہاں اتر گئے پھر جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے حکم دیا کہ آپ کی اونٹنی لائی جائے چنانچہ اس کا کجاوہ وغیرہ لگا کر لایا گیا اس پر سوار ہو کر آپ بطن وادی میں تشریف لے گئے (یہ عرفات کے میدان میں ایک جگہ ہے) اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا خطبہ میں آپ نے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام ہیں یعنی آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ کرے نہ ایک دوسرے کا مال چوری یا دغا سے حاصل کرے۔ اور یہ حرام ہونا بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ آج کا دن اور یہ مہینہ اور یہ شہر (مکہ) تمہارے لئے قابل احترام ہیں۔ اور یہ یاد رکھو کہ جاہلیت کے زمانہ کی جسقدر بھی (ناجائز) رسمیں تھیں وہ میں نے اپنے پیر کے نیچے کچل ڈالیں اور جاہلیت کے زمانے کے جو خون جس پر ہوں وہ سب ختم ہو گئے۔ اب آئندہ خون ریزی ہرگز نہ کی جائے۔ اور سب سے پہلا خون میں معاف کرتا ہوں جو کہ ابن ربیعہ بن حارث کا ہے جس نے کہ بنی سعد کے قبیلہ کی کسی عورت کا دودھ پیا تھا۔ اور اس کو ہذیل نامی شخص نے قتل کیا تھا۔ اور جاہلیت کے زمانہ کا جو سود بیاج جس جس پر چلا آرہا ہے وہ سب بھی ختم کر دیا گیا اور سب سے پہلے میں اس بیاج کو ختم کرتا ہوں

ہماری قوم سے عباس بن عبدالمطلب کا بیاج ہے۔ وہ بالکل موقوف کردیا گیا۔ اور تم اللہ سے ڈرتے رہو۔ عورتوں کے حقوق کے بارے میں اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امان کے ذریعہ سے حاصل کیا ہے یعنی اللہ کے عہد کیمطابق اور تم نے انکی شرمگاہوں کو اپنے لئے اللہ ہی کے کلمہ کے ذریعہ سے حلال بنا لیا ہے۔ اور (اے مردو) تمہارے لئے ان (عورتوں) پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے گھر میں ایسے مرد یا عورت کو آنے کی اجازت نہ دیں جسکا آنا تم کو پسند نہ ہو۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو تم اُن کو مار بھی سکتے ہو لیکن سخت قسم کا مارنا نہ ہو۔ اور اُن عورتوں کا تم پر یہ بھی حق ہے کہ تم اُن کی کھانے پہننے کا رواج کے مطابق انتظام کرو۔ اور میں تمہارے پاس (دنیا سے رخصت ہونے پر) ایسی چیز چھوڑ جاوں گا کہ اگر تم اسکو مضبوطی سے پکڑے رہو گے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذاروگے تو تم ہرگز راستہ سے نہیں بھٹکو گے اور گمراہ نہ ہوگے اور وہ چیز اللہ کی کتاب (قرآن شریف) ہے اور قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں (یہ) پوچھا جائیگا (کہ میں نے اللہ کے احکام اور ہدایتیں تم کو پہونچائی ہیں یا نہیں) تو اسوقت تم کیا کہو گے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم گواہی دینگے کہ بیشک آپنے اللہ کے احکام پہونچا دیئے۔ اور امانت ادا کردی اور خیرخواہی کی۔ پھر آپنے اپنی کلمہ کی ادائیگی آسمان کیطرف اٹھا کر لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ تو گواہ رہنا اے اللہ تو گواہ رہنا یہ کلمہ آپنے تین مرتبہ فرمایا تھا۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی تو آپ نے

پہلے ظہر کی نماز پڑھی اور اسکے بعد عصر کی نماز پڑھی (یعنی ظہر ہی کے وقت میں۔ دیہ دو نمازیں اب بھی حج کے موقع پر اسیطرح پڑھی جاتی ہیں) ان دونوں نمازوں کے درمیان میں آپنے سنت و نفل وغیرہ اور کوئی نماز نہیں پڑھی تھی اسکے بعد آپ اپنی اونٹنی پر سوار کر میدان عرفات میں ٹہرنے کی جگہ تشریف لیگئے اور اونٹنی کو اس طرح کھڑا کیا کہ اسکا پیٹ پتھروں کیطرف تھا اور مشاۃ نام کا راستہ آپکے سامنے تھا اور آپ قبلہ رخ ہوکر کھڑے رہے (اور خطبہ پڑھتے رہے) یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور کچھ زردی بھی غائب ہوتی شروع ہوگئی۔ آپ نے اپنے اونٹ کی پچھلی نشست پر حضرت اسامہ کو بٹھالیا اور وہاں سے روانہ ہوکر مقام مزدلفہ میں پہونچ گئے۔ یہاں پہونچکر آپنے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ آگے پیچھے پڑھیں دونوں نمازوں کیلئے اذان ایک ہی کہی گئی لیکن اقامت دونوں نمازوں کی الگ الگ کہی گئی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان میں بھی سنت نفل وغیرہ نہیں پڑھے تھے۔ اس کے بعد آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ جب صبح ہوگئی تو آپنے صبح کی نماز اذان اور اقامت کے بعد پڑھی پھر آپ قصوٰی اونٹنی پر سوار ہوکر مشعر الحرام پر پہونچے اور قبلہ رخ ہوکر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور تکبیر کہی اور کلمۂ توحید پڑھا اور صبح کی روشنی پھیلنے تک وہیں کھڑے رہے پھر آفتاب کے طلوع سے پہلے آپ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو فضل بن عباس کو پچھلی نشست پر سوار کر لیا پھر جب آپ وادی محسّر پر آئے تو آپنے اونٹنی کو تھوڑی سی حرکت دیکر اس راستہ پر کر دیا جو بڑے جمرہ کی طرف نکلتا ہے چنانچہ آپ جمرہ کے پاس آئے جو کہ اسوقت ایک درخت کے قریب تھا اور اس پر سات کنکریاں پھینکیں جو کہ ٹھیکری کی طرح تھیں۔ ہر کنکر کیوقت آپ تکبیر کہتے

اور یہ عمل بطن وادی میں کیا تھا۔ پھر آپ وہاں سے قربانی کرنے کی جگہ (جو منیٰ میں ہے) آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے قربانی کئے پھر بقیہ سینتیس اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے قربانی کے لئے کر دیا۔ اور اپنی قربانی میں حضور نے حضرت علیؓ کو بھی شریک کر لیا۔ پھر آپ نے ہر ہر قربانی میں سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا منگایا۔ اور وہ سب ایک دیگچی میں پکایا گیا۔ اور دونوں نے وہ گوشت کھایا اور شوربہ پیا۔ پھر آپ وہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہونچ کر کعبہ کا طواف کیا۔ اور مکہ ہی میں آپ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ اولاد عبد المطلب یعنی اپنے چچا عباس اور ان کی اولاد کے پاس آئے۔ یہ لوگ حاجیوں کو زمزم کا پانی پلایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ اٹھو پانی چاہ زمزم سے کھینچو کیونکہ بہت ثواب کی بات ہے۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ میری دیکھا دیکھی اس عمل کو کرنے لگیں گے اور پھر تمہاری یہ مخصوص خدمت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچنے میں ضرور شریک ہو جاتا۔ چنانچہ ان ہی لوگوں نے پانی کھینچ کر ایک ڈول حضور کو پیش کیا تو آپ نے اس میں سے پانی پیا۔ اس روایت کو مسلم نے بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب قصۃ حجۃ الوداع

بلغتوا عنی ولو آیۃ

ماہ دسمبر ۱۹۵۵ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی)

رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

سالانہ مع محصول ڈاک	بیرونی	مقامی
	۱۲/	۱/

معاونین کے لئے دس روپے عنہ

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

اختر حسین منیجر علومی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

پاکستان میں روپیہ روانہ کرنیکا پتہ احمدالدین صاحب انتیل برانچ - انورابیگ روڈ کراچی

گزارش

خدا کا شکر ہے کہ اس رسالہ اب ہر ماہ مقررہ وقت پر نکل رہا ہے ہمیں امید ہے کہ اب ناظرین کی شکایات رفع ہو گئی ہوں گی۔ اور رسالہ پابندی کیساتھ مل رہا ہوگا۔ ہم نے رسالہ میں مختلف شہروں میں ایجنسیاں قائم کرانے کیلئے متعدد بار عرض کیا تھا۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ مختلف جگہوں پر ایجنسیاں قائم ہونے سے اشاعت حدیث شریف میں ترقی ہوگی۔ اور یہ چھوٹا سا رسالہ ہمارے بھائیوں تک زیادہ آسانی سے پہنچ سکیگا۔ یہ ظاہر ہے کہ اس چھوٹے سے رسالہ میں کمیشن کا فائدہ خاطر خواہ نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم حتی الوسع لاگت کی قیمت پر رسالہ ایجنٹ صاحبان کو دیں گے۔ مسلمان کتب فروش صاحبان بہت آسانی سے اشاعت حدیث شریف میں حصہ لے سکتے ہیں ——— آسان حدیث کی جلد سوم اور ششم ختم ہو گئی ہیں۔ جلد ہفتم انشاء اللہ پندرہ بیس دن میں تیار ہو جائیگی البتہ جلد سوم میں تاخیر ہوگی۔ پورا سیٹ منگوانے والے حضرات کی خدمت میں یہ جلد بعد تیاری ارسال کر دی جائیگی۔ اس ماہ میں جناب نذیر حسین صاحب مرادآباد نے ایک خریدار اور جناب عبدالستار صاحب کشن گنج دہلی نے مزید خریدار بنائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

س — صدیقی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(حجرِ اسود کی فضیلت)

۲۷۲۰ :- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حجرِ اسود جنت سے اترا تھا تو وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ پس اولادِ آدم کے گناہوں نے اسکو سیاہ کر دیا۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مشکوٰۃ باب دخول مکہ۔

توضیح :- حجرِ اسود کو اولادِ آدم کے گناہوں نے سیاہ کر دیا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے ہاتھ لگانے سے وہ سیاہ ہو گیا۔ کیونکہ ہاتھ لگانے والوں میں گناہگار لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب گناہگار کے ہاتھوں سے سفید پتھر جیسی چیز سیاہ ہو گئی تو گناہ کرنے سے دل پر کس قدر سیاہی پیدا ہو جاتی ہوگی۔

(حجرِ اسود کی فضیلت)

۲۷۲۱ :- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجرِ اسود کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ حجرِ اسود کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیگا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور اسکی زبان بھی ہوگی جس سے وہ بولتا ہوگا اور وہ اس شخص کے لیے گواہی دیگا جس نے سچائی کے ساتھ اسکو بوسہ دیا ہوگا۔ ترمذی

ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب دخول مکہ والطواف۔ توضیح :۔ سچائی کے ساتھ بوسہ دینے کا یہ مطلب ہے کہ جس نے سچے ایمان کیساتھ ثواب کے لئے بوسہ دیا ہوگا۔

۲۷۳۲ :۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تحقیق حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں ان میں سے اللہ تعالیٰ نے روشنی نکالدی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ انکی روشنی نہ نکالتا تو ان دونوں کی روشنی مشرق سے مغرب تک کے درمیان کی ہر چیز کو روشن کردیتی اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے مشکوٰۃ باب دخول مکہ والطواف۔ توضیح :۔ ان دونوں میں سے روشنی نکالدیئے جانے میں ممکن ہے یہ مصلحت ہو کہ تاکہ ان دونوں کی بزرگی پر ایمان بالغیب کی طرح یقین کیا جائے۔

۲۷۳۳ :۔ خالد بن ہوزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ پر کھڑے ہوکر خطبہ دیتے ہوئے اس طرح دیکھا کہ آپکے پیر دونوں رکابوں میں تھے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے مشکوٰۃ باب الوقوف بعرفۃ۔

۲۷۳۴ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ

فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ کو خراب کرنے کی غرض سے روانہ ہوگا بس جبوقت کہ
وہ ایک میدانی زمین پر پہونچیگا تو اُسکے اوّل سے لیکر آخری آدمی تک کو
زمین میں دھنسادیا جائیگا (عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے کہا کہ
یارسول اللہ اوّل سے آخر تک کے آدمی کو آخر کیوں دھنسایا جائے گا۔
درآں حالیکہ انہیں بازاری آدمی بھی ہوں گے اور ایسے لوگ بھی ہونگے
جو اُن میں سے نہ ہونگے۔ فرمایا کہ دھنسائے تو سب ہی جائیں گے اوّل
سے لیکر آخری آدمی تک پھر (قیامت کے دن) وہ اپنی نیتوں پر اٹھائے
جائیں گے۔ متفق علیہ باب حرم مکہ۔ مشکوٰۃ۔

توضیح:۔ حدیث مندرجہ بالا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری
زمانہ سے متعلق خبر ارشاد فرمائی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ آخر زمانہ
میں جبکہ امام مہدی کا زمانہ ہوگا اسوقت مصر کے بادشاہ جسکا نام سفیان ہوگا
اسکا لشکر ایسا ارادہ کریگا۔ اور غیر لشکری لوگ بھی دھنسائے جائیں گے اسکی وجہ
یہی ہوسکتی ہے کہ چونکہ ان لوگوں نے اپنی شرکت سے اس مجمع کو بڑھایا ہوگا
یا وہ بازار والے جو اپنی دوکانیں لیکر انکے ساتھ ہونگے چونکہ سامان کی
خرید و فروخت میں وہ بھی انکے مددگار ہونگے اس لئے لپیٹ میں سب ہی
آجائیں گے۔ پھر جب قیامت میں انکو اٹھایا جائے گا یعنی زندہ کیا جائیگا
تو انکے ساتھ انکی نیت کے مطابق عمل کیا جائیگا یعنی جو مجبور ہونگے

اُن کو نیچے تک مل جائینگی۔ اور قصور وار سزا پائیں گے۔

حدیث ۲۲۲۵: یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرم (مکہ) میں غلہ کا روکنا کجروی ہے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب حرم مکہ۔ (حرم میں غلہ کی گراں فروشی)

توضیح:۔ کج روی کا مطلب یہ ہے کہ ٹھیک راستہ سے ہٹ کر غلط راستہ پر چلنا۔ اور غلہ روکنے سے مراد ہے کہ کوئی غلہ والا اپنا غلہ فروخت کرنا اسوجہ سے ملتوی کر دے جبکہ غلہ خوب گراں ہو جائیگا اسوقت فروخت کریگا۔ درانحالیکہ غلہ کی قلت ہو اور بازار میں دستیاب نہ ہو رہا ہو۔ یہ فعل ہر شہر اور ہر بستی میں برا ہے لیکن مکہ میں ایسا کرنا سب سے زیادہ برا ہے۔

حدیث ۲۲۲۶: وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اے وابصہ کیا تم نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھنے آئے ہو عرض کیا کہ ہاں تو آپ نے اپنی انگلیاں اکھٹی کر کے انکے سینہ پر ماریا اور فرمایا کہ اپنے نفس سے فتویٰ پوچھ اپنے دل سے فتویٰ پوچھ (اسکو) تین بار فرمایا نیکی وہ ہے جس پر تیرا نفس اور تیرا دل مطمئن ہو جائے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تیرا نفس تردد میں پڑ جائے اگرچہ تجھکو لوگ فتویٰ بھی دیدیں اسکو امام احمد اور دارمی نے روایت کیا ہے مشکوٰۃ باب الکسب وطلب الحلال۔ (نیکی اور گناہ کی پہچان)

توضیح:۔ سینہ پر ہاتھ کی انگلیاں

مارنے سے مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر آگاہی فرمائی گئی کہ دل یہاں ہوتا ہے۔ اور دل سے فتویٰ لینے کی ہدایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ نصیحت ایسی چیزوں سے متعلق ہے جن کے جائز اور ناجائز اور حلال و حرام ہونے میں شبہہ ہو۔ کیونکہ جن چیزوں کا حرام اور ناجائز ہونا معلوم ہوا اور ان میں دین کے علماء کا اختلاف بھی نہ ہو تو ایسی چیزوں کے ناجائز ہونیکا علم قطعی طور پر ہو جاتا ہے اسی طرح جائز اور حلال چیزوں کا بھی۔ اب صرف وہی چیزیں باقی رہ جاتی ہیں جو بعض وجہوں سے جائز اور بعض وجہوں سے ناجائز معلوم ہوتی ہوں یا جن چیزوں کے متعلق بعض علماء کا فتویٰ جائز ہونیکا اور بعض علماء کا ناجائز ہونیکا ہو۔ تو ایسی صورتوں میں حدیث مندرجہ بالا کے مطابق دل کے فتوی پر عمل کرنا چاہئے۔ مثلاً ایسا ہو کہ ۳۰ رمضان کی تاریخ کو بعض علماء کسی شہادت وغیرہ کیوجہ سے عید کا دن قرار دیں اور بعض علماء شہادت میں نقص ہونیکی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے اس تاریخ کے بارے میں رمضان ہونیکا فتویٰ دیں تو ایسی صورت میں اس فتوی پر عمل کرنا چاہئے جس پر عمل کرنے میں دل پر کوئی خلش محسوس نہ ہوتی ہو۔ اگرچہ دوسرا فتویٰ اسکے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کی یہ دلیل بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے وابصہ کے بغیر بیان کئے ہوئے فرمایا کہ وابصہ تم یہ پوچھنے آئے ہو۔

۲۷۲۷: عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کامل متقی اسوقت تک نہیں ہوتا کہ وہ بغیر قباحت کی چیز کو اسوجہ سے چھوڑ دے کہ قباحت والی چیز سے بچ جائے۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب الکسب وطلب الحلال۔

توضیح:۔ تقوٰی کی شرعی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو ایسی چیز سے بچائے جسکے سبب سے وہ عذاب کا مستوجب ہوجاتا ہے۔ خواہ وہ چیز کرنے کی ہو یا چھوڑنے کی یعنی جس چیز کے کرنے سے عذاب کا مستوجب ہونا ہو اسکو چھوڑنا اور جس چیز کے نہ کرنے کے سبب سے عذاب کا مستوجب ہونا ہو اسکا کرنا یہ تقوٰی ہے۔ اس کے بعد تقوے کے تین درجے ہیں سب سے اعلیٰ درجہ کا تقوٰی یہ ہے کہ انسان شرک اور تمام کبیرہ گناہوں سے اور ایسی چیزوں سے بچے جو شرع میں جائز تو ہوں لیکن ناپسندیدہ ہوں۔ اور اوسط درجہ کا تقوٰی یہ ہے کہ انسان شرک اور کبیرہ گناہوں سے بچے اور تیسرے درجہ کا تقوٰی یہ ہے کہ انسان شرک سے بچے جسکا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ دائمی عذاب سے بچ جائیگا اور جسقدر گناہ اس نے کئے ہوں گے اسکی سزا بھگتنے کے بعد اسکو دوزخ کے عذاب سے نجات ملجائیگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم حلال کے دس موقعوں میں سے نو کو تو اسوجہ سے چھوڑ دیا کرتے تھے کہ کہیں حرام اور ممنوع بات میں

نہ مبتلا ہو جائیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم حرام میں مبتلا ہونیکے اندیشہ کیوجہ سے ستر مباح موقعوں کو چھوڑ دیا کرتے تھے

(صلح جائز ہے)

۲۷۲۸ :- عمرو بن عوف مزنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ مسلمانوں کے درمیان صلح کرنا جائز ہے بشرطیکہ اُس صلح میں حلال چیز کو حرام اور حرام چیز کو حلال نہ کیا گیا ہو (یعنی اس قسم کی شرطیں نہ رکھی گئی ہوں) اور مسلمانوں کو اپنی طے کردہ سب شرطوں پر عمل کرنا لازم ہوگا مگر ان شرطوں پر عمل کرنا لازم نہ ہوگا جنکی وجہ سے حلال چیز حرام یا حرام چیز حلال ہو جاتی ہو۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب الافلاس والانظار۔

(وکیل کے ذریعہ خریدنا)

۲۷۲۹ :- عروہ بن ابو جعد بارقی سے روایت ہے کہ آنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری خریدنے لیئے ایک دینار (سونے کا سکہ) دیا تو انہوں نے اُس ایک دینار میں دو بکریاں خریدلیں پھر اُن میں سے ایک بکری کو ایک دینار میں کسی سے ہاتھ فروخت کر دیا اس کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک بکری اور ایک دینار آپ کو پیش کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی بیع میں برکت ہونیکی دعا فرمائی اسکے بعد پھر یہ حال ہوا کہ اگر عروہ مٹی بھی خرید لیتے تھے تو اسمیں بھی انھیں نفع ہوتا تھا۔ اسکو بخاری صاحب نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب الشرکۃ۔

(جانور کے نقصان کی ذمہ داری)

نمبر ۲۷۳۰ حرام بن سعد سے روایت ہے کہ براء بن عازب کی اونٹنی کسی باغ میں گھس گئی اور نقصان کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دن کے وقت اپنے باغ کی حفاظت کرنا باغ کے مالک کا ذمہ ہے۔ اور جو مویشی رات کے وقت کسی کا نقصان کر دے تو اس نقصان کا ضمان مویشی کے مالک پر ہوگا۔ اسکو مالک اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ مشکوۃ باب الغصب والعاریۃ۔

توضیح:۔ اس حدیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ باغ اور کھیت والے کو دن کے وقت اپنی زمین اور پیداوار اور فصل کی نگرانی کرنا چاہیئے اور رات کے وقت مویشی کے مالکوں پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مویشی کو اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھیں اور آوارہ نہ پھرنے دیں۔ اور یہ مسئلہ اس واقعہ سے متعلق ہے جبکہ اونٹنی کے مالک حضرت براء اپنی اونٹنی کیساتھ نہ تھے۔ لہذا جب مالک یا اسکے ملازم کے بغیر کوئی مویشی کسی باغ وغیرہ میں گھس جائے تو یہی مسئلہ رہیگا لیکن اگر اس مویشی کے ساتھ اسکا مالک یا مالک کا غلام بھی ہو تو خواہ دن میں اس نے نقصان کیا ہو خواہ رات میں ہر صورت میں مالک مویشی کو بہ قدر نقصان کے ضمان دینا پڑیگا۔

(بٹائی) نمبر ۲۷۳۱:۔ قیس بن مسلم سے بذریعہ ابوجعفر روایت ہے کہ مدینہ میں مہاجرین کا کوئی ایسا گھر نہ تھا جو کھیتی نہ کرتے ہوں۔ بعض تہائی پیداوار پر اور بعض چوتھائی پر

چنانچہ حضرت علی اور سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود اور عمر بن عبدالعزیز اور قاسم اور عروہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ابن سیرین یہ سب کھیتی کرتے تھے اور عبدالرحمٰن بن اسود نے کہا کہ میں عبدالرحمٰن بن یزید کی کھیتی میں شرکت دار تھا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح پر معاملہ لوگوں سے طے کیا تھا کہ اگر وہ بیج دیں گے تو پیداوار آدھی لینگے۔ اور اگر شرکت دار لوگ بیج دیں گے تو انکو اتنا ملیگا اسکو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب الاجارۃ۔

۲۷۳۳:۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس مہاجرین لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جس قوم (یعنی انصار) میں ہم آئے اور آکر ٹھہرے ہیں اس قوم کے کم مالدار اور بہت مالدار آدمیوں سے زیادہ ہم نے کوئی قوم نہیں دیکھی اور نہ اُن سے بہتر کوئی مدد کرنیوالی قوم دیکھی اور اُن لوگوں نے محنت کا بوجھ ڈالے بغیر اپنی منفعت میں ہمکو شریک بنالیا، (اور اسقدر احسان و ہمدردی ہمارے ساتھ کی ہے کہ) ہمکو اندیشہ ہے کہ تمام اجر اور ثواب اُنہیں کو ملجائیگا (اور ہم محروم رہینگے) آپنے فرمایا کہ جبتک تم اللہ سے انکے لئے دعا کرتے رہوگے اور انکی تعریف اور شکر گزاری کرتے رہوگے جبتک ایسا نہ ہوگا۔ اسکو ترمذی نے روایت

(ترمذی)

کیا ہے۔ مشکوۃ باب العطایا۔ توضیح:۔ مکہ سے ہجرت کر کے جب لوگ مدینہ میں پہونچے تو انصار یعنی مدینہ کے مسلمان باشندوں نے مہاجرین کی بیحد خدمت گزاری اور ہمدردی کی تھی اس پر مہاجرین نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ انکے برابر بہت خرچ کرنے میں ہم نے کسیکو نہیں دیکھا کہ ہماری خبرگیری تھوڑے مال اور بہت مال جیسا جسکو مقدور تھا ذرا بھی دریغ نہ کیا اور ہمکو محنت مزدوری سے باز رکھا سب کام حتیٰ کہ مکان بنانے کا کام بھی انھوں نے اپنے ذمہ رکھا اور انھیں جتنی بھی آمدنی ہوئی ہے اسمیں سے آدھی ہمکو بانٹ دیتے ہیں۔ انکے اسقدر احسانات ہیں کہ ہمکو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری ہجرت اور عبادتوں کا ثواب انھیں کو ملجائے اور ہم محروم رہ جائیں۔ ان مہاجرین کا یہ حال تھا کہ بالکل مفلس تھے اپنے وطن مکہ میں اپنا گھر اور سامان سب چھوڑ کر مدینہ آگئے تھے انکے پاس کوئی چیز نہ تھی جس سے وہ انصار کے احسانوں کا بدلہ ادا کر سکتے اس لئے انھیں محسوس ہوتا تھا کہ ہم ان کے احسانوں کا کچھ معاوضہ نہیں کر سکتے ہیں اب صرف وہ اجر اور ثواب رہ جاتا ہے جو خداتعالیٰ ہمکو نصیب کریگا تو اگر انصار کے احسانوں کے معاوضہ میں وہ اجر دیدیا گیا تو ہمارے لئے آخرت میں کچھ نہ رہیگا۔ لہذا ان کو مطمئن کرنے کیلئے نبی علیہ السلام نے فرمادیا کہ اللہ کا فضل اور اسکی دادودہش بہت وسیع

اور گنجائش والی ہے تمکو بھی ثواب ملیگا اور ان کو بھی مدد کرنیکا ثواب ملیگا۔ جبتک تم ان کے لئے دعائیں کرتے رہوگے مطلب یہ ہے کہ ان کا احسان کا بدلہ تو ادا کرنا ضرور چاہئے اور جسکے پاس بدلہ ادا کرنے کی کوئی چیز نہ ہو وہ احسان کا بدلہ اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ احسان کرنے والے کے حق میں نیک دعائیں کرتا ہے۔

(نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات)

۲۷۳:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جسوقت حضور کی وفات ہوئی تو آپ کی نو بیبیاں تھیں اُن میں سے آٹھ کے پاس شب باش ہونے کی باریاں مقرر تھیں متفق علیہ مشکوٰۃ کتاب النکاح باب القسم

توضیح:۔ ہر آدمی کے لئے اپنے نکاح میں چار کی تعداد تک بیبیاں رکھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ آدمی سب کیساتھ مساویانہ برتاؤ اور انصاف کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دس بیبیاں جائز تھیں۔ لیکن وفات کے وقت آپکی نو بیبیاں موجود تھیں اور آٹھ بیبیوں کے پاس ایک ایک دن رہنے کی باری مقرر تھی نویں بی بی حضرت سودہ نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں دیدی تھی اور شرعاً یہ جائز ہے کہ کوئی اپنا حق دوسرے کو دیدے۔ جو بیبیاں بوقت وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ تھیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ سنہ ۵۸ ہجری

وفات ہوئی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ۵۸ھ ہجری میں۔ اور مقام وفات مدینہ منورہ ہے (۲) حفصہ رضی اللہ عنہا جنکی وفات ۴۵ھ ہجری میں ہوئی (۳) ام حبیبہؓ جنکی وفات ۴۴ھ ہجری میں ہوئی (۴) سودہ رضی اللہ عنہا جنکی وفات ۵۴ھ ہجری میں ہوئی (۵) ام سلمہ رضی اللہ عنہا جنکی وفات ۵۹ھ ہجری میں ہوئی (۶) صفیہ رضی اللہ عنہا جنکی وفات ماہ رمضان میں ہوئی۔ سن وفات بعض روایات میں ۵۰ اور بعض میں ۵۲ یا ۵۵ ہے جو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا اور یہ بقیع میں دفن کی گئیں (۷) میمونہ رضی اللہ عنہا جنکا سن وفات ۵۱ھ یا ۶۳ یا ۶۶ ہجری ہے (۸) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا جنکی وفات سن ۲۰ ہجری میں ہوئی (۹) جویریہؓ جنکی وفات سن ۵۰ ہجری میں ہوئی۔

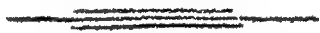
۲۷۳۴ :- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ آیت نازل ہوئی جسمیں یہ ہے کہ یتیموں کے مال کے قریب بھی نہ ہونا مگر اس طریقہ سے کہ وہ (یتیم کے حق میں) بہتر ہو اور یہ آیت کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں تو جن جن لوگوں کی پرورش میں یتیم تھے انھوں نے یہ عمل شروع کر دیا کہ یتیم کا کھانا پینا اپنے ساتھ شامل نہ رکھا بلکہ الگ کر دیا اور اگر یتیم کے کھانے پینے میں سے کچھ بچ رہتا تو اسکو علیحدہ رکھدیتے یہاں تک کہ یتیم ہی اسکو پھر کھاتا یا وہ

سڑ جاتا۔ اس عمل درآمد میں ان لوگوں کو بہت دشواری ہوگئی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا تو دوسری آیت نازل ہوئی جس میں یہ ہے کہ (اے رسول) لوگ تجھ سے یتیم کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یعنی انکا کھانا پینا الگ کرنے کے بارے میں تو ان سے کہدے کہ بہتر تو یہی ہے کہ اسکا مال الگ رہے۔ اور اگر تم ان کا مال اپنے مال میں ملاؤ تو وہ تمہارے بھائی ہیں (یعنی اگر تھوڑا مال ایک بھائی کا دوسرے کے مال میں چلا جائے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے) اور یتیموں کے خیر خواہ رہو دغا فریب کرکے انکے مال کو ضائع اور برباد نہ کرو کیونکہ اللہ جانتا ہے بگاڑنے والیکو اور سنوارنے والیکو۔ اسکو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

۲۷۳۵:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں وہ آدمی نہ بتلادوں جو تم میں برا ہے۔ وہ وہ شخص ہے جو اکیلا کھائے اور اپنے غلام کو ناحق مارے اور بخشش دینے سے باز رہے۔ اسکو رزین نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب النفقات ۔ (بداخلاق)

۲۷۳۶:۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آدمی نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کردے (یعنی ایسا عمل جسکے سبب سے جنت میں داخل ہو سکوں) آپ نے فرمایا کہ سوال تو تونے

بہت چھوٹا کیا لیکن اس کے پھیلاؤ بہت ہے یعنی بہت بڑی بات پوچھی
ہے۔ پھر آپ نے جواب دیا کہ غلام کو آزاد کر اور غلام کو چھڑا دے راوی نے عرض
کیا کہ یہ دونوں تو ایک بات ہوئی فرمایا نہیں غلام آزاد کرنا تو یہ ہے کہ تو
اکیلا کوئی غلام آزاد کر دے اور غلام کی رہائی یہ مطلب ہے کہ غلام چھڑانے میں ایک حصہ
کی قیمت کے ادا کرنے میں مدد دے اور ایک یہ کہ آگ فرمائی قیمت میں مدد
کرنا۔ اور دودھ دینے والی بکری کو عاریۃً مفت دودھ پینے کو دے اور ایسے
رشتہ دار پر جو تجھ پر ظلم و زیادتی کرتا ہو اس پر مہربانی اور احسان کر اگر یہ نہ کر سکے
تو بھوکے کو کھانا کھلا پیاسے کو پانی پلا اور لوگوں کو نیک باتیں سکھا اور بری
باتوں سے روک اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اپنی زبان کو سوائے نیک بات کے
اور سب باتوں سے روک لے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا



REGD NO J 303
رجسٹرڈ نمبر ۳۰۳

بلغوا عنی ولو آیۃ

جلد ۱ نمبر ۱۱

ماہ جنوری سنہ ۱۹۵۶ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی)
رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ
مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

مقامی ۱۲/ بیرونی ۱/ سالانہ مع محصول ڈاک

معاونین کیلئے دس روپے عہ

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

اختر حسین منیجر علوی برقی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

[illegible]

[illegible]

گذارش

گذشتہ دو تین ماہ سے آسان حدیث کی جلد سوم اور ہفتم ختم ہو گئی تھیں۔ اور ہم کو امید نہ تھی کہ ان میں سے کوئی جلد مستقبل قریب میں تیار ہو سکے گی۔ لیکن ایک اہل خیر نے لِلّٰہ کی امداد عطا فرما کر ہماری مشکل کو ایک حد تک حل کر دیا۔ اب انشاء اللہ جلد ہفتم وسط جنوری تک تیار ہو جائے گی۔ ناظرین ان صاحب خیر کے لئے دعا فرمائیں۔ جناب محمد ہاشم صاحب چاندور نے دو نئے خریدار بنائے ہیں اللہ تعالےٰ موصوف کو جزائے خیر دے۔ (م۔ صدیقی)

آسان حدیث جلد اوّل۔ دوم، سوم زیر طبع، چہارم، پنجم، ششم، ہفتم زیر طبع ہشتم، نہم۔ ۱۲؍ ۱۲؍ ۱۲؍ ۱۲؍ طب نبوی:۔ اس کتاب میں مسنون علاج اور ادویہ کا بیان ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں قیمت ۱۲؍ عہ؍

آسان فقہ حصہ اوّل: جس میں نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قربانی، عقیقہ وغیرہ کے مستند اور مفصل مسائل درج ہیں قیمت ۱۵؍

آسان فقہ حصہ دوم: جس میں نکاح، طلاق، عدت، مہر اور شرکت وغیرہ کے مستند اور مفصل مسائل درج ہیں ۹؍

مصیبت کے بعد راحت، رسالہ دافع الافلاس، مسنون نمازیں ۵؍ ۴؍ { محصول ڈاک علاوہ }

مہتمم آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۲۷۳۷:۔ عمرو بن علیسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس نیت سے مسجد بنائے کہ اس میں اللہ کا ذکر (اور عبادت) کی جائے تو اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے اور جو کوئی مسلمان غلام کو آزاد کردے۔ تو وہ آزاد کرنا اس کے لئے دوزخ کا فدیہ اور بدلہ ہوجائے گا یعنی وہ دوزخ سے نجات پائیگا۔ اور جو کوئی اللہ کی راہ میں بوڑھا ہوجائے۔ یعنی عمر بھر جہاد میں لگا رہے یا حج پر حج کرتا رہے یا علم دین اور دین کی تبلیغ میں عمر بھر لگا رہے تو ایسا بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوجائے گا یعنی اس دن کی تاریکیوں اور ہولناکیوں سے وہ نجات پائے گا۔ اس کو شرح السنۃ میں روایت کیا ہے۔

۲۷۳۸:۔ ثابت بن ضحاک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اسلام کے علاوہ اور کسی دین پر جھوٹی قسم کھائے تو بس وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا ہو۔ اور آدمی پر اس چیز کی نذر ماننے میں جس کا وہ مالک نہیں ہے نذر کا پورا کرنا لازم نہیں ہے۔ اور جو کوئی دنیا میں اپنی جان کو کسی چیز کے ذریعہ سے ہلاک کریگا تو قیامت کے دن وہ اسی چیز کے

ذریعہ سے عذاب کیا جائیگا۔ اور جو کوئی کسی مسلمان پر لعنت کرے تو وہ اس کے قتل کرنے کے مانند ہے اور جو کوئی کسی مسلمان پر کافر ہونے کی تہمت لگائے تو وہ (بھی) اسکو قتل کرنے کے مانند ہے۔ اور جو کوئی جھوٹا دعویٰ اس لئے کرے کہ اپنا مال دولت بڑھائے تو اللہ اس کے مال میں زیادتی کے بجائے کمی میں اور زیادتی کردیگا۔ متفق علیہ مشکوٰۃ باب الایمان والنذر۔

توضیح:۔ غیر دین اسلام پر قسم کھانے کی مثال یہ ہے کہ کوئی یوں قسم کھائے کہ اگر اس نے فلاں کا کام کیا ہو تو وہ یہودی ہے یا بت پرست ہے یا آفتاب پرست ہے یا آتش پرست ہے۔ دراں حالیکہ اس نے قسم غلط کھائی ہو اور وہ کام کیا ہو جسکا نہ کرنا باور کرانا چاہتا ہو یا بعد قسم کے اس کام کو کیا ہو تو ایسی صورت میں وہ آدمی اسی دین کا ہو جائے گا یعنی اسلام سے خارج ہوجائیگا اس کو توبہ کرکے دوبارہ ایمان لانا چاہئیے یہ تو اس حدیث کا مطلب ہے لیکن دوسری احادیث کی وجہ سے مسئلہ یہ ہے کہ اگر اسکا عقیدہ اسلام اور ایمان کے خلاف نہ ہو ہو تو کافر تو نہ ہوگا لیکن توبہ استغفار بہ ہر حال اسکو کرنا چاہئیے اور غیر ملکیتی چیز کی نذر ماننے کی یہ مثال ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی

مکان کے متعلق کہے کہ اگر فلاں مریض صحت یاب ہو جائے گا تو میں اس مکان کو وقف فی سبیل اللہ کر دوں گا۔ تو ایسی نذر کا پورا کرنا لازم نہ ہوگا۔ اگرچہ قسم کھانے کے بعد وہ اس مکان کا مالک بھی ہوجائے۔ اس لئے کہ بوقت قسم جبکہ وہ مکان اس کی ملکیت میں نہ تھا تو نذر کا تعلق اس مکان سے پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

(حکومت نہ مانگنا اور قسم توڑنے کی اجازت)

۲۷۳۹ :۔ عبد الرحمٰن بن سمرہ رضؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد الرحمٰن حاکم بننے کی استدعا اور مانگ مت کرنا اس لئے کہ اگر مانگنے پر تجھے وہ حکومت ملے گی تو تو اس حکومت کو سونپا اور سپرد کر دیا جائے گا۔ یعنی اگر تیری خواہش کے بغیر حکومت تجھ کو دی جائے (اور پھر تو اسے قبول کریگا) تو (اللہ کی طرف سے) تیری مدد کی جائے گی۔ اور جب تو نے کسی بات کی قسم کھالی ہو اور پھر تجھے اس بات کے خلاف بات میں بھلائی اور بہتری نظر آئے تو تجھے بہتر بات کو ہی اختیار کرنا چاہیئے (اور ایسی صورت میں قسم توڑ دینا چاہیئے اور قسم توڑنے کے بعد) اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دینا چاہیئے۔ متفق علیہ مشکوٰۃ باب الایمان والنذور۔

توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ حکومت کرنا بہت ذمہ داری کی چیز ہے

بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو حکومت کرنے کے پورے حقوق اور فرائض انجام دے سکیں۔ اور حقوقِ حکومت ادا نہ کرنے کی صورت میں خدا تعالےٰ کے یہاں پکڑ ہوگی لہٰذا اس سے بچنا ہی مناسب ہے اور اگر کوئی شخص کوشش کرکے حاکم بنیگا تو اس کو اپنی اس جرأت کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا اس طرح کہ اللہ کی مدد اس کے شامل حال نہ ہوگی۔ اور جو کوئی بلا خواہش کے حاکم بنا دیا جائیگا اس کی مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جائے گی کیونکہ اس نے حکومت کی ذمہ داری اس نے مانگی نہ تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مدد اسکے شامل حال ہوگی اور اس کا دل و دماغ خدا تعالیٰ کی رہبری سے کام کرے گا۔ مسئلہ فقہ کا بھی یہی ہے کہ جو آدمی حکومت کے کسی عہدہ کا خواہشمند ہو اسکو وہ عہدہ نہ دیا جائے کیونکہ اس عہدہ کی خواہش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس عہدہ کی ذمہ داریوں کی اہمیت سے یا تو ناواقف ہے یا لاپرواہ ہے البتہ ایسی صورت میں جبکہ کسی نا اہل شخص کے کسی عہدہ پر مقرر کئے جانیکا خطرہ ہو تو پھر اہلیت والے شخص کو درخواست کرنا جائز ہو جاتا ہے اور قسم کیخلاف بہتر بات کرنے کے لئے قسم توڑنے کی مثال اس طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ مثلاً کسی نے اس طرح قسم کھائی ہو کہ وہ ماں باپ کی خدمت

نہیں کرے گا۔ لیکن بہتر اور ضروری بات یہ ہے کہ ماں باپ کی خدمت کی جائے لہذا اُسے قسم اوّل توڑنا یعنی ماں باپ کی خدمت کا کوئی کام کرنا چاہیئے پھر اس کے بعد قسم توڑنے کا کفّارہ ادا کر دینا چاہیئے۔ اور کفارہ یہ ہے کہ یا تو دس مسکینوں کو غلہ گندم فی مسکین ایک سو ترپن تولہ دے۔ یا دس مسکینوں کو کپڑا دے۔ فی مسکین ایک چادر اور ایک تہمد۔ اور اگر اتنی گنجائش اس میں نہ ہو تو کفارہ قسم کی نیت سے تین دن تک لگاتار بلا ناغہ کئے ہوئے مسلسل تین روزے رکھے

(قسم صرف اللہ ہی کی کھانی چاہیئے)

۲۷۴۰ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے باپوں اور ماؤں اور بتوں کی قسم نہ کھایا کرو اور اللہ کی قسم بھی جب ہی کھاؤ کہ تم سچے ہو اسکو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ مشکوۃ باب الایمان والنذور

(اسلام سے پھر جانیوالے لوگ)

۲۷۴۱ :- ابو سعید خدری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عن قریب میری امت میں اختلاف اور آپس کا تفرقہ پڑ جائے گا۔ ایک ایسا گروہ ہوگا کہ باتیں اچھی کہیگا لیکن افعال بُرے کرے گا۔ قرآن پڑھے گا تو ایسا کہ گلے سے آگے نہ بڑھیگا (یعنی اس کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی پرواہ نہ ہوگی) دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار کے اندر سے

تیر پار نکل جاتا ہے۔ یعنی امام کی اطاعت سے باہر ہو جائیں گے وہ دین کی طرف پھر واپس نہ آئیں گے یہاں تک کہ نکلا ہوا تیر پھر واپس نہ آئے یعنی دین پر لوٹ کر پھر نہیں آئیں گے۔ ایسے لوگ اللہ کے نزدیک، انسان اور حیوان میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ جو کوئی آدمی (حاکم وقت کی اجازت سے) ان کو قتل کرے گا اور ان کے ہاتھوں سے قتل ہو جائیگا اس کے لئے خوشخبری ہے (ان لوگوں کا طریقہ یہ ہوگا کہ) وہ لوگوں کو اللہ کی کتاب کے ظاہر پر بلائیں گے اور سنت رسول اللہ اور حدیث کو چھوڑ دیں گے (جو کہ اللہ کی کتاب کی وضاحت اور شرح کرتی ہے) وہ ہم میں یعنی مسلمانوں میں شمار نہ ہوں گے ان کو قتل کرنے والا آدمی اللہ کے بہت قریب ہوگا یعنی اسکو بلند مرتبہ حاصل ہوگا صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ان لوگوں کی کیا پہچان ہوگی فرمایا کہ سر منڈانا اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے مشکوۃ باب قتل اہل الردۃ۔

(شرابی کی سزا)

۲۴۴۳ : ۔ عبدالرحمٰن بن ازہر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں جبکہ آپکے پاس شراب پینے والے کو لایا گیا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اسکو مارو تو بعض لوگ اس کو جوتوں سے مار رہے تھے

اور بعض لکڑی سے اور بعض کھجور کی ٹہنیوں سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے مٹی اٹھا کر اس کے منہہ کی طرف پھینک دی۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے باب حد الخمر مشکوۃ

تشریح:۔ نبی علیہ السلام کا اس کے منہہ پر مٹی پھینکنا اسکی حقارت کے لئے تھا تاکہ اسے عبرت ہو اور آئندہ شراب سے باز رہے۔

۲۷۴۳:۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شراب پی لیتا ہے (اور جلد توبہ نہیں کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا ہے پھر اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ پھر اگر وہ دوبارہ شراب پی لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا ہے اور اگر وہ دوبارہ سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے پھر اگر وہ تیسری بار شراب پیتا ہے تو پھر چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے اور سچی توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ پھر اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے پھر اگر وہ چوتھی بار شراب پیتا ہے تو پھر چالیس روز تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا ہے۔ پھر اگر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرتا ہے۔ اور اس کو

آخرت میں دوزخی لوگوں کے جسم سے نکل کر بہنے والے خون اور پیپ میں سے پلائے گا۔ اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب بیان الخمر ووعید شاربہا۔

توضیح :۔ نماز نہ قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھنے کا ثواب اسکو نہیں ملیگا۔ البتہ فرض ساقط ہو جائیگا۔ حدیث میں صرف نماز قبول نہ ہونے کا ذکر ہے باقی عبادتوں کا ذکر نہیں ہے کہ مثلاً روزہ خیرات زکوٰۃ وغیرہ وہ قبول ہونگی یا نہیں تو ظاہر تو یہی ہے کہ کوئی بھی عبادت قبول نہ ہوگی کیونکہ نماز جو کہ سب سے اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے جب وہی قبول نہ ہوگی تو کم درجہ کی عبادتیں تو ضرور ہی نامقبول ہونگی اور چوتھی بار توبہ قبول نہ ہونے کا ارشاد تنبیہہ کی غرض سے معلوم ہوتا ہے ورنہ دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو آدمی دن بھر میں ستر بار گناہ کرے اور ہر بار سچی توبہ کرتا رہا ہو تو وہ گناہ پر مصر شمار نہ ہوگا اور سچی توبہ یہ ہے کہ انسان سرزد ہو جانے والے گناہ پر پشیمان ہوتے ہوئے معافی مانگے اور دل میں یہ مضبوط ارادہ ہو کہ پھر آیندہ اس گناہ سے باز رہیگا۔

۲۷۴۴ :۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے شراب پینے اور جوا کھیلنے اور شطرنج وغیرہ کے کھیل اور

طبلہ وغیرہ کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز (خواہ اس کا نام شراب ہو یا اور کچھ ہو) حرام ہے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب بیان الخمر و وعید شاربہا۔

۲۷۴۵ :۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نجات پاکر جو لوگ پہلے جنت میں داخل ہونگے انکے ساتھ) جنت میں وہ داخل نہ ہوگا جو ماں باپ کا نافرماں بردار ہو یعنی جو انکے جائز حکم کی تعمیل نہ کرتا ہو۔ اور نہ جوا کھیلنے والا اور احسان جتلانے والا۔ یعنی وہ شخص جو کسی پر احسان کرے یا کسیکو صدقہ خیرات وغیرہ دے اور پھر اسکو اپنا احسان کرنا یاد دلاتا رہے۔ اور نہ وہ جو ہمیشہ شراب پیتا ہو۔ اسکو دارمی نے روایت کیا ہے مشکوٰۃ باب بیان الخمر و وعید ہا۔

(پہلے مرحلہ میں)

توضیح :۔ جوا کھیلنا بہت سے طریقوں سے ہو سکتا ہے مثلاً مثلاً عمر وغیرہ کا بیمہ یا لاٹری کا ٹکٹ۔ یا ریس کا ٹکٹ خریدنا یا مثلاً بھاگنے یا تیر اندازی وغیرہ کا مقابلہ اس شرط کے ساتھ کہ ہارنے والا جیتنے والے کو طے شدہ رقم یا کوئی شئے دیگا۔ یا معموں کے حل مروجہ میں شرکت کرنا یا چھ آنہ وغیرہ میں بہ شرط فروختگی مقررہ ٹکٹ کی تعداد کے کوئی چیز خریدنا وغیرہ یہ سب چیزیں جوے میں شامل ہیں

بعض چیز شروع سے جوا ہے اور بعض انجام میں جوا ہو جاتی ہے

۲۷۴۶ :- ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہان کے لئے رحمت کا سبب بنا کر بھیجا اور تمام جہان کے لئے مجھے رہنمائی کا سبب بنا کر بھیجا اور میرے پروردگار عزت و بزرگی والے نے مجھے حکم دیا کہ میں باجوں اور مزامیر کو مٹا دوں (جیسے کہ ڈھول - ڈھولکی - نقارہ - تاشہ - طبلہ - طنبور - سارنگی - ستار وغیرہ) اور بتوں کو اور سولیوں کو (یعنی صلیب یا سولی جو عیسائی لوگوں کے خیال میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیگئی تھی اور یادگار کے طور پر وہ لوگ ویسی بنا کر اپنے پاس رکھا کرتے ہیں) اور یہ کہ میں جاہلیت کے زمانہ کی (خلاف شرع) رسموں کو مٹا دوں اور میرے پروردگار عزت و بزرگی والے نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی بھی ایسا بندہ نہ ہوگا کہ اس نے شراب کا ایک بھی گھونٹ پیا ہو اور میں اسکو اتنی ہی پیپ دوزخیوں کی نہ پلاؤں اور ایسا بھی کوئی بندہ نہ ہوگا کہ اس نے میرے ڈر کیوجہ سے شراب پینا چھوڑ دیا ہو اور میں اسکو پاکیزہ حوضوں میں سے نہ پلاؤں (یعنی شراب طہور) اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے مشکوٰۃ باب بیان الخمر و وعید شاربہا :- توضیح :- حدیث میں ہے جو

(مزامیر اور باجوں وغیرہ کا حرام ہونا)

اللہ کے ڈر سے شراب چھوڑ دیگا اللہ تعالیٰ اسکو آخرت میں شراب طہور پلائے گا۔ یہاں پر یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ شراب پینے کی ممانعت بھی فرمائی گئی ہے اور آخرت میں پلائے جانیکا بھی ارشاد ہے وجہ یہ ہے کہ جس شراب کو منع کیا گیا ہے اسکا نام عربی میں خمر ہے۔ اور شراب طہور جو جنت کے لوگوں کو پلائی جائیگی اسکا یہ نام عربی ہی اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ اس کے لئے اردو میں کوئی علیحدہ لفظ نہیں ہے۔ اس لئے سمجھ لینا چاہیئے کہ خمر (شراب) اور شراب طہور دونوں ایک چیز نہیں ہیں اور اس حدیث سے ہر قسم کے باجوں کا حرام ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

(خدا اور رسول اور حاکم کی اطاعت)

۲۷۴۷:- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری فرماں برداری کرے تو بیشک اُس نے اللہ کی فرماں برداری کی اور جس نے میری فرماں برداری نہ کی تو بیشک اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر (حاکم) کی اطاعت کی تو (گویا) اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی تو اس نے میری نافرمانی کی، اور سوائے اس کے نہیں کہ امیر (یا خلیفہ) سپر اور ڈھال کے مانند ہے کہ جس طرح ڈھال کی آڑ لیکر لڑائی کیجاتی ہے (اور اس کے ذریعہ سے جسم کو زخمی ہونیسے

بچایا جاتا ہے۔ اسی طرح رعایا پر آنیوالی آفتیں اور مصیبتیں حاکم وقت جھیلتا ہے اور رعایا کو بچاتا ہے چنانچہ امام ہی کے ذریعہ سے بچاؤ کیا جاتا ہے پس اگر حاکم اللہ کے ڈر اور انصاف کیساتھ حکومت کرتا ہے تو اس کے سبب سے اس کے لئے بہت بڑا اجر اور ثواب ہے۔ اور اگر وہ اس طرح سے خلاف حکومت کرے تو ایسی حکومت کے سبب سے اس پر گناہ ہے۔ اسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء

۲۷۴۸:- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایسا ہوتا تھا کہ انکے انبیا اُن کو ادب سکھایا کرتے تھے۔ اور جب کوئی نبی وفات پاتا تھا تو اس کا جانشین دوسرا نبی ہو جاتا تھا۔ اور میرا حال یہ ہے کہ میرے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا (ہاں) میرے بعد امیر (حاکم) ہوں گے اور بہت کثرت سے ہوں گے تو صحابہ نے پوچھا کہ تو ہمکو آپ کیا حکم فرماتے ہیں (یعنی ظالم غیر ظالم اور آپسمیں فتنہ واختلاف اور فساد کرنے والے غرضکہ جب بہت سے امیر ہوں گے تو اسوقت ہر قسم کے امیر ہوں گے تو پھر ہمکو کیا کرنا چاہئے) تو فرمایا کہ سب سے پہلے حاکم کی پوری پوری وفاداری کرنا پھر اس کے بعد جو حاکم ہو اُس کی بھی پوری وفاداری کرنا اسی طرح

(حاکم کی اطاعت)

بیٹے کے بعد و بگڑے ہونے والے حاکم کی وفاداری کرتے رہنا (یعنی اگر ایک حاکم کی موجودگی میں کوئی دوسرا حکومت کا دعویدار ہو تو تم پہلے حاکم کی ہی وفاداری کرنا) اور ان حاکموں کو ان کا حق دیتے رہنا یعنی حق وفاداری ادا کرنا اگرچہ وہ تمہارا حق ادا نہ کریں اور انصاف اور تمہاری بہبودی کے کاموں سے لاپرواہ بھی ہو جائیں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے رعایا کے حقوق کے بارے میں جواب طلب فرمائیگا ۔ بخاری و مسلم ۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء

۲۷۴۹ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر تم اسکو پاؤ گے جو اس امر میں (یعنی حاکم بننے میں) سب سے زیادہ شدت کے ساتھ کراہیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس میں داخل ہو جائے (یعنی جب وہ حاکم بننا قبول کر لیگا تو سب سے بہتر آدمی نہ رہیگا) بخاری و مسلم ۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء

(جو حکومت پسند نہ کرے وہ بہتر آدمی ہے)

۲۷۵۰ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سرداروں کے لئے مصیبت ہے چودھریوں کے لئے مصیبت ہے امینوں کے لئے مصیبت ہے ۔ بہت سی قومیں قیامت کے دن آرزو کرینگی کہ دنیا میں انکو پیشانی کے بالوں کے ساتھ (ستارہ) ثریا کے ساتھ لٹکا دیا جاتا ہے کہ وہ لٹکے ہوئے ہلتے رہتے یعنی زمین اور آسمان کی درمیان میں اور یہ (آرزو کرینگے) کہ کاش دن کو حاکم بنا کر) انکے ذمہ کام نہ سونپا جاتا

(حکومت کرنا بڑی ذمہ داری ہے)

یعنی بحیثیت حاکم ہونے کے۔ اسکو شرح السنۃ میں روایت کیا ہے
مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء **توضیح** :۔ ثریا ایک ستارہ کا نام ہے جو
آسمان پر باریک ستاروں کا ایک گچھا سا ہوتا ہے اس ستارہ میں ایسی
روشنی نہیں ہوتی جیسی اور ستاروں میں ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ
اگرچہ منصب حاکم کی بہت فضیلت آئی ہے لیکن حکومت انصاف
کے ساتھ کرنا بہت دشوار کام ہے حقدار کو پورا پورا حق دلانا لوگوں کو
حق تلفیوں سے محفوظ رکھنا۔ رعایا کے دکھ درد کے انسداد کا بندوبست
کرنا ان میں سے کسی چیز میں بھی اگر تھوڑی سی غفلت ہو تو حاکم خدا تعالیٰ
کی گرفت میں آجاتا ہے چنانچہ حاکم لوگوں سے قیامت میں بازپرس
ہوگی تو اس وقت ان کو صحیح اندازہ ہوگا کہ حکومت کس قدر
ذمہ داری کی چیز ہے۔ اور وہ یہ آرزو کریں گے کہ ہم حاکم نہ ہوتے تو
کس قدر اچھا ہوتا۔ اور ثریا میں لٹکایا جانا اسکا مطلب یہ معلوم
ہوتا ہے کہ کسی جگہ کسیکو ایسے طور پر لٹکایا جانا کہ عوام اس کو دیکھیں
اسکی ذلت اور رسوائی کا موجب ہوتا ہے تو قیامت کے دن حاکموں
کی جیسی ذلت اور رسوائی ہوگی اس کے مقابلہ میں وہ یہ ارمان اور
آرزو کریں گے کہ ثریا پر لٹکایا جانا جسکو تمام دنیا کے لوگ دیکھتے وہ
اس رسوائی سے بہتر ہوتا۔

REGD NO. J303
رجسٹرڈ نمبر ۳۰۳

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً

نمبر ۱۲

ماہ فروری سنہ ۱۹۵۶ء

آسان حدیث

مترجمہ جناب مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی)
رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول :- حاجی محمد خاں (منشی فاضل)

ترسیل زر و خط وکتابت کا پتہ
مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

مقامی بیرونی سالانہ مع محصول ڈاک
معاونین کے لئے دس روپے ۱۲ عہ

وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ

اختر حسین منیجر علوی پریس بھوپال کی نگرانی میں چھپا

گذارش: - بحمدہ تعالیٰ زیرِ نظر رسالہ کیساتھ جلد دہم مکمل ہو رہی ہے اب ماہ مارچ سے انشاء اللہ جلد یازدہم کا آغاز ہوگا - ان دس جلدوں میں عام دلچسپی اور ضرورت کی تقریباً تمام احادیث آچکی ہیں - لہٰذا اب ایسی احادیث پیش کرنا بہت مشکل ہے جو اپنے معنیٰ اور مفہوم کے لحاظ سے ان دس جلدوں میں نہ آچکی ہوں - جہاں تک فنِ حدیث کا تعلق ہے راویوں کی تبدیلی یا بعض الفاظ کے معمولی سے اختلاف سے ہر حدیث علیحدہ ہی مانی جاتی ہے، لیکن ہمارے رسالہ کا معاملہ جدا ہے - یہاں یہ التزام بہ حدِ امکان رکھا جاتا ہے کہ کوئی باعتبار معنیٰ حدیث مکرر نہ آئے اور نہ وہ احادیث ہوں جنکا تعلق اختلافی مسائل سے ہے اب اس رسالہ کے لیے آئندہ یا تو مکررات اور غیر مکررات کے سوال کو نظر انداز کر کے احادیث کسی مجموعہ میں سے انتخاب کیا جائے جو ان دس جلدوں میں جمع ہوا ہے - اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان دس جلدوں کی پوری احادیث ناظرین کو حفظ یاد نہ ہونگی - اور نئے خریدار تو ان کو پہلی ہی بار دیکھیں گے - دوسری صورت یہ ہے کہ اس نہج اور طریقہ سے ہٹ کر دوسرے مضامین شائع کئے جائیں - لیکن اس میں ناظرین کی دلچسپی ختم ہونیکا خطرہ ہے اور اس طرح رسالہ کا اصل مقصد کہ تھوڑی تھوڑی احادیث شائع کر کے ہمارے کاروباری اور مصروف ناظرین کے لئے آنحضرت صلعم کے ارشادات سے حقیقی اسلامی روح جاننے کیواسطے مواد فراہم کیا جائے، حاصل نہ ہوگا -

اب یہ اہم مسئلہ ادارہ کے سامنے ہے اور جلد فیصلہ کر کے عمل کرنا ہے اگر اس سلسلہ میں آپ صاحبان اپنے قیمتی مشورے سے مستفید فرمائیں تو اس پر غور کر کے بڑی خوشی ہوگی -

س - صدیقی

شکریہ: - اس ماہ میں جناب نصور علی صاحب کانپور نے ۵ جناب روشن دین صاحب ہوٹل بلڈنگ بمبئی نے ۶ خریدار سال فرمائے ہیں جناب خلیل احمد صاحب پروپرائٹر میور مل کمپنی کانپور نے تقریباً ۲۰ خریداروں کا چندہ ارسال فرمایا ہے (کانپور کے اور حضرات بھی موصوف کی ذریعہ چندہ ارسال فرما سکتے ہیں) جناب محمد فاروق صاحب کراچی نے ۹ خریدار اور ضیاء الاسلام صاحب جین پوری نے ۳ خریدار عمر دراز صاحب کیلانی نے ۳ خریدار بنائے ہیں ایک صاحب نے سورت سے ۳ خریداران کا چندہ ارسال فرمایا ہے اور نام شائع کرنیکی ممانعت کی ہے - جناب اسماعیل علی باپو صاحب نے ۶ بطور عطیہ ارسال فرمایا ہے - اللہ تعالیٰ ان حضرات کو

ز - صدیقی -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۵۷۲ :- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جنگل میں رہتا ہے وہ جاہل ہو جاتا ہے اور جو شخص شکار کے پیچھے لگجاتا ہے وہ غافل ہو جاتا ہے اور جو بادشاہ کے پاس جاتا ہے (بہت جاتا رہتا ہے) وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جو کوئی بادشاہ کی حضوری میں بہت رہتا ہے وہ فتنہ میں پھنسا دیا جاتا ہے اور جو کوئی بادشاہ سے نزدیکی حاصل کرنے میں ترقی کرے گا وہ اللہ سے دور ہونے میں اتنی ہی ترقی کریگا۔

توضیح :- گاؤں میں رہنے والا جاہل اس وجہ سے ہو جاتا ہے کہ اسکو علماء اور نیک لوگوں کی صحبت حاصل نہیں ہوتی ہے اور جو کوئی ہمیشہ شکار کے شغل میں رہتا ہے وہ بے رحم ہونیکے علاوہ اللہ کے احکام کی تعمیل سے قاصر رہتا ہے اور عبادت اور نماز باجماعت سے اور جمعہ وغیرہ سے غافل اور لاپرواہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اسکا وہ شوق اور دلچسپی دین کے کاموں سے ہی نہیں بلکہ دنیا کے کاروبار سے بھی اسکو غافل اور لاپرواہ کر دیتی ہے۔

لیکن کبھی کبھی یا معاش کی ضرورت کے بقدر شکار کرنا جائز ہے چنانچہ خود نبی علیہ السلام نے تو کبھی شکار نہیں مارا لیکن صحابہ شکار کرتے تھے لیکن وہ اس حد میں نہیں ہوتا تھا کہ عبادت وغیرہ میں کوتاہی ہو تو حضور ان لوگوں کو منع بھی نہیں فرماتے تھے۔ اور بادشاہ کے پاس اپنی حاجت کے لئے جانا برا نہیں ہے لیکن خوشامد کے لئے وہاں حاضر رہنا فتنہ کا باعث یقیناً ہو جاتا ہے اس لئے کہ جب کسی کا زیادہ وقت بادشاہ کی حضوری میں گزریگا تو اسکو بادشاہ کی ظلم زیادتی یا انصافیاں بھی دیکھنے میں آئینگی لہذا اس پر لازم ہوگا کہ انھیں روکے اور ان پر اعتراض کرے ایسا نہ کریگا تو گنہگار رہوگا۔ اور اگر کریگا تو بادشاہ کے عتاب میں آئیگا

۲۷۵۳ :۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر تین چیزوں کا ڈر ہے۔ (کہ انکی وجہ سے گمراہی میں پڑ جائیں) ایک تو بارش مانگنا چاند کی منازل سے (جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ چاند جب فلاں منزل میں داخل ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے بارش ہوتی ہے حالانکہ ایسا خیال غلط ہے) اور دوسری چیز بادشاہ کا ظلم کرنا۔ اور تیسری چیز تقدیر کا جھٹلانا (جیسا کہ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ

(مسند احمد، طبرانی کبیر)

تقدیر کوئی چیز نہیں ہے بلکہ ہر چیز کے بنانے بگاڑنے کا انسان کو اختیار ہے جیسا وہ چاہے کر سکتا ہے۔ تقدیر کے لکھے ہوئے کے خلاف بھی اگر وہ چاہے تو کر سکتا ہے۔) مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء۔

۲۷۵۳:۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ دن تک روزانہ یہ فرماتے رہے کہ اے ابوذر جو کچھ تجھ سے کہا جائیگا اسکو اچھی طرح سمجھ لینا پھر جب ساتواں دن ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھکو اللہ کے ساتھ پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں۔ باطن میں بھی اور ظاہر میں بھی یعنی ظاہری اور باطنی ہر ہر معاملہ میں اللہ کا ڈر پیش نظر رکھنا۔ اور جب تو کوئی یعنی گناہ کی بات کر بیٹھے تو پھر تو کوئی نیک اور اچھا کام بھی کر لینا (کیونکہ نیکیاں کرنے سے برائیاں مٹ جاتی ہیں) اور تو کسی سے کوئی چیز ہرگز نہ مانگنا (یہاں تک کہ تو سواری کے جانور پر ہو اور تیرا کوڑا یعنی ہنٹر ہاتھ سے گر پڑا ہو) تو اسکو اٹھا کر دینے کے لیے بھی کسی سے سوال نہ کرنا اور کسی کی امانت اپنے قبضے میں نہ لینا۔ اور دو آدمیوں کے درمیان میں کوئی تصفیہ یا حکم نہ دینا۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء۔ ([illegible])

۲۷۵۴:۔ یحییٰ بن ہاشم نے ابو اسحٰق کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح کے تم ہو جاؤ گے اسی طرح کے تمہارے اوپر ([illegible]) جیسے اعمال ایسے ہی ہونگے

حاکم مقرر کر دیئے جائینگے۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء۔

توضیح:۔ اس حدیث کا مطلب دو طرح سمجھا جا سکتا ہے ایک یہ کہ اگر تم اچھے عمل کرو گے تو تم پر اچھے حاکم مقرر ہونگے اور برے عمل کرو گے تو برے حاکم تم پر مقرر کئے جائینگے یعنی تمہارے حکام اعمال کی تاثیر کا نتیجہ ہونگے۔ اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ حاکم تم میں سے ہی کسی کو مقرر کیا جائیگا اس لئے اگر تمہارے اعمال اچھے ہونگے اور تم میں سے ہی حاکم بنیگا تو یقیناً حاکم بھی اچھا ہوگا۔ اور اگر تمہارے اعمال برے ہونگے اور تم ہی میں سے اصولاً حاکم بنایا جائے گا تو وہ حاکم یقیناً برا ہوگا۔

۲۲۵۵:۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں ہی اللہ ہوں اور کوئی بھی عبادت کئے جانیکے لائق نہیں ہے مگر میں ہی ہوں بادشاہوں کا مالک اور سب بادشاہوں کا بادشاہ تمام بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ اور اختیار میں ہیں اور یقیناً بندے یعنی اکثر بندے جب میری اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے تو میں ان کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے دلوں کو شفقت اور رحمت کیطرف انکے لئے پھیر دونگا اور جب اکثر بندے نافرمانی کرنے پر آجائینگے تو میں انکے بادشاہوں فرمانرواؤں کے دلوں کو خفگی اور عذاب کی طرف انکے لئے پھیر دوں گا۔

(رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ)

پھر وہ ان کو بہت سخت عذاب پہنچا دینگے۔ پس تم اپنے آپ کو انکی بد دعاؤں کے لئے مشغول نہ کرنا۔ بلکہ اپنے دلوں کو میری یاد اور میرے سامنے عاجزی کرنے میں مشغول کر دینا تاکہ میری رحمت حاکموں کی ظلم و زیادتی کو مٹا دے۔ اسکو ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء۔ توضیح :- حدیث مندرجہ حدیث قدسی ہے یعنی اسکا سب مضمون اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے ادا کرایا گیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کی بد اعمالیوں کی وجہ سے حکام کی ظلم زیادتیاں ہوتی ہیں اور منصف مزاج ہمدرد اور شفقت والے حکام اس وقت ہونگے جبکہ رعایا نیک ہوگی۔ نیک اعمال سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے احکام کی تابعداری کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظالم حاکموں پر بددعا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ ان پر بددعا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ فائدہ اس میں ہے کہ انکے دلوں میں نرمی مہربانی اور انصاف پیدا ہو جائے۔ اور ایسا جب ہوگا جب اللہ ہی انکے دلوں کو اس طرف پھیرے۔ اور اللہ جب ایسا کریگا جب اسکی تابعداری کی جائے اور اس کی نافرمانی اور حکمی سے توبہ اور معافی مانگی جائے۔

۲۷۵۶ :- عمرو بن مرہ رضہ سے روایت ہے کہ انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے

ظالم حکمرانوں

کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے
تھے کہ اللہ نے جس آدمی کو مسلمانوں کے معاملات کی کچھ بھی سربراہی
(اور ان پر سرداری) دی ہو اور پھر وہ انکی حاجتوں اور مقصد اور
محتاجگی کے انتظام کرنیکے مقابلہ میں پردہ میں رہنے لگے (یعنی ان کو
حاجات پیش کرنیکا ہی موقع نہ دے یا ٹال مٹول کرے) تو اللہ تعالے
بھی اس کی ذاتی حاجتوں اور مقصد اور محتاجگی کے معاملہ میں
پردہ میں ہو جائیگا (جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی تو
چونکہ وہ بھی مسلمانوں پر حاکم تھے اور انھوں نے اپنی ذمہ داری کا
احساس کیا) تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو صرف اس کام
پر مقرر کر دیا کہ وہ لوگوں کی حاجتوں کا انتظام کیا کرے۔ اسکو ابوداؤد
اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب ما علی الولاۃ من التیسیر

ترجمہ ۲ ۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ
اپنے ماتحت حکام کا تقرر کر کے کسی مقام پر بھیجتے تھے تو انکو یہ ہدایات
دیتے تھے کہ وہ حکام ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں (ترکی گھوڑا
قیمتی اور شاندار سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس پر سواری کرنے سے ایک قسم کا
تکبر معلوم ہوتا تھا اس لئے ممانعت فرماتے تھے) اور میدے یعنی بہت
باریک چھنے ہوئے آٹے کی روٹیاں نہ کھائیں اور باریک بنا ہوا کپڑا

نہ پہنیں دکیونکہ ان چیزوں سے عیش و آرام کی عادت اور شان تکبر کی نمائش ہوتی ہے) اور حاجتمند جو اپنی حاجتیں لیکر ان کے پاس جائیں ان کے لئے دروازے بند نہ کردیں۔ (پھر آپ ان سے یہ بھی فرماتے تھے کہ) اگر تم نے ان میں سے کوئی بھی بات کی تو پھر تم پر سزا اتر آئیگی۔ (یعنی دنیا کی بھی اور آخرت کی بھی) پھر ان کو مقام تعیناتی پر روانہ کردیتے تھے اور تھوڑی دور تک ان کے ساتھ ساتھ تشریف بھی لیجاتے تھے۔ اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب ما علی الولاۃ۔

توضیح:۔ حدیث میں ترکی گھوڑے کی سواری کی اجازت نہیں دی تھی اس لئے عربی گھوڑا جو اس بھی بڑھکر ہوتا ہو اس کی ممانعت بھی لازم آجاتی ہے۔

۲۷۵۸:۔ سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا اس میں ایک فریق مسلمان اور ایک فریق یہودی تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں غور کیا تو حقدار یہودی کو پایا چنانچہ انھوں نے یہودی کے حق میں ڈگری دیدی تو یہودی نے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے انصاف کیساتھ فیصلہ صادر کیا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو ایک کوڑا مارا اور کہا کہ تجھے یہ کس طرح معلوم ہوا کہ میں نے

منصفانہ فیصلہ کیا ہے تو یہودی نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے توراۃ میں (جو کہ یہودیوں کی مذہبی کتاب اور اللہ کی بھیجی ہوئی ہے) دیکھا ہے کہ کوئی حاکم ایسا نہیں ہوتا کہ وہ حق فیصلہ صادر کرتا ہو مگر اسکے داہنے اور بائیں طرف ایک ایک فرشتہ ہوتا ہے وہ دونوں فرشتے اسکا مضبوطی پر قائم رکھتے ہیں اور انصاف کی طرف اس کی رہبری کرتے رہتے ہیں جبتک کہ وہ حق اور انصاف کا حامی رہے۔ پھر جب وہ حاکم حق اور انصاف سے ہٹ جاتا ہے تو وہ فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور اسکا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اسکو امام مالک نے روایت کیا ہے مشکوٰۃ باب العمل فی القضاء۔

توضیح:۔ حضرت عمر کا یہودی کو کوڑا مارنا غصہ اور ناراضگی کے سبب سے نہ تھا اور نہ کسی شرعی جرم کی وجہ سے تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صرف ایک کوڑا مار دینا تو کافی نہ ہوتا بلکہ یہ مارنا بطور خوش طبعی کے معلوم ہوتا ہے اسکا مقصد ایذا جسمانی نہ تھی۔ اور یہودی کا یہ استدلال کہ عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ انصافی تھا مضمون حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مسلمان کے مقابلہ میں یہودی کے حق میں فیصلہ دینا ہی انصاف کی دلیل ہے اس لئے کہ اگر انصاف پیش نظر نہ ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ مسلمان کی بوجہ ہم مذہب ہونے کے طرفداری کر سکتے تھے۔

لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا تو اس عمل سے تورات کے مضمون کی مطابقت ہوئی کہ اُنکی نیت چونکہ انصاف کی تھی اس لئے فرشتوں کی امداد بھی یقیناً اُن کے شامل حال رہی۔ اور انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو انصاف پر مضبوطی مہیا کی ۔

٢٧٥٩ :۔ ابن موہب سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کے بیٹے سے کہا کہ تم قاضی ہو جاؤ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین مجھ (اس عہدہ سے) معافی دیجئے۔ کہا کہ تم اسکو کیوں ناپسند کرتے ہو حالانکہ تمھارے باپ (عمرؓ) تو حکم نافذ کیا کرتے تھے۔ ابن عمر نے کہا کہ میں اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی قاضی ہو اور انصاف کے ساتھ احکام دے اور برابر رہ جائے تو غنیمت بات ہے (یعنی اس خدمت کا آخرت میں ثواب بھی نہ ملے اور عذاب میں بھی مبتلا نہ ہو تو اسکو بہت غنیمت سمجھنا چاہیے کیونکہ حاکم کے ہاتھوں ظلم ہو جانا بہت ممکن ہے اس لئے محض عذاب سے بچ جانا ہی اس کی کامیابی ہے) جب ابن عمر نے یہ جواب دیا تو پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد اُن سے اصرار نہیں کیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب العمل فی القضاء والخوف منہ ۔

٢٧٦٠ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ

خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے کہا کہ میری قوم اس بات کو یقیناً جانتی ہے کہ (خلیفہ ہونے سے پہلے) میں جسقدر کمائی کر لیتا تھا وہ میرے اہل و عیال کے گزارہ کے لئے کسی طرح بھی ناکافی نہ تھی اور اب میں مسلمانوں کی خدمت کے کاموں کے لئے مشغول کر دیا گیا ہوں (اس لئے اپنے اس کاروبار کو جس سے کمائی حاصل کرتا انجام نہیں دے سکتا ہوں) اس لئے اب آیندہ ابو بکر کے اہل و عیال اس مال یعنی مسلمانوں کے قومی سرمایہ میں سے کھائیں گے۔ اور ابو بکر اب (اپنے لئے کمائی کرنے کے بجائے) مسلمانوں کے لئے کمائی کریگا۔ یعنی جو آمدنی آئیگی وہ مسلمانوں کا قومی سرمایہ ہوگا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔ باب رزق الولاۃ و عمالہم

توضیح:۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آخر انسان ہی تھے جو ضروریات زندگی اوروں کو پیش آتی ہیں ان کو بھی پیش آتی تھیں اس لئے انھوں نے بھی مختلف قسم کے معاش حلال کے ذرائع اختیار کر لئے تھے چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کپڑے کا بیوپار اور تجارت کرتے تھے اور جبتک خلیفہ ہوئے یہی تجارت کرتے رہے پھر جب خلیفہ ہو گئے تو تجارت کے لئے وقت ہی نہیں ملتا تھا اس لئے اسکو ترک کر دیا تھا۔ اور صحابہ کو اطلاع کر دی تھی کہ اب آیندہ میرے اہل و عیال کی گذر بسر کا دار و مدار مسلمانوں کے قومی سرمایہ پر رہیگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلہ کی تجارت کرتے تھے

اور عثمان رضی اللہ عنہ کپڑے اور کھجوروں اور چیزوں کی تجارت کیا کرتے تھے اور حضرت عباس عطر کی تجارت کرتے تھے۔

۲۷۶۱ :- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے پر اور رشوت دینے والے پر لعنت کی ہے۔ اور ایک روایت میں رشوت دلانے والے پر بھی لعنت ہونا آیا ہے اسکو ابو داؤد۔ ابن ماجہ اور ترمذی اور امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ باب رزق الولاۃ و ہدایاہم۔ توضیح :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشوت لینے والا اور دینے والا اور دلانے والا سب گنہگار ہیں۔ لیکن بہ لحاظ مسئلہ اسکی تفصیل اس طرح ہے کہ حق کو باطل کرنے کیلئے یا باطل کو حق کرنے کیلئے جو رشوت دی جائیگی اس میں مذکورہ بالا تینوں آدمی گنہگار ہوں گے لیکن حق کو حق کرنے کے لئے یا باطل کو باطل کرنے کیلئے۔ یا ناانصافی سے بچنے کے لئے جو رشوت دیجائیگی اس رشوت میں صرف لینے والا گنہگار ہوگا اور دلانے والا اگر رشوت لینے والے کی حمایت میں ہو تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔ اور اگر اسکی نیت بھی ناانصافی دفع کرنے کی ہوگی تو وہ بھی گنہگار نہ ہوگا۔ (رشوت لینے دینے اور دلانے والے پر لعنت)

۲۷۶۲ :- عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس اس پیغام کے ساتھ ایک آدمی (تنخواہ لینا وغیرہ)

بھیجا کہ میں اپنے ہتھیار اور کپڑوں سے تیار ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ چنانچہ میں حاضر ہو گیا۔ اس وقت آپ وضو کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ اے عمرو میں نے تجھکو اس لئے بلایا ہے کہ تجھکو حاکم بنا کر ایک جگہ بھیجوں جہاں پر اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی اور غنیمت بھی دیگا اور میں تجھکو کچھ مال دونگا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنا وطن مال و دولت کے لئے نہیں چھوڑا ہے اور میرا ترک وطن اور گھر چھوڑنا اور ایمان لانا اللہ اور اسکے رسول کے علاوہ اور کسی چیز کے لئے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نیک مال اور اچھی کمائی نیک آدمی کے لئے اچھی چیز ہے۔ (اس لئے تمہیں اس عہدہ کو قبول کر لینا چاہیئے) اسکو شرح السنتہ میں روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی ایسی ہی روایت بیان کی ہے مشکوٰۃ باب رزق الولاہ [illegible]

۲۷۶۳ : ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایسا ہوتا کہ جو آدمی جس حق کا دعوی کرتا اسکو دعوی کے مطابق حق دلایا جاتا تو بہت سے لوگ دوسرے لوگوں پر اپنے مالوں اور خونوں کا دعوے کر دیا کرتے لیکن (شرع نے اسکو خلاف انصاف سمجھا اور) مدعی کے ذمے شہادت پیش کرنا لازم کیا ہے اور (اگر وہ شہادت پیش کرنے سے مجبور ہو تو) مدعی علیہ پر قسم کو لازم کر دیا ہے۔ (یعنی جب مدعی کے پاس اپنا دعوی ثابت کرنیکا ثبوت نہ ہو تو ایسی حالت میں مدعی علیہ سے اس کے انکار پر

(دعوے کی شہادت ضروری ہے)

جلد یہی ہوگی کہ مدعی کا مطلوبہ حق اس پر عائد نہیں ہے) مشکوٰۃ باب الاقضیہ والشہادات بروایت مسلم بیہقی **توضیح**:۔ شرع میں سماعت دعوی کا یہ طریقہ مقرر ہے کہ جب مدعی دعوی کرے تو مدعی علیہ کو طلب کیا جا کر اس سے دریافت کیا جائے کہ اس دعوی کا صحیح ہونا اسکو تسلیم ہے یا نہیں اگر تسلیم ہو تو فوراً دعوی کی ڈگری دیدی جائیگی اگر مدعی علیہ کو دعوے کی صحت تسلیم نہ ہو تو مدعی کو ثبوت پیش کرنے کا پابند کیا جائیگا پھر اگر شہادت سے دعوی کا ثبوت ہو جائے تو مدعی علیہ کو تردید کا موقع دیا جائیگا۔ پھر اگر وہ تردید نہ کرے یا ناکافی تردید پیش کرے تو دعوے کی ڈگری دیدی جائیگی اور اگر ایسی تردید پیش کرے جس سے دعوے کے حق میں پیش شدہ ثبوت ٹوٹ جائے تو اس صورت میں دعوی خارج کر دیا جائیگا۔ اور اگر ثبوت دعوی کے بارے میں مدعی یہ عذر کرے کہ اس کے گواہ نہیں ہیں یا گواہ تھے اور وہ فوت یا غائب لاپتہ وغیرہ ہیں تو ایسی صورت میں مدعی علیہ سے اس بات کا حلف لیا جائیگا کہ جو حق دعوے میں اس پر عائد کیا گیا ہے وہ اس پر عائد نہیں ہے جب وہ ایسی حلف اٹھالے تو مدعی کا دعوی خارج کر دیا جائیگا۔ کیونکہ جب دعوی کا ثبوت بھی نہ ہو اور مدعی علیہ بھی اسکو تسلیم نہ کرے۔ تو پھر دعوی کو ڈگری کیے جانے کی کوئی وجہ نہیں رہتی ہے۔

۲۷۶۴:۔ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک دن) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھاکر فارغ ہوئے۔ تو آپ کھڑے ہو کر فرمایا کہ جھوٹی (ابوداؤد)

گواہی اللہ کے شرک کرنیکے برابر کیگئی ہے۔ اسکو تین بار ارشاد فرمایا پھر آپنے قرآن شریف کی وہ آیت پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ تم لوگ بت پرستی کی گندگی سے بچو اور جھوٹے کلام سے (بھی) بچو دراں حالیکہ تم باطل کے مقابلہ میں حق کی طرف جھکے ہو۔ اور (دراں حالیکہ تم) شرک کرنیوالے نہیں ہو۔ اسکو ابن ماجہ اور ابوداؤد اور امام احمد نے روایت کیا ہے مشکوٰۃ باب الاقضیہ والشہادات۔ توضیح:۔ اس آیت میں دو چیزوں سے بچنے کا حکم ہے ایک تو بت پرستی سے دوسرے جھوٹے کلام سے دونوں چیزوں کی ایکساتھ ممانعت ہوئی ہے ایک برابری تو یہی ہے۔ دوسری برابری یہ ہے کہ جھوٹ عموماً دوسرے کو خوش رکھنے کیلئے بولا جاتا ہے اور جو آدمی اللہ پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ہر معاملہ میں اللہ کی رضامندی کو اپنا مقصد بنائے اللہ کی رضامندی میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ لہذا ایمان کے تقاضہ کے خلاف دوسرے کو راضی کرنیکے لئے جو جھوٹ بولا جائیگا وہ شرک کے مانند ہوجائیگا دراں حالیکہ ایسا آدمی ایمان سے تو خارج نہ ہوسکا کیونکہ احادیث میں ایمان سے فارغ ہونیکا ذکر نہیں آیا ہے۔ اور جب جھوٹ